الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

خانقاہِ عالیہ علویہ کا نقیب مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان



ماہی

پیامِ شعیب الاولیاء

براؤں شریف



حضور بابو میاں علیہ الرحمہ

زیرِ سرپرستی

صاحبزادہ مظہر شعیب الاولیاء شیخ طریقت

حضرت علامہ الحاج

غلام عبد القادر چشتی

خانقاہ فیض الرسول و نائب ناظم اعلیٰ: دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف

- تحفظ ختم نبوت عصر حاضر کا عظیم مسئلہ
- موجودہ دور کے نفسیاتی مسائل
- مسئلہ حجاب یا کچھ اور؟
- مرکز جن و بشر ہے تیرا در بابو میاں
- ائمہ حضرات اور معاشی بحران سے نجات

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری

بیادگار

شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء
عاشق محبوب کبریا گل گلزار قادریت
شمع شبستان چشتیت حضور سیدی الشاہ
محمد یار علی صاحب قبلہ
لقد رضی المولیٰ عنہ براؤں شریف

پیر طریقت مجاہد سنیت سراپا خیر و برکت سلطان
الاصفیاء سید الاتقیاء نقیب الاولیاء مظہر شعیب
الاولیاء حضرت مولانا صوفی شاہ
محمد صدیق احمد
صاحب قبلہ علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ
براؤں شریف

بشارۃ المشائخ کنز الکرامت
دعائے محبوبی شہزادۂ حضور شعیب الاولیاء
برادر حضور مظہر شعیب الاولیاء مادر زاد ولی
حضرت سیدی
احمد رضا عرف بابو میاں
علیہ الرحمہ براؤں شریف

فنائے شعیب الاولیاء
جان مظہر شعیب الاولیاء حضور مختار الاولیاء
حضرت علامہ الحاج الشاہ
محمد مختار احمد رضا
علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ براؤں شریف

خانقاہ فیض الرسول یار علویہ کا دینی، علمی فکری، اصلاحی و روحانی مجلہ

سرپرست اعلیٰ
نبیرۂ شعیب الاولیاء
شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء
شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ
غلام عبد القادر چشتی
خانقاہ فیض الرسول و نائب ناظم اعلیٰ
دار العلوم اہلسنت فیض الرسول
براؤں شریف

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء
براؤں شریف

نائب سرپرست
نبیرۂ مظہر شعیب الاولیاء
و شہزادۂ مختار الاولیاء
محمد مسعود احمد رضا علوی
سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ
دار العلوم اہلسنت فیض الرسول
براؤں شریف

شمارہ نمبر (۲)
جلد نمبر (۱)

مئی، جون، جولائی ۲۰۲۲ عیسوی
مطابق شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۴۴۳ ہجری

مجلس ادارت
مفتی واجد علی یار علوی مالیگاؤں
مفتی منظور احمد یار علوی ممبئی
مولانا اسلام الدین احمد انجم فیضی
مفتی ابو الحسن مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شعیب رضا نظامی ہماری آواز
مفتی احمد رضا نظامی علیمی ممبئی
مولانا عبد الحفیظ علیمی ممبئی
مولانا عبد المبین مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شمیم رضا اویسی گھوسی
مولانا عبد اللہ عارف صدیقی فیضی
مفتی نوشاد عالم امجدی بہار
پیر اشرف الجیلانی شمیم بھیا
قاری مجیب الرحمٰن صاحب بہرائچ شریف

چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری
7081182040

نائب ایڈیٹر
محمد نعیم امجدی اسمٰعیلی
9984896902

معاون ایڈیٹر
شاہد رضا امجدی جامعی
8948102127

مدیر اعزازی:
عمران علی یار علوی
7309992729

مجلس مشاورت
صاجنزادہ محمد جمال احمد علوی
صاجنزادہ محمد احمد علوی
صاجنزادہ محمد یوسف علوی
صاجنزادہ علی مرتضیٰ علوی
صاجنزادہ علی احمد علوی
صاجنزادہ ڈاکٹر غلام حسنین علوی
سید محمد ثاقب
سید آفاق حسین ایڈوکیٹ
مولانا قمر انجم فیضی
مولانا سید کاظم الرحمٰن
مولانا شبیر الٰہی قادری
مولانا احسان احمد فیضی
مولانا برکت اللہ فیضی
مولانا سعود رضا امجدی سیوانی
مفتی عارف رضا امجدی گڑھوا
مولانا انیس الرحمٰن حنفی بہرائچ شریف
مولانا محمد افضل علیمی
مولانا عقیل احمد رضوی جالون
حافظ و قاری سید ابرار حسین بلرام پور
مولانا محبوب احمد فیضی نیپال
مولانا ریحان اشرفی

Quarterly
THE PAYAM-E- SHUAIBUL AULIA

Village & Post. Baraon Shareef,
Distt. Siddharth Nagar, U.P. India Pin 272153

E-Mail. Payameshuaibulauliya@gmail.com

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
صاجنزادہ محمد ارشد علوی قادری
مینجر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں
شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی انڈیا
708 118 2040
956 552 5306
786 003 8638

صاجنزادہ محمد اظہر علوی قادری نے علوی گرافکس رسول پور سے چھپوا کر دفتر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف سے شائع کیا۔

فہرست

اداریہ

متحد ہو تو بدل ڈالو زمانے کا نظام

از: صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی

قرآن مجید میں مسلمانوں کو متعدد بار اس بات کی تلقین کی گئی کہ آپسی اختلافات کو ختم کر کے متحد و متفق ہو جاؤ ارشاد باری تعالیٰ ہے (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا) (آل عمران ۱۰۳) اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ بازی نہ کرو۔ مفسرین کے نزدیک ''حبل اللہ'' سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لہٰذا امت محمدیہ کے پاس کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں اتحاد و اتفاق کی دو مضبوط بنیادیں موجود ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ'' (مسلم) میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک ان دونوں چیزوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

اللہ نے آپسی اختلاف و انتشار اور فخر و غرور کو مشرکوں کا شیوہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: (ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعا) (روم ۳۱) اور ان مشرکوں میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے اپنا دین الگ کر لیا اور گروہوں میں بٹ گئے۔ جب انسان اتحاد و اتفاق کو طاق نسیاں میں رکھ کر گروہوں اور ٹولیوں میں بٹ جاتا ہے، تو اس کا انجام کیا ہوتا اور کس طرح سے انہیں اس کا نتیجہ ملتا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا (ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم) (انفال ۳۶) اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم لوگ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ مزید فرمایا (ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینات واولئك لھم عذاب علیم) (ال عمران ۱۰۵) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے میں بٹ گئے اور روشن دلائل آجانے کے بعد آپس میں اختلاف کرنے لگے یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی جانب سے اہل ایمان کے درمیان اتحاد و اتفاق کو باقی رکھنے کے لیے متعدد فرامین وارد ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تری المؤمن فی تراحمھم و تودھم و تعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی عضوا تداعی لہ سائر الجسد بالسھر و الحمیٰ'' (متفق علیہ) مومنوں کی مثال ایک دوسرے سے رحم کرنے، ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنے میں ایک جسم کے مانند ہے جب ان میں سے کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو پورا جسم اس کے لیے درد اور بخار کے ساتھ رات جگائی کرتا ہے۔

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا'' (صحیحین) ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے عمارت کے مانند ہے جس کا بعض بعض سے تقویت حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح اسلامی جماعت سے کنارہ کشی کرنے والوں کو وعید سناتے ہوئے فرمایا ''من فارق الجماعۃ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ'' (مسلم) جو شخص جماعت سے الگ ہوا اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی تو گویا کہ وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ابو الفیض جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا فرمان ہے ''اتحاد زندگی اور اختلاف موت ہے۔''

آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مسلمانوں کو متفق اور متحد ہو کر رہنا چاہئے، مسلمانوں کی تحفظ اور بقاء اتحاد و اتفاق میں مضمر ہے۔

کسی شاعر نے بھی اتحاد کی برکت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

متحد ہو تو بدل ڈالو زمانے کا نظام　　منتشر ہو تو مرو شور مچاتے کیوں ہو

اسلام اتحاد و اتفاق اور امن و بھائی چارہ کا درس دیتا ہے، اسلام یتیموں کے ساتھ شفقت اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی کا سبق دیتا ہے، مسلمانوں میں اتحاد کی کمی ہی مسلمانوں کی ناکامی کا اولین سبب ہے۔ ہم بچپن سے یہ کہانی سنتے آرہے ہیں کہ ایک لاٹھی کو کوئی بھی توڑ سکتا ہے لیکن جب ایک جگہ لاٹھیوں کا گٹھر ہو جس میں بہت ساری لاٹھیاں بندھی ہوں تو پھر اسے توڑنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہ کہانی عموماً ہر اس گھر میں بچوں کو سنائی جاتی ہے جہاں ایک ماں باپ کے کئی نرینہ اولاد ہوتے ہیں، وہ انہیں بچپن میں اس طرح کے واقعات سنا کر اتحاد و اتفاق کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں تاکہ بڑے ہو کر یہ آپس میں متحد رہ سکیں، اور دنیا کی کوئی بھی شر پسند طاقت ان کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کر سکے، وہ لوگ جو اپنے والدین کے اطاعت شعار اور ان کی باتوں کو اپنے لیے مشعل راہ سمجھ کر پوری زندگی ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرتے رہتے ہیں دیکھا یہی گیا ہے کہ وہ ہمیشہ آپس میں اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کوئی بھی بیرونی طاقت ان کے اس اتحاد کو پارہ پارہ نہیں کر پاتی ہے، ان کی آپسی محبت اور بھائی چارگی دنیا والوں کے لیے ایک مثال بن جاتی ہے اور وہ اپنے اس

اتحاد واتفاق کے ذریعہ بڑی بڑی شیطانی طاقتوں کو مات دے دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس جو لوگ اتحاد واتفاق کے بجائے اختلاف وانتشار میں زندگی گذارتے ہیں انہیں کوئی بھی شخص بڑی آسانی سے زیر کر دیتا ہے، ایسی صورت میں وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے کسی بڑی طاقت کے زیر سایہ چلے جاتے ہیں۔ پھر طاقت وہمت کے بل بوتے مفادات کے حصول کے لیے پوری زندگی ان کا استحصال ہوتا رہتا ہے۔

اسپین کے مسلمانوں نے اپنے عروج کے دور میں علم وفن کے جو چراغ روشن کئے ان سے آج بھی اہلِ علم روشنی حاصل کر رہے ہیں۔ اور اسپین میں مسلمانوں کی یہ کیفیت اس وقت بھی رہی جب کہ اس کے اقتدار وسیاست کی بساط اس ملک میں الٹ چکی تھی اس وقت بھی وہ اپنے عیسائی ہم عصروں سے زندگی کے ہر شعبہ میں آگے تھے لیکن تاریخ کا المیہ ہے کہ اپنی تمام تر ترقیات علمی وحربی صلاحیت کے باوجود انہیں اسپین سے نکلنا پڑا۔ اس المناک واقعہ کی صرف ایک وجہ تھی اور وہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق نہیں تھا۔ ان کا جو حکمراں طبقہ تھا وہ اقتدار واختیار کی حرص میں مبتلاء ہو گیا۔ دانشوروں کے طبقہ میں بھی قول وفعل کی ہم آہنگی نہیں تھی اور ان دونوں طبقوں کے اختلافات اور نفاق سے عام لوگ بھی متاثر ہوئے جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی طاقت روز بروز کمزور ہوتی چلی گئی اور وہ قوم جو نویں دہائی میں ایک فاتح کی حیثیت سے اسپین میں داخل ہوئی تھی اسے ۱۴۹۲ء کو ایک مجبور ومقہور قوم کی حیثیت سے اس سرزمین سے نکلنا پڑا تھا۔

اسی طریقے سے ہندوستان میں بھی مسلمان ایک ہزار سال سے آباد ہیں۔ ہم ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ملک ہندوستان میں مسلمانوں نے تقریباً ۸ سو سال تک حکومت کی تھی، ان کے دور حکومت میں علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کو جو فروغ ہوا وہ تاریخ عالم کا سنہرا باب ہے۔ اس ملک پر انہوں نے حکمرانی بھی کی مگر یہ سمجھ کر کہ یہ ان کا وطن ہے، پھر ایک دور ایسا آیا کہ انگریز حکمراں بن بیٹھے اور یہ صورت حال بھی مسلمانوں کے باہمی نفاق اور انتشار کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ کچھ دوسرے عوامل بھی ہو سکتے ہیں، لیکن بنیادی بات یہی تھی کہ اس وقت کے نہ مسلم حکمرانوں میں اتحاد تھا اور نہ برادرانِ وطن نے انگریزوں کے خلاف ہندو مسلم اتحاد کی قدر وقیمت کو سمجھنے کی کوشش کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزوں کی حکومت یہاں قائم ہوگئی اور یہ بھی اب تاریخ کا ایک باب ہے کہ جب ان دونوں میں اتحاد پیدا ہوا تو اس نے تحریک کی شکل اختیار کر لی جس کے نتیجہ میں انگریزوں کے قدم اکھڑ گئے۔ اور ملک آزاد ہوا۔

تاریخ کے یہ واقعات ہیں جن سے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے لیکن کیا ان کی موجودہ صورت حال اس بات کی گواہی دیتی ہے۔ انہوں نے ماضی کے واقعات سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا ہو، اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کا جواب نفی میں ملے گا۔

ہندوستان کے مسلمان اس وقت جس قدر منتشر حالت میں ہیں شاید ہی پہلے کبھی رہے ہوں گے۔ ان کے اندر صرف عمل کا ہی انتشار نہیں فکر کا بھی انتشار ہے۔ وہ ان گنت خانوں میں بٹے ہوئے ہیں، اگر چہ یہ درست ہے کہ ملی اتحاد کی باتیں بہت کی جاتی ہیں اور ہر پلیٹ فارم سے کی جاتی ہیں لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ جس جس پلیٹ فارم سے اتحاد واتفاق کی تلقین کی جاتی ہے چند دنوں بعد وہی پلیٹ فارم کئی ٹکڑوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔ کاش کہ مسلمان اب بھی تاریخ سے سبق لیں۔

ملک کی آزادی میں بھی تمام لوگوں کا ساتھ رہا تب ہم جا کر انگریزوں کے ظلم وستم سے آزاد ہوئے ہیں جس میں ہندو مسلم سکھ عیسائی اور دیگر مذاہب کے لوگ شامل رہے اگر ہم تمام ہندوستانی متحد ہو کر انگریزوں کے خلاف برسر پیکار نہ ہوتے اور آپس ہی میں لڑتے رہتے تو شاید یہ آزادی ہمیں نصیب نہ ہوتی کیونکہ انگریزوں کی پالیسی ہی یہی تھی: Promote war and rule لڑاؤ اور حکومت کرو

جس میں وہ کامیاب بھی تھے کبھی وہ ہندو مسلمان فساد کرا کے ہندو مسلمان کو آپس میں لڑا دیتے تو کبھی سکھ کو عیسائی کے خلاف کر کے آپس میں لڑا دیتے اس طرح ہمیں آپس میں لڑا کر انگریز بڑی آسانی کے ساتھ ہم پر حکومت کرتے رہیں یہ تو ہمارے عظیم لیڈروں کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ انہوں نے ہم ہندوستانیوں کو متحد کیا جب تمام ہندوستانی متحد ہو گئے تب انگریزوں کو وطن عزیز سے باہر نکال کر ہمیں فتح ونصرت سے ہم کنار ہونے کا موقع فراہم کیا۔ اگر موجودہ دور میں وطن عزیز کی حالت دیکھی جائے تو دل درد سے کراہنے لگتا ہے کہ پہلے کے سیاسی لیڈران ہمیں متحد کرنے کی کوشش میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے تاکہ دوسرے ملک کے لوگ ہمیں کمزور نہ سمجھیں اور اب کے سیاسی لیڈران کا بہترین مشغلہ ہی یہی ہے کہ ہم ہندوستانیوں کو مذہب کے نام پر بانٹ کر انگریزوں کی طرح آسانی کے ساتھ حکمرانی کریں اور اپنی ناکامیوں کوتاہیوں پر پردہ ڈالیں رکھیں مہنگائی بے روزگاری بھوک مری یہ سب ایسے موضوعات ہیں جن پر کلام کرنا ہمارے لیڈروں کے لیے شمشیر برہنہ پر چلنے کے مثل ہے اس سے بچنے کے لیے ایک سے ایک نئے ایسے مدے لا کر ہم ہندوستانیوں کو اس میں الجھا دیا جاتا ہے کہ ہم ان کی کوتاہیوں اور ناکامیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کر سکتے پٹرول اور ڈیزل اور تیل و دیگر چیزوں کی قیمتوں میں روز بروز اضافہ کر کے اس میں طرح طرح کے ٹیکس لگا کر سرکار کئی ہزار کروڑ کا منافع کما کر الیکشن کے وقت چند ہزار کروڑ کسان اور غریب نام پر بھولی بھالی عوام میں تقسیم کر کے بڑی آسانی کے ساتھ آرام سے الیکشن جیت جاتی ہے اور پھر غریب عوام کا خون چوسنے میں مصروف ہو جاتی ہے پہلے روپیہ اور ڈالر برابر تھا پھر ہم آزاد ہو گئے اور ہمارے لیڈروں کی محنت سے روپیہ ڈالر سے بہت پیچھے ہو گیا ہے ان ساری چیزوں میں جہاں لیڈروں کی خامیاں ہیں وہاں عوام کی بھی غلطیاں ہیں

حکومت اور سیاسی لیڈران جس طرح ہمیں سمجھاتے ہیں ہم سمجھ جاتے ہیں اور ان کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے اگر کسان کے خلاف کوئی بل پاس کیا جائے تو غیر کسان کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہندو کے خلاف بل پاس ہو تو مسلمان کو اور مسلمان کے خلاف ہو تو ہندو کو کوئی فرق نہیں پڑتا اس طرح حکومت طرح طرح کے بل لا کر ہم پر مسلط کرتے جا رہی ہے اور ہم کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ نہیں کر پا رہے ہیں کیوں کہ ہم مذہب، قوم، برادری کے نام پر بٹ چکے ہیں اور ہمیں اپنے علاوہ کسی سے کوئی سروکار نہیں رہتا حالانکہ یہ ہمارا آئینی اور اخلاقی فرض ہے کہ اگر کچھ غلط ہو تو پر امن طریقے سے احتجاج کریں سرکار سے سوال کریں اور قوم و مذہب کو بالائے طاق رکھ کر پہلے ایک اچھے انسان بنیں کیوں کہ کسی بھی قوم و مذہب میں یہ درس نہیں دیا جاتا ہے کہ مذہب کے نام پر انسانیت کو شرمسار کیا جائے ماب لنچنگ فرقہ وارانہ تشدد انتہا پسندی اور نفرت پھیلا کر آپس میں خون کی ندیاں بہائی جائیں بلکہ ہر قوم و مذہب امن کا درس دیتا ہے خصوصاً مذہب اسلام امن و شانتی کا سب سے زیادہ درس دیتا ہے اور بلا وجہ کسی جان دار کو یا کسی شخص کو ایذا دینے سے سخت منع کرتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص راستے سے اس نیت سے پتھر ہٹائے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے تو اس پر بھی اسلام میں ثواب ہے تو پھر ماب لنچنگ یا کسی کمزور کو ستانے کی اجازت اسلام دے ہی نہیں سکتا اس لیے اسلام اور مسلمان پر بے جا جو الزامات لگائے جاتے ہیں بے بنیاد اور باطل ہیں۔ لہذا نفرت و عداوت، انتہا پسندی بغض و عناد وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر ہم ہندوستانیوں چاہیے کہ آپس میں مل جل کر محبت و اخوت کے ساتھ خوش و خرم زندگی بسر کریں اور ایک ہندوستانی بن کر ترقی کی راہ پر چلتے ہوئے اپنا اور اپنے وطن عزیز کا نام اپنے عظیم کارناموں سے پوری دنیا میں روشن کریں اور سارے جہان کو اپنے کردار سے امن و شانتی کا پیغام دیں۔

اخیر میں میں تمام اہل وطن بالخصوص وابستگان خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ آپ کا اپنا رسالہ" سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء" اپنے اشاعتی سفر کا ایک شمارہ مکمل کر چکا ہے، فروری میں عرس حضور مظہر شعیب الاولیاء رئیس الاتقیا مجاہد سنیت سیدی و مرشدی مولانا شاہ صوفی محمد صدیق احمد المعروف خلیفہ صاحب قادری چشتی یارعلوی علیہ الرحمہ براؤں شریف کے موقع پر پہلا شمارہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ منظر عام پر جلوہ گر ہوا عرس کے پروگرام میں علماء و مشائخ کے نورانی ہاتھوں سے جس کا رسم اجراء عمل میں آیا۔ الحمد للہ پہلے شمارے کو کافی لوگوں نے پسند فرمایا اور لوگوں میں کافی مقبول بھی ہوا۔ رسالہ کے مقبولیت اس لئے ہے کہ یہ رسالہ سلسلہ قادریہ چشتیہ کے عظیم ترین بزرگ شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء عاشق محبوب کبریا حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد یار علی قادری چشتی لقدرضی المولی عنہ بانی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کی طرف منسوب ہے یہ نسبت ہی کامیابی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل یہ رسالہ پابندی کے ساتھ نکلتا رہے گا۔

رسالہ کے سرپرست اعلی خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ کی شان غزالئ دوراں صوفئ باصفا نبیرۂ شعیب الاولیاء شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء پیر طریقت حضرت علامہ و مولانا الحاج الشاہ غلام عبد القادر چشتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی نائب ناظم اعلی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف و خانوادہ شعیب الاولیاء کے چشم و چراغ نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء حضرت حافظ و قاری محمد ارشد علوی قادری چشتی خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف منیجر ماہنامہ ہذا و نائب مدیر مفتی محمد نعیم امجدی اسماعیلی بہرائچی و معاون ایڈیٹر مفتی شاہد رضا امجدی جامعی و مدیر اعزازی عمران علی یارعلوی و مجلس ادارت و مشارت کے جملہ افراد اس کی شاندار اشاعت پر بے پناہ فخر و مسرت محسوس کر رہے ہیں۔

نیز یہ جملہ وابستگان سلسلہ یارعلویہ و اصحاب عقیدت کے لئے بھی خوشی کی بات ہے جنھوں نے اس کی طباعت و اشاعت میں بلا تامل و تکلف دامے درمے سخنے قدمے خلوص وللہیت کے ساتھ حصہ لیا ہے،

وہ مبارک باد کے مستحق ہیں، کیونکہ ان کی توجہ سے ہی ملکی حالات خراب ہونے کے باوجود بھی" سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء" بلا کسی رکاوٹ کے زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر قارئین و ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچا

اس کو فقیر قادری سرکاران براؤں شریف یعنی حضور شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء علیہما الرحمہ کی کرامت اور ان کا کھلا ہوا فیضان سمجھتا ہے رسالے کی طباعت و اشاعت کسی نام و نمود کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں فقط خلوص و محبت کی جلوہ فرمائی ہے، اس رسالہ کے ذریعہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے مشن یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کو فروغ دینا ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ نئی نسل میں بیداری لانا اور انہیں دین کی طرف رغبت دلانا ہمارا ہدف ہے۔ پہلے شمارہ ہی کی طرح اگر احباب اہل سنت کا حوصلہ آئندہ بھی رہا تو ان شاءاللہ تعالیٰ اسی شان و شوکت کے ساتھ برابر نکلتا رہے گا ہمیں یقین ہے کہ احباب کے حوصلے بوڑھے نہ ہوں گے جوان ہی رہیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ مبارکہ کے معاونین، منتظمین، اراکین، اور جملہ معزز محررین کو شاد و آباد رکھے اور ان سے ہمیشہ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا کام لیتا رہے۔

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود
کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

انوار قرآن

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین مقبول دعائیں

از: مفتی محمد نظام الدین امجدی استاذ تاج الشریعہ اسلامک انسٹی ٹیوٹ انٹرنیشنل لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم ربنا لیقیموا الصلاۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔ اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائ جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے، شاید وہ احسان مانیں۔

(ربنا انی اسکنت من ذریتی) ذریت سے یہاں پر حضرت اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ جب آپ علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت سارا رضی اللہ تعالی عنہا کے کوئی اولاد نہیں تھی اس وجہ سے انہیں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہاجرہ اور ان کے فرزند کو میرے پاس سے جدا کر دیں چنانچہ حکم ربانی یہ ہوا کہ ہاجرہ اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی سرزمین میں چھوڑ آئیں جو آج مسلمانوں کا قبلہ ایمان ہے۔

چنانچہ آپ ان دونوں کو براق پر سوار کر شام سے سرزمین حرم میں لائے اور کعبہ مقدسہ کے قریب اتارا یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ نہ پانی، ایک توشادان میں کچھ کھجوریں اور ایک برتن پانی انہیں دے کر واپس ہوئے اور کمال شفقت کے باوجود مڑ کر بھی نہ دیکھا گو کہ یہ حکم خداوندی تھا جس پر پیغمبر علیہ السلام ہزار جان سے قربان تھے زوجۂ محترمہ نے موڑ کر جاتے ہوئے شوہر نامدار سے دریافت کیا کہ اس بے آب وگیاہ بنجر زمین جہاں پرندے تک راہ بھٹک کر نہیں آتے ایسے بیابان میں آپ ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ مگر آپ علیہ السلام نے اس پر کچھ جواب نہ دیا چند بار اسی استفسار پر جب کوئی جواب نہ ملا تو آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا یہ خدا کا حکم ہے؟ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاں میں سر ہلا دیا جب حضرت ہاجرہ کو فرمان خداوندی کا علم ہوا تو آپ نے راحت کی سانس لی اور خدا کی رضا پر راضی ہوگئیں۔

ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور حضرت ہاجرہ اپنے فرزند ارجمند کی پرورش اور نگہداشت میں مصروف ہوگئیں بعد از چند روز کھجوروں کا توشہ دان اور مشکیزہ کا پانی ختم ہوا تو دونوں بھوک و پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے یہاں تک کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حلقوم مبارک بھی خشک ہو گیا یہ دیکھ کر والدہ مکرمہ پانی کی تلاش و جستجو میں ادھر ادھر دوڑنے لگیں کہ کہیں کوئی آبادی یا چشمہ کا کوئی سراغ نظر آجائے مگر تلاش بسیار کے بعد بھی کوئی سراغ نہ مل سکا یہاں تک کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ صافی نمودار ہوا جس سے آپ اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام سیراب ہوئے۔

(بواد غیر ذی زرع) یہاں وادی سے وہ ارض طیبہ مراد ہے جہاں اب مکۃ المکرمہ، مسلمانوں کا قبلہ اول اور روح اسلام ہے جس طرف رخ کر دنیا کے اربوں مسلمان نماز شوق ادا کرتے اور اپنی جبین مبارکہ کو خم کرتے ہیں

غیر ذی زرع۔ اس لیے فرمایا کہ مکۃ المکرمہ کی سرزمین پتھریلی اور بنجر زمین تھی جہاں اس وقت آب و دانہ تو دور سبزے کا بھی نام ونشان نہیں تھا اور یہ سرزمین قابل کاشت بھی نہیں تھی ایسے مقام پر اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ دینا توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثال ہے، امر الہی ہوا تو بلا پش وپیش آپ نے اس کی تعمیل کی اور ,,ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ،، کا مظہر اتم بن گئے اور یہاں تو سب سے اہم مسئلہ ان دونوں کی زندگی اور بقا کا تھا کہ ایک تو ابھی نو زائیدہ بچے تھے اور دوسری عورت ذات دونوں کی صنف ایسی نہیں کہ کسی ہنگامی حالت کا سامنا کر سکیں یا خوفناک درندوں سے اپنی زندگی بچانے کی کوی مناسب تدبیر کر سکیں مگر جس کو اللہ کے سپرد کیا گیا ہو اور جس کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری خود خالق کائنات نے لے رکھی ہو تو ان کو طوفان نوح آ کر گزر جانے کا بھی علم نہیں ہوتا۔

(عند بیتك المحرم) اس سے بیت اللہ مراد ہے جو طوفان نوح سے پہلے کعبہ مقدسہ کی جگہ تھا اور طوفان کے وقت آسمان پر اٹھالیا گیا۔

(ربنا لیقیموا الصلاۃ) نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد افضل ترین عبادت نماز ہے اس کی فرضیت قرآن وحدیث اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کی اہمیت وافادیت کے بارے میں بکثرت احادیث مبارکہ وارد ہیں اور قرآن کریم میں کم وبیش ۸۶

مقامات پر اس کا مختلف انداز میں ذکر موجود ہے یہ آیت کریمہ محکمہ اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ نماز ارکان اسلام میں اہم ترین رکن ہے نیز یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ خانہ کعبہ میں نماز کی ادائیگی دیگر مقامات کی بنسبت افضل و اشرف ہے چنانچہ علماء اس بات کے قائل ہیں کہ مسجد حرام میں ایک وقت کی نماز دوسری مساجد میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضیَ اللّٰہ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلَیْہ وَ آلہ وسلم صَلَاۃُ الرَّجُلِ فِی بَیْتِہِ بِصَلَاۃٍ، وَ صَلَاتُہُ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَ عِشْرِیْنَ صَلَاۃً، وَ صَلَاتُہُ فِیْ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْہِ بِخَمْسِ مِائَۃِ صَلَاۃٍ وَصَلَاتُہُ فِیْ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلَاۃٍ وَصَلَاتُہُ فِیْ مَسْجِدِی بِخَمْسِیْنَ أَلْفِ صَلَاۃٍ وَصَلَاتُہُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ أَلْفِ صَلَاۃٍ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ وَالطَّبَرَانِیُّ وَقَالَ الْمُنْذَرِیُّ رُوَاتُہُ ثِقَاتٌ ’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اپنے گھر میں نماز پڑھے اسے پچیس نمازوں کا، جو جامع مسجد میں نماز پڑھے اسے پانچ سو نمازوں کا، جو جامع مسجد اقصی اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھے اسے پچاس ہزار کا، اور جو مسجد حرام میں نماز پڑھے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے‘‘

(فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم) آپ کی دعائے مبارکہ کا یہ مضمون نہایت اعلی اور دینی و دنیوی برکات کا حامل ہے وہ یہ کہ لوگوں کو دلوں کو اس مقام مقدس کی طرف اس طرح پھیر دے کہ وہ اس مقام شوق کی زیارت میں کھنچے چلے آئیں یہاں کی تجارت سے دنیاوی منافع بھی حاصل کریں اور حج بیت اللہ کر اپنے ایمان و ایقان کو عشق و محبت اور اعمال صالحہ کی برکات سے معمور کریں چنانچہ آپ کی یہ دعا رب کریم نے بصد ناز قبول فرمائی اور قبیلے جرہم نے اس طرف گزرتے ہوئے ایک پرندہ دیکھا تو انہیں تعجب ہوا کہ اس بیابان میں پرندہ کیسا شاید کہیں چشمہ نمودار ہوا ہو جستجو کی تو دیکھا زم زم شریف میں پانی موجود ہے یہ دیکھ کر ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے وہاں بسنے کی اجازت طلب کی انہوں نے اجازت دے دی اور وہ لوگ وہاں آباد ہو گئے لیکن اب اس مرکز اسلام کی الفت لوگوں کے دلوں میں اس قدر رچ بس گئی ہے کہ ہر مومن مسلمان وہاں آباد ہونا چاہتا ہے، قلوب اس کی یاد سے معمور، آنکھیں اس دیار پاک کے دیدار شوق سے ہر وقت مخمور ہیں

(وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنی اولاد بسانے کے وقت وہاں بے آب و گیاہ والی بنجر زمین تھی جیسا کہ ما سبق سے معلوم ہوا مگر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اس کے بعد رب ذوالجلال نے اس سرزمین میں طرح طرح کے میوے اور پھلوں کے بے پناہ پیڑ پودے اگائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فصول مختلفہ ربیع و خریف، صیف و شتا کے میوے وہاں بیک وقت موجود ملتے ہیں اور دنیا بھر میں جو فروٹ کہیں کسی کونے میں نہیں ملتا وہ مکہ مکرمہ، ارض مقدسہ میں موجود ہے۔

حاصل یہ کہ اس پوری آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین مخصوص دعائیں کی ہیں

اول یہ کہ ان کی ذریت پاک اور آنے والی نسلوں کو اپنی اہم ترین عبادت نماز کا عادی بنا کہ وہ نماز کو ان کے اوقات مقررہ پر قائم کریں۔

دوم یہ کہ لوگوں کے دلوں میں اس ارض طیبہ کی الفت و محبت ڈال دے انہیں اس طرف موڑ دے کہ ان کے دل اکناف عالم سے اس مبارک سرزمین کی طرف کھنچتے چلے آئیں۔

سوم یہ کہ یہاں پر بسنے والے لوگوں کو پھلوں اور میووں کا رزق عطا فرما۔

اس لیے اللہ رب العزت نے امت محمدیہ پر نماز فرض فرمائی تا کہ اس دعائے ابراہیمی کی یاد لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ قائم رہے اور حج بیت اللہ کی فرضیت بھی اسی لیے ہے تا کہ ہر سال دنیا کے بے شمار گوشوں سے چل کر لوگ اس دعائے ابراہیمی کی تکمیل کو حاضر ہوتے رہیں اور مشرق و مغرب دنیا کے ہر حصہ میں مکہ مکرمہ کے تبرکات پھلوں اور میووں کی شکل میں پہنچائیں تا کہ اس کی برکتوں سے لوگ بے بہرہ ور ہوتے رہیں۔

رب قدیر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں بھی ہر خیر کی توفیق بخشے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ لَیَجۡمَعَنَّکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ؕ وَ مَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیۡثًا ﴿۸۷﴾

اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ تمہیں ضرور بالضرور قیامت کے دن اکٹھا کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ بات کا سچا ہو (۸۷)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

پس (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ۝ سورۃ الاحزاب

گلدستہ حدیث

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک

از: مفتی محمد صدیق حسن نوری، استاذ جامعۃ المدینہ ٹانڈہ امبیڈکر نگر

مذہب اسلام کو محسن اعظم وقار انسانیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے جو حیات سرمدی حاصل ہوئی وہ قابل تعریف وقابل ذکر ہے۔

اللہ جل شانہ نے امت محمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا" و کیف تکفرون وانتم تتلی علیکم ایت اللہ وفیکم رسولہ' (ال عمران جزء ۴) یعنی تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تمہارے درمیان اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور تمہارے پاس اللہ کے آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے، اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دائمی ہدایت کی دو واضح دلیلیں ہیں (۱) آیات قرآنی (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات، چونکہ اس دار فانی میں کوئی شیء دائمی نہیں کل نفس ذائقۃ الموت کا اعلان عام فرمادیا گیا، اسی نقطہ نظر سے اللہ کے حبیب دوعالم کے طبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر موت کی غنودگی نازل ہوئی مگر پھر انہیں مثل سابق روحانی وجسمانی حیات عطا کر دی گئی اور آج بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں جلوہ افروز ہیں، امت کی امداد فرماتے ہیں اور امت کے احوال بھی آپ کے زیر نگیں ہیں،

حضور اعلی حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں،

انبیا کو بھی اجل آنی ہے　　مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات　　مثل سابق وہی جسمانی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اہل بصیرت کے نزدیک علم حدیث کے اوراق میں آج بھی آپ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، اللہ کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ کلام کو بھی دوام عطا فرمایا یہی وجہ ہے کہ اتنا طویل عرصہ گزرنے کے بعد علماء محدثین کی انتھک کوششوں سے قرآنی آیات کی طرح احادیث رسول بشکل کتاب موجود ہے جن پر عمل کر کے سعادت دارین، حفظ ایمان جیسی لازوال سرمایہ کا حصول بڑی آسانی سے ممکن ہے اور عائلی وقبائلی فسادات سے نجات مل سکتی ہے، چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے "عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلہ" (کتاب النکاح ج ۲ ص ۲۸۹) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہترین آدمی وہ جو اپنے اہل (عیال) کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لئے تم میں سب سے زیادہ بہتر ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم مرد ہوں تو ہمیں چاہیے کہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور اپنی بیوی کے لئے بہترین مرد ثابت ہوں اور یونہی عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین، بھائی بہن اپنی ساس سسر اور اپنے شوہر کے لئے بہتر ثابت ہوں

حدیث پاک کے دوسرے ٹکڑے پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے" وانا خیرکم لاھلی" یعنی میں اپنے گھر والوں کے لئے تم میں سب سے زیادہ بہتر ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے ایسی محبت فرماتے کہ کبھی ناراض نہ ہونے دیتے نہ کبھی شکایت کا موقع دیتے، ہر دن تمام ازواج مطہرات کے حجرے میں تشریف لے جاتے سلام کرتے حال خیریت معلوم کر کے واپس تشریف لاتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ تمام امہات المومنین یہ سمجھتیں سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے محبت فرماتے ہیں، اپنے بچوں سے محبت پیدا ہونا ایک فطری بات ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شہزادی سے کس طرح محبت فرماتے تھے، ترمذی شریف میں ہے "عن عائشۃ ام المؤمنین قالت ما رأیت احدا اشبہ سمتا و دلا ولا ھدیا برسول اللہ فی قیامھا

وقعودها من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت وكانت اذا دخلت على النبى صلى الله عليه وسلم قام اليها فقبلها واجلسها فى مجلسه وكان النبى صلى الله عليه وسلم اذا دخل عليها قامت من مجلسها فقبلته واجلسته فى مجلسها"(ج۲ص۲۲۶) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ طور وطریقے بہترین خصلتیں، بیٹھنے اٹھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ کسی کو نہ دیکھا آپ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب آتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے کھڑے ہو جاتے، آپ کو چومتے اور اپنی جگہ بٹھا لیتے اور اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو آپ بھی اٹھ کر کھڑی ہو جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ بٹھا لیتیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی شہزادی کے ساتھ مشفقانہ انداز میں پیش آنا امت مسلمہ کے لئے تعلیم ہے کہ ہم بھی اپنے بچوں سے اسی طرح سے محبت کریں۔

ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے تو دیکھا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیالے سے پانی پی رہیں ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اے حمیرا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیار میں کبھی عائش تو کبھی حمیرا فرماتے تھے) تھوڑا پانی میرے لئے بھی بچانا، اندازہ کریں بیوی امتی شوہر نبی، برکتوں کا انسلاک نبی کے ساتھ ہوتا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفیقہ حیات کے پینے سے بچے ہوئے پانی کو پینا چاہتے ہیں جب ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بچا ہوا پانی خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش فرمایا تو آپ نے پوچھا تم نے پیالے کی کس جگہ سے پیا ہے (تاکہ میں بھی اس جگہ سے پیوں) اللہ اکبر شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ کس طرح زندگی کے لمحات بسر فرما رہے ہیں؟

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پانی پیتی یا ہڈی چوستی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام سے پانی نوش فرماتے اور ہڈی سے گوشت نکال کر کھاتے جہاں سے میں کھاتی پیتی، مسند امام احمد میں ہے" كان بشرا من البشر يفلى ثوبه ويحلب شاته ويخدم نفسه "آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا مبارک خود صاف فرماتے، بکری کا دودھ نکالتے، اپنا کام خود کر لیتے،"وكان يخيط ثوبه ويخصف نعله وكان يعمل ما يعمل الرجال فى بيوتهم" آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا سلتے، اپنی نعل شریف میں پیوند لگا لیتے اور جیسے لوگ اپنے گھروں میں کام کرتے ہیں آپ اسی طرح اپنے گھر میں کام کرتے" كان يكون فى مهنة اهله فاذا حضرت الصلوة خرج الى الصلوة" آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کے کام میں ہاتھ بٹاتے پھر نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے، غور کریں پوری کائنات کے تاجدار بلکہ باعث تخلیق کائنات اپنے اہل خانہ کے ہمراہ کس طرح کاموں میں ہاتھ بٹوا رہے ہیں کام خود اپنے ہاتھوں سے کر رہے ہیں لیکن ہمارا حال سنت رسول سے کتنا جداگانہ ہے۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں کہ اللہ تعالی تمام اہلسنّت والجماعت کو سنتوں بھری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، سنتوں کا عامل بنائے

آمین ثم آمین

یارب العالمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم،



یارعلویہ دارالافتاء

از مفتی محمد ابوالحسن قادری
صدر شعبہ افتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ اگر کوئی سنی عالم اور اس کا پورا گھرانہ محض پیسوں کی لالچ میں جان بوجھ کر اپنی سگی بہن کی شادی کسی دیوبندی وہابی کے یہاں کر دے تو کیا اس عالم کے پیچھے عوام اہل سنت کی نماز ہو جائے گی؟

جواب فتوے کی شکل میں عطا فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

السائل: صلاح الدین دبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب: دیوبندی ضروریات دین کا انکار اور خدا اور رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ومرتد ہے مرتد کا نکاح عالم میں کسی بھی شئی سے نہیں ہو سکتا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ وہابیت ارتداد ہے اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ مسلمان سے نہ انسان سے نہ حیوان سے جس سے ہوگا زنائے خالص ہوگا عالمگیریہ میں ہے لا یجوز للمرتد أن یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذٰلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع أحد کذا فی المبسوط (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۳۲۹)

دیوبندی، وہابی کو کافر ومرتد جانتے ہوئے اسے اپنی بیٹی یا بہن دینا زنا کے لئے پیش کرنا ہے جو سراسر دیوثیت اور حرام محض ہے دیوث پر جنت حرام ہے اللہ رب العزت بروز قیامت پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ امام احمد، امام نسائی اور امام حاکم رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن روایت کرتے ہیں عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثۃ لا ینظر اللّٰہ الیہم یوم القیامۃ العاق لو الدیہ والمرأۃ المترجلۃ المتشبھۃ بالرجال والدیوث، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ روز قیامت نظر نہ کرے گا (۱) ماں باپ کو آزار دینے والا (۲) مردانی عورت مردوں کی وضع بنانے والی (۳) دیوث۔ اور امام حاکم امام بیہقی بسند صحیح روایت کرتے ہیں عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلٰثۃ لا یدخلون الجنۃ العاق لو الدیہ والدیوث ورجلۃ النساء اور امام طبرانی بسند حسن حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ثلٰثۃ لا یدخلون الجنۃ أبدا الدیوث والرجلۃ من النساء ومدمن الخمر۔ کہ تین شخص کبھی جنت میں نہ جائیں گے (۱) دیوث (۲) مردانی وضع کی عورت (۳) شرابی۔ اور دیوبندی وہابی کو مسلمان جان کر اسے اپنی بہن، بیٹی دینا کفر ہے کہ کافر کو مسلمان جاننا کفر ہے بہر دو صورت دیوبندی وہابی کے ساتھ اپنی بہن کا نکاح کرنے والا قابل امامت نہیں پہلی صورت میں فاسق ہے فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی، ایسی نماز کا اعادہ لازم کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا اس صورت میں لازم کہ پہلے اپنی بہن واپس لے پھر اعلانیہ توبہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرے اور دوسری صورت میں پھر کلمہ اسلام پڑھ کر مسلمان بنے، وہابی دیوبندی کی تکفیر کرے، اپنی بہن کو واپس لے، اگر ایسا نہیں کرتا تو اس کی اقتدا ہر گز نہ کی جائے اس کا بائیکاٹ کیا جائے امامت سے ہٹا دیا جائے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَلَا تَرۡکَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ اور فرماتا ہے وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد ابوالحسن قادری غفرلہ

خادم الافتاء طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

۲۳ رنومبر ۲۰۲۱ء ۱۷ ربیع الغوث ۱۴۴۳ھ

حضرت علامہ مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(1) قصبہ گولا بازار ضلع گورکھپور میں زید کو آراضی نمبر 578 رقبہ بارہ ڈسمل کے بیچ میں ایک ڈسمل آراضی پر ایک مصنوعی غازی روضہ یعنی جھوٹی قبر بنائی گئی ہے جو گنبد نما ہے جن کو غازی روضہ سے منسوب کیا گیا ہے اور ہر سال جیٹھ کے مہینے میں جب بہرائچ شریف میں حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالی کا عرس ہوتا ہے تو اسی تاریخ میں یہاں بھی زید کے خاندان کے لوگ فاتحہ قرآن خوانی میلاد شریف قوالی گاگر چادر پلنگ پیڑھی غرضیکہ نعت وغیرہ دیگر واہیات کام کرتے ہیں، کیا اس جگہ پر ایسے کاموں کا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

نمبر (2) جناب زید کو مندرجہ بالا افعال سے منع کرنے پر وہ اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ مانتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانبردار کہتا ہے اور مستقبل میں برابر کرتے رہنے کی بات کرتا ہے۔ اس کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں۔

نمبر (3) مندرجہ بالا مصنوعی یا جھوٹے مزار پر جسے غازی روضہ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے وہاں پر کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو عقیدت کے ساتھ جانا اور مزار سے متعلق سارے افعال کرنا درست ہے یا نہیں۔ نمبر (4) ایسی عمارت کو محفوظ رکھنا جس سے عوام میں بدعقیدگی پھیلتی ہو اسکی حفاظت کرنا درست ہے یا نہیں۔

بینوا وتوجروا:-

المستفتی آپکا خادم افضال احمد خان قصبہ گولا بازار ضلع گورکھپور بتاریخ ۲۰ ستمبر ۲۰۱۴ سنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: مصنوعی روضہ بنانا پھر کسی بزرگ کی طرف منسوب کرنا اس کے پاس نیاز فاتحہ کرنا سراسر حرام ہے کہ یہ کھلا ہوا فریب ہے لوگوں کو غیر حقیقی مزار کے پاس بلا کر انہیں ستانا بھی ہے حقیقی مزار کی توہین بھی، اس سے لوگوں کو کچھ بھی فیض نہ ملے گا لہٰذا اس کے پاس جمع ہونا، عرس کرنا بند کریں ورنہ سخت عذاب الٰہی کے سزاوار ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس کا یہ کہنا درست نہیں مسلک اعلیٰ حضرت کے سراسر خلاف ہے اس پر لازم کہ اپنے قول سے رجوع کرے۔ اس میں شرکت سے بچنے کا عہد مصمم کرے ورنہ اس کا بائکاٹ کیا جائے ارشاد الٰہی ہے وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّار

(۳) جب وہاں کسی بزرگ کا وجود نہیں تو عقیدت سے وہاں جانا محض حماقت ونادانی ہے اور ایک حقیقی مزار سے متعلق جو اعمال کئے جاتے ہیں وہ وہاں کرنا ناجائز ہے واللہ اعلم

(۴) درست نہیں ایسی فرضی قبر ڈھادینا مطلوب شرع ہے، اور لوگوں کے ایمان عقائد خراب ہو رہے ہوں تو ڈھادینا واجب وضروری ہے لہٰذا علاقے کے مسلمانوں کو چاہئیے مذکورہ قبہ وقبر مسمار کردیں، ورنہ لوگوں کی گمرہی کے ذمہ دار ہوں گے اللہ توفیق خیر سے نوازے آمین۔

الجواب الصحیح واللہ تعالیٰ اعلم

(حضور محدث کبیر) ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

۲۴ ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ

کتبہ محمد ابوالحسن قادری غفرلہ

۲۰ ستمبر ۲۰۱۴ سنہ

خادم الافتاء طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی

حضرت مفتی صاحب قبلہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) ہمارے علاقے میں بڑے جانور مثلاً بھینس، کٹرا وغیرہ میں عام طور سے تین یا چار ہزار روپئے فی حصّہ میں قربانی ہو جاتی ہے۔اب جبکہ حکومت کی جانب سے بڑے جانوار کے ذبح کرنے پر سخت پابندی اور پکڑے جانے پر اس کی جان، مال اور عزت کے نقصان کا قوی امکان ہے۔اور اگر بکرا یا بکری خرید کر قربانی کی جائے تو وہ اپنی عام قیمتوں سے دوگنی، تین گنی یا اس سے بھی زیادہ قیمتوں پر مل رہے ہیں (تقریباً بیس ہزار سے پچیس ہزار روپئے تک) تو کیا ایسی صورت میں بکرا وغیرہ کی قربانی کیجائے یا بڑے جانور کی ایک حصہ کی قیمت تین یا چار ہزار روپئے کو صدقہ کر دیا جائے یا بیس سے پچیس ہزار روپئے کا بکرا خرید کر اس کی قربانی کیجائے؟

(۲) اتر پردیش میں آج کل حکومت کی جانب سے سخت ممانعت کے باوجود بڑے جانوروں کو چوری سے ذبح کیا جا رہا ہے ان کا گوشت خریدنا اور کھانا کیسا ہے؟ جبکہ گوشت کے ساتھ پکڑے جانے پر اس کی جان، مال اور عزت کے نقصان کا قوی امکان ہے۔

برائے مہربانی ان کا مدلل و مفصل جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔فقط۔

المستفتی توقیر احمد ہاشمی امام وخطیب لال مسجد، حسن پور ضلع امروہہ، یوپی M.9897879678

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب:۔ایام قربانی میں قربانی کرنا ہی واجب، صدقہ کر دینا کافی نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قالت قال رسول اللہ ﷺ ماعمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم (امجد الاحادیث ۳/ ۸۸۶) کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے دن اللہ کے یہاں خون بہانے سے بڑھ کر کوئی عمل پسند نہیں۔اسی لئے بہار شریعت میں صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں ”قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی، مثلاً بجائے قربانی کے اس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی یہ ناکافی ہے (حصہ ۱۵/ ۱۳۵) حکومت کی طرف سے گائے کے سوا بڑے جانوروں کی قربانی پر کوئی روک کا قانون نہیں ہے البتہ یہ قوم ہنود کی طرف سے زیادتی ہے کہ وہ اپنی کثرت اور زور کی بنیاد پر بڑے جانوروں کی قربانی سے مسلمانوں کو روک دینا چاہتے ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ کورٹ کا سہارا لیں احتجاج کریں، بڑے جانوروں کی قربانی کرنے کی کوشش کریں ورنہ یہ ظالم اور جری ہو جائیں گے آئندہ مکمل طور پر قربانی بند کروانے کی کوشش کریں گے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ گائے ذبح کرنے سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔جن مواضع میں مثل بازار و شارع عام وغیرھا گاؤکشی کی قانون ممانعت ہے وہاں جو مسلمان گائے ذبح کرے گا البتہ اثارت فتنہ وفساد اس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے اور قانوناً مجرم قرار پائے گا اور اس امر کو ہماری شریعت مطہرہ بھی روا نہیں رکھتی کہ اسی وجہ سے مسلمانوں پر مواخذے یا انہیں سزا ہونے کا باعث ہو، بے شک توہین اسلام ہے۔جس کا مرتکب یہ شخص ہوا۔نظیر اس کی سبّ وشتم آلہۂ باطلۂ مشرکین ہے کہ شرع نے اس سے ممانعت فرمائی۔اگرچہ اکثر جگہ فی نفسہ حرج متحقق نہ تھا۔وَ لَا تَسُبّوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم اور جہاں قانوناً ممانعت نہیں وہاں اگر ثوران فتنہ وفساد ہو گا تو لا جرم ہنود کی جانب سے ہو گا اور جرم انہیں کا ہے کہ جہاں ذبح کی اجازت ہے وہاں بھی ذبح نہیں کرنے دیتے کیا ان کے جُرم کے سبب ہم اس اپنی رسوم مذہبی ترک کر سکتے ہیں، لہٰذا جب تک حکومت کی طرف سے قانون امتناعی نہ ہو بڑے جانوروں کی قربانی کریں واللہ تعالیٰ اعلم

جواب (2) حکومت کی جانب سے لائسنس اور پرمیشن کے بغیر بڑے جانوروں کو ذبح کرنے کی ممانعت ہے لہٰذا لائسنس والوں سے گوشت خریدا جائے اور چوری سے یہ عمل کرنے والوں سے گوشت نہ لیا جائے کہ یقیناً جان، عزت اور مال کے نقصان کا امکان ہے۔واللہ اعلم

الجواب الصحیح واللہ تعالیٰ اعلم

(حضور محدث کبیر) فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ

کتبہ محمد ابو الحسن قادری غفرلہ

خادم الافتاء طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی ۲۷/ ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ ۲۱/ اگست ۲۰۱۷ء

درس طب

علم طب کی مختصر تاریخ

از: حافظ وقاری عبداللطیف رضوی استاذ مدرسہ اسلامیہ سنت العلوم قصبہ شہاب پور، بارہ بنکی

علم طب ایسا علم ہے جس سے انسان کے اعضائے ظاہری و اعضائے باطنی کی صحت وحفاظت کے اصول اوران کی باہمی ترکیب اوراس کے اثرات معلوم ہوتے ہیں۔اس کا موضوع بدن انسانی ہے۔غرض وغایت حفظ صحت کے اصول اور امراض سے شفا حاصل کرنے کی تدابیر معلوم کرنا ہے۔

علم طب دیگر فنون کی بنسبت اعلی واشرف اور منفعت بخش ہے، صحف آسمانی اوراحکام شرعیہ میں اس کی عظمت کا تذکرہ آیا ہے۔

چنانچہ علم الابدان کو علم الادیان کے شانہ بشانہ رکھا گیا۔نیز حکماء کہتے ہیں: زندگی کے مقاصد دو ہی ہیں: خیر اور لذت اور دونوں کا حصول انسانوں کے لئے صحت پر منحصر ہے کیوں کہ دنیا سے مطلوبہ لذت اور آخری اور آخرت میں خیر وصلاح کی خوش امیدی تک پہنچنے کا دارومدار خود اس پر ہے کہ انسان کی صحت برقرار اور جسمانی ساخت طاقت ور رہے یہ بات محض طب کے فن ہی سے پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہے۔(عیون الانبا، ج:۱،ص:۱۹،۲۰)

فن طب کا منبع اور سرچشمہ وحی والہام ہے کیوں کہ وہی ربانی حصول سعادت دارین کا ذریعہ ہے، جس سے ادیان اور ابدان کی صحت مقصود ہوتی ہے۔

شیخ موفق الدین نے اپنی کتاب" بستان الاطباء وروضۃ الالباء" میں ابو جابر مغربی سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس فن کے وجود کا سبب وحی والہام ہے، دلیل یہ ہے کہ اس کا موضوع لوگوں کے جسم پر توجہ بایں طور صرف کرنا ہے کہ ان کی صحت زائلہ کا اعادہ اور صحت حاصلہ کی حفاظت ہو(ایضاً ص:۲۵)

صحت اور بیماری کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا انسان کا ماضی ہے۔اللہ تعالیٰ نے بیماری کو بھی پیدا کیا۔بیماری کے ساتھ اس کی دوا بھی پیدا کی۔اسی لیے یہ حدیث پاک مشہور ہے:"لکل داءٍ دواء"ہر مرض کے لئے دوا ہے۔

یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ پہلی مرتبہ کون سا انسان کب اور کہاں بیمار ہوا؟ البتہ قرآن مجید میں بیماری اور شفا کے حوالے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ملتا ہے۔آپ نے فرمایا:

"وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ"(الشعراء:۸۰/۲۶)

"جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو اللہ مجھے شفا عطا کر دیتا ہے۔

کسی بھی بیماری کا علاج اللہ تعالیٰ نے کہاں رکھا ہے اور کیا ہے اس بات کا کھوج لگانا انسان کی ذمہ داری ہے۔یہ کھوج علم، جہد مسلسل، تجربہ اور علم کیمیا میں مہارت کا رہین منت ہے۔

فن طب لوگوں کے لیے ہر جگہ اور ہر زمانے میں ایک ضروری امر رہا ہے یہ ضرورت بہر حال اس سے ہمیشہ وابستہ رہی ہے۔

انسان جب خاندان گیتی پر آباد ہوا تو اعذار واسقام کے دفاع کے لئے دوا اور تدبیر صحت کی ضرورت محسوس ہوئی اور یہی ضرورت طب کی ایجاد کا محرک ہے۔

اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح انسانوں نے زندگی کا شعور حضرت آدم اور بعد کے انبیاء مکرام علیہم السلام سے حاصل کیا اسی طرح جسمانی اصلاح اور مفاسد بدنیہ کے انسداد کے لیے طب کی تعلیم بھی انہیں انبیاء ورسل کے ذریعہ حاصل کی۔

فرقہ صابیہ کے لوگ کہتے ہیں کہ شیث ابن آدم علیہما السلام نے طب کا فن ظاہر کیا، جسے انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے وراثت میں پایا تھا۔

بعض یہودی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شفاؤں کا دسترخوان نازل کیا تھا، پیغمبروں کو تائید الٰہی کا تمغۂ امتیاز حاصل تھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو سامنے ایک پودا اگا ہوا دیکھتے، اس سے پوچھتے تمہارا کیا نام ہے اگر وہ شجر کاری کا ہوتا تو نصب کر دیا جاتا اور دوا کا ہوتا تو نام لکھ دیا جاتا۔

فن طب کی ابتدا و آغاز کے بارے میں قدرے اختلافات پائے جاتے ہیں جن کی تفصیل یہاں ضروری نہیں۔

انسانوں کی آبادی دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ آب وہوا کے تغیر نے امراض کی مختلف صورتیں اختیار کیں۔ تو وہاں کے اطباء نے اطبائے ماسبق کی طبی معلومات کی روشنی میں مزید طبی تحقیقات کی طرف قدم اٹھایا۔ اس طرح اس فن نے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر لی۔

اس فن طب کے مرکز اولین کے بارے میں محققین کے درمیان اختلاف آرا ہے کسی نے مصر کسی نے فونوس کسی نے یمن کے کلدانیوں کسی نے بابل کسی نے ہندوستان کو اولین مرکز طب قرار دیا۔

اسی طرح منضبط فن طب کے بانی کے بارے میں بھی قدرے اختلافات پائے جاتے ہیں لیکن قدما کی اکثریت اسقلیبوس کے طبیب اول ہونے پر متفق ہے، جو یونان کا باشندہ اور حضرت ادریس علیہ السلام کا شاگرد تھا۔

اسقلیبوس سے لیکر جالینوس تک آٹھ مشہور اطبا کا تذکرہ ملتا ہے: (۱) غورس (۲) مینس (۳) برمانیدس (۴) افلاطون الطبیب (۵) اسقلیبیوس دوم (۶) بقراط (۷) جالینوس

عہد جاہلی کے بعد عہد رسالت میں بھی علم طب کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

طب نبوی جس کی تعلیم قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے اس کا اثر عہد جاہلی کی طب پر بھی پڑا۔ طب نبوی کی تفصیلات بے حد اہمیت کی حامل ہیں اور ان میں سے اکثر روز بروز ہونے والی سائنٹیفک تحقیقات سے درست ثابت ہو رہی ہیں۔

اس حیثیت سے طب نبوی کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ مکہ میں بیمار ہوئےتو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عیادت کے لیے تشریف لائے آپ نے فرمایا: حارث بن کلدہ کو بلاؤ کیوں کہ وہ معالج ہے حارث آیا تو اس نے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کو بغور دیکھا اور کہا کوئی بات نہیں ہے، کچھ عجوہ اور حلبہ (میتھی) پکا کر انہیں چٹائیں، اس پر عمل کرنے سے وہ صحت یاب ہو گئے۔

(عیون الانباء، ج:۱، ص:۲۱۷)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عمر نے حارث بن کلدہ سے دریافت کیا کہ دوا کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ازم یعنی پرہیز۔

علم طب کی ہر زمانے میں ایک تاریخ رہی ہے۔ ادوار ماضیہ سے لے کر اب تک یہ علم روز بروز ترقی پر ہے۔

قارئین محترم! یہ علم طب کی بہت ہی مختصر تاریخ ہوئی۔

رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنی تاریخ کو پڑھنے اور اس کو محفوظ کرنے کی توفیق بخشے

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : لَمَّا عَرَجَ بِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ يَاجِبْرِيْلُ! قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ.))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میرے ربّ نے مجھے معراج کرائی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کے تانبے کے ناخن تھے اور وہ ان کے ذریعے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو متأثر کرتے تھے (یعنی چغلی اور غیبت کرتے ہیں)۔ مسند احمد 10580

شراب نوشی اور مسلمان

محمد احمد خان قادری امجدی بہرائچی

خادم دارالعلوم اہلسنت مصباح العلوم نرائن پور اترولہ بلرام پور

اسلام دین فطرت ہے جو اپنے ماننے والوں کو پاکیزگی و پاکبازی، عفت و پاکدامنی، شرم وحیا اور راست گوئی و راست بازی جیسی اعلیٰ صفات سے متصف اور مزین دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بیشرمی بے حیائی، بے عقلی، بدگوئی اور بے راہ روی جیسی رذیل وملعون عادات سے بچنے کا حکم اور امر کرتا ہے۔ مطلوب صفات کی نشو ونما اور ممنوع ... کے سدباب کے لیے اسلام نے ہر اس چیز کے کھانے، پینے اور استعمال کی اجازت دی ہے جو حلال، طیب، پاکیزہ اور صاف ستھری ہو، جس کے استعمال سے صحت، قوت، طاقت، فرحت اور انبساط جیسی جسمانی ضروریات بھی پوری ہوتی ہوں اور کردار واخلاق جیسے عمدہ خصال بنتے اور سنورتے ہوں۔ اس کے برعکس ہر اس چیز کے برتنے اور استعمال سے منع کیا ہے جس سے صحتِ ایمانی اور صحت جسمانی کی خرابی، عقل وشعور جیسی نعمت کا زوال اور تہذیب واخلاق جیسے اعلیٰ اوصاف کے بگڑنے یا بدلنے کا اندیشہ اور شائبہ تک پایا جاتا ہو۔ قرآن کریم اور سنت نبویہ کی نصوص قطعیہ اور صحابہ کرام کی تصریحات سے حلال وحرام کی وضاحت ہو چکی ہے، جن کی تفصیلات وتشریحات فقہائے عظام اجتہاد کے ذریعے اور علمائے کرام وعظ و بیان وافتاء کے ذریعے امت مسلمہ کے سامنے پیش کرتے آئے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی فرضیت کا عقیدہ رکھنا، ان کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا فرض اور ضروری ہے، اسی طرح شراب، جوا، سود، زنا اور چوری کی حرمت کا عقیدہ رکھنا، اس کی حرمت کا علم حاصل کرنا اور اس سے بچنا بھی فرض اور ضروری ہے۔ قرآنِ مجید میں شراب کی حرمت تدریجاً بیان ہوئی ہے۔ شراب کے رسیاء عرب معاشرے نے شراب کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب ان الفاظ میں دیا: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا۔

آپ سے شراب اور جوئے کی نسبت سوال کرتے ہیں، فرما دیں: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ (دنیوی) فائدے بھی ہیں مگر ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔ (البقرة،۲: ۲۱۹)

شراب کی بابت سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا کہ اگرچہ شراب اور جوئے میں بظاہر کچھ فائدہ ہے، لیکن ان کا گناہ اور نقصان ان کے فائدہ سے شدید تر ہے۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ شراب پینے سے عقل جاتی رہتی ہے اور یہی عقل ہی انسان کو تمام برائیوں اور افعال شنیعہ سے بچاتی ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد بہت سی محتاط طبیعتوں نے مستقل طور پر شراب نوشی ترک کر دی۔ پھر کسی موقع پر نماز مغرب ہو رہی تھی، امام صاحب نے نشہ کی حالت میں سورہ الکافرون میں: ”لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ“ کی جگہ ”أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ“ پڑھا، جس سے معنی میں بہت زیادہ تبدیلی آگئی، یعنی شرک سے اظہار برأت کی جگہ شرک کا اظہار لازم آیا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً یہ آیت نازل فرمائی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ. اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ تم وہ بات سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔ (النساء، ۴: ۴۳)

اس آیت سے بھی شراب کی ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے، اس لیے یہ دوسرا حکم نازل ہونے کے بعد بہت سے حضراتِ صحابہ کرام نے بالکلیہ شراب نوشی ترک کر دی اور بہت سوں نے نماز عصر اور نماز مغرب کے بعد شراب پینا اس لئے چھوڑ دیا کہ ان نمازوں کے اوقات قریب قریب ہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد اشارات وقرائن سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب شراب کی حرمت کا قطعی حکم نازل ہونے والا ہے۔ اس عرصہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ دعا بھی منقول ہے کہ اللّٰھم بیّن لنا فی الخمر بیاناً شافیاً۔ اے اللہ! شراب کے بارہ میں فیصلہ کن حکم نازل فرما دے۔

تیسرے مرحلہ پر سورہ مائدہ میں نہایت مؤثر انداز سے شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ شراب کی حرمت کے بیان کا انداز ایسا جامع ہے کہ کسی حرام اور ممنوع چیز کی حرمت کا اعلان اتنی جامعیت کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ حرمت کی علت و حکمت، دینی و دنیوی ہر دو پہلو سے بیان فرما دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم

مُّنۡتَهُوۡنَ. اے ایمان والو! بیشک شراب اور جوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سوتم ان سے (کلیتاً) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ کیا تم (ان شر انگیز باتوں سے) باز آؤ گے۔ (الْمَآئِدَة، ۵: ۹۰-۹۱)

حرمتِ شراب کے لیے نہایت مؤثر و بلیغ طرز بیان اختیار کرتے ہوئے اس کو اِثم، رِجس، اجتناب انتہاء، عمل شیطانی، بغض و عداوت کا سبب اور نماز و ذکر اللہ سے غفلت کا باعث قرار دے کر اس سے روکا ہے۔ احادیثِ مبارکہ سے اس حرمت کی مزید وضاحت یوں ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ. ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور شئے حرام ہے، اور جس شخص نے دنیا میں شراب پی اور وہ شراب کا عادی توبہ کئے بغیر مر گیا تو وہ آخرت میں شراب نہیں پیئے گا (یعنی شرابی، جنت کی شراب سے محروم رہے گا)۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر و ان کل خمر حرام، ۳: ۱۵۸۷، رقم: ۲۰۰۳، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ حَرَامٌ۔ شراب کی قلیل و کثیر (مقدار) حرام کر دی گئی ہے اور ہر مشروب جس سے نشہ آئے حرام ہے۔ (نسائی، السنن، کتاب الاشربۃ، ذکر الاخبار التی اعتل بھا من اباح شراب المسکر، ۳: ۲۳۳، رقم: ۵۱۹۳، بیروت: دار الکتب العلمیۃ)

شراب کی تباہ کاریاں؛ شراب نجس اور ناپاک کام ہے؛ اس سے بچنا فلاح و کامیابی کی علامت ہے؛ (المائدہ) شراب باہمی بغض و عداوت پیدا کرتی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکتی ہے (المائدہ)

شراب کی وجہ سے انسان کے اخلاق تو تباہ ہوتے ہی ہیں ساتھ میں معاشرے پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں شراب کی وجہ سے جرائم کی شرح حد سے بڑھ جاتی ہے؛ شرابی کو اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہتی ہے؛ شرابی والدین کے بچوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں؛ شراب بندے کی عقل میں فتور ڈال دیتی ہے؛ شراب مال کو ضائع اور برباد کرتی اور تنگدستی کا سبب بنتی ہے؛

شرابی کی دنیا میں سزا

شراب نوشی شرابی پر ۸۰ کوڑے واجب کر دیتی ہے لہٰذا اگر وہ دنیا میں اس سزا سے بچ بھی گیا تو آخرت میں مخلوق کے سامنے اسے کوڑے مارے جائیں گے؛

شرابی کی قبر میں سزا: قبر میں شرابی کا چہرہ قبلہ سے پھر جاتا ہے (الکبائر) اس پر دو سانپ مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں (شرح الصدور)

شرابی کی آخرت میں سزا: شرابی بروز قیامت اس حال میں آئیگا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا؛ زبان سینے پر لٹک رہی ہوگی؛ تھوک بہ رہا ہوگا؛ اور ہر دیکھنے والا اس سے نفرت کرے گا؛ (الکامل فی ضعفاء الرجال)

آگ کی سولی پر لٹکایا جائے گا؛ پیاس لگنے پر کبھی بدبودار پسینہ تو کبھی کھولتا پانی پلایا جائے گا؛ کھانے کو کانٹے دار درخت ہوں گے؛ پاؤں میں آگ کی جوتیاں پہننے کی وجہ سے ماغ کھولنے لگے گا یہاں تک کہ ناک اور کان کے راستے بہ جائے گا؛ شرابی جہنم میں فرعون و ہامان کا پڑوسی ہوگا (نیکوں کی جزائیں اور بروں کی سزائیں)

اسلام میں شراب پینے کی حرمت کے ساتھ شراب کی خرید و فرخت بھی حرام قرار دے دی گئی ہے، جیسے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دے دیا ہے۔ (بخاری، الصحیح، کتاب البیوع، باب بیع المیتۃ والاصنام، ۲: ۷۷۹، رقم: ۲۱۲۱، بیروت، لبنان: دار ابن کثیر الیمامۃ؛ مسلم، الصحیح، کتاب المساقاۃ، باب تحریم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام، ۳: ۱۲۰۷، رقم: ۱۵۸۱)

مذکورہ تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں شراب نوشی و شراب فروشی قطعاً حرام ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔

لَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے (کماتا نہیں اور لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس پر تنگی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جامع ترمذی 2325

اسلام میں صفائی کی اہمیت واحکامات،منصوبے اور اقدامات

محمد مفیض الدین مصباحی، استاذ جامعہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی
9471462375

اسلام کا دوسرا نام دین طہارت ہے۔ جو انسان کو مہد سے لے کر لحد تک صاف ستھرا رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ انسان خواہ کسی بھی شعبہ سے منسلک ہو اس کی شرشت، فطرت میں طہارت، لطافت و پاکیزگی رکھی گئی ہے کہ وہ لاشعوری طور پر صفائی، ستھرائی اور نظافت کو پسند کرتا ہے۔ اور گندگی، خباثت، نجاست اور غلاظت کو ناپسند کرتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کتب فقہ میں ابواب کی ترتیب میں فقہا نے ''کتاب الطہارات'' کو مقدم کیا یعنی اسلام میں طہارت عبادت و معاملات پر بھی مقدم ہے۔ نیز اس کے اصول وفروع، عقائد وعبادات، معاملات واخلاقیات کا بڑا حصہ طہارت ونظافت پر مشتمل ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: "الطھارۃ نصف الایمان" پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (المصنف لا بن ابی شیبۃ ،کتاب الایمان و الرؤیا، ج: ۱۵،ص: ۲۲۷،شرکۃ دار القبلۃ) ایک روایت میں " شطرالا یمان " کا لفظ آیا ہے اور اسی طرح متعدد مواقع پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت و نظافت کو دلکش انداز، خوبصورت اسلوب اور شگفتہ پیرایہ میں بیان فرمایا۔

عوام میں صفائی و پاکیزگی کے حوالے سے شعور اجاگر کرنے کے لیے ۱۵ / اکتوبر ۲۰۰۸ء عالمی سطح پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ۷۰ ممالک کے سربراہان نے شرکت کی اور اس کو ''گلوبل ہینڈ واشنگ ڈے" کا نام دیا گیا۔ اور اسی روز ایک کروڑ ۲۰ لاکھ بچوں نے صابن سے ہاتھ دھوئے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اس سال کو صحت وصفائی کا سال قرار دیا تھا۔ یہ بہت خوش آئند قدم ہے کہ ہاتھوں کی صفائی میں بے توجہی کی وجہ سے منھ اور آنکھ میں انفیکشن کا بہت امکان ہوتا لیکن مذہب اسلام میں ہاتھ دھونے کی پرانی روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوو۔ (الشمائل المحمدیۃ للترمذی، باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۳۰۸) اسی طرح جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہوں تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالیں، جب تک اسے تین بار نہ دھولے کیونکہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔ (السنن الکبری للبیہقی ،کتاب الطہارۃ/ باب التکرار فی غسل الیدین ،ص: ۷۶) اس لیے کہ ہاتھ آلہ طہارت ہے، اور جب وہی صاف وطاہر نہ ہو تو اس سے طہارت کیا حاصل ہوگی۔

ایمان وہ غیر فانی نعمت ولازوال دولت ہے، دنیا میں جس کا ہمسر وشریک کوئی نہیں ایک صاحب ایمان کی جبلت وفطرت یہی ہے تاہم مذہب اسلام میں نظافت کی اہمیت کس قدر ہے کہ اس کو ایمان کا آدھا حصہ قرار دیا گیا۔ اسلامی احکام میں سے ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف اور موئے زیر بغل صاف کرے، اگر نہ کر سکے تو ہر پندرہ دن بعد کرے اور چالیس دن کے بعد کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ بلکہ وہ وعید کا مستحق ہوگا، اسی طرح مونچھیں اور ناخن جیسے فطری امور کے لیے زیادہ سے زیادہ چالیس دن مقرر فرمائے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

وقت لنا فی قص الشارب، وتقلیم الاظفار، ونتف الابط، وحلق الاعانۃ، ان لا نترك اکثر من اربعین لیلۃ۔ ہمارے لیے مونچھیں ترشوانے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے اور زیر ناف بال صاف کرنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر کی گئی ہے۔ (صحیح المسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ ج: ۱ص: ۱۲۸ مجلس البرکات)

اسلام میں غایت درجہ اہتمام پاکیزگی کا حکم ہے، یہاں تک کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا جائز نہیں اس لیے کہ اس پانی کو بہت سے کاموں میں استعمال کیا جانا ممکن ہے۔ اگر کوئی جنبی ہو جائے تو اس کو حکم ہے کہ جلد از جلد غسل سے فارغ ہو اور غسل بھی نجاست سے آلودہ کپڑے میں نہیں کرنا چاہیے، بلکہ پہلے اس کپڑے کی نجاست کو اچھی طرح سے دور کرے۔ اور جسم پر

نجاست لگی ہو تو اس کو بھی دور کرے پھر غسل کرے ۔ فقہا نے فرمایا اگر ماء مغسولہ نہانے کی جگہ جمع ہو رہا ہے تو غسل سے فراغت کے بعد اس جگہ سے علحدہ ہو کر پاؤں دھوئیں ۔

آج سائنسی تحقیق کہتی ہے کہ دن میں چار پانچ بار منہ دھلنے سے آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہوتا ہے ۔ ایک یورپین ڈاکٹر نے مقالہ لکھا جس کا نام تھا ''آئی واٹر ہیلتھ'' (Eyewater Health) جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اپنی آنکھوں کو دن میں متعدد بار دھوو ورنہ خطرناک بیماریاں ہو سکتی ہیں ۔ چینی ماہرین کے مطابق چہرہ دھونے سے چھوٹی آنت ، بڑی آنت ، سینہ وغیرہ پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔ جبکہ مذہب اسلام میں پانچوں وقتوں کی نماز میں وضو بمنزلہ شرط کے ہیں اور نماز بمنزلہ مشروط کے اور وضو کی ابتدا بھی ہاتھوں کو گٹوں تک دھونے سے ہوتی ہے جو کہ آلہ طہارت ہے ۔ اسی طرح مسواک کرنا بھی ضروری قرار دیا گیا یہاں تک کہ مسواک کے ساتھ پڑھی گئی نماز بغیر مسواک کے پڑھی گئی نماز سے پچیس گنا فضیلت رکھتی ہے ۔ نیز مضمضہ (کلی کرنا) ، استنشاق (ناک میں پانی چڑھانا) اور تخلیل اصابع (انگلیوں میں خلال کرنا) بھی اس کا جزو ترکیبی ہے ۔ یہ سب اسی حکم" الطہارۃ نصف الایمان " کی شعاع بیزی ، ضیا پاشی اور ضوافشانی ہے ۔

اسلام میں جسم سمیت اپنے آس پاس ، گھر ، مکان ، ظاہر و باطن صاف رکھنے کا بھی حکم ہے ۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے ۔ اس طرح لباس میں صفائی ستھرائی اور ظاہری شکل وصورت میں بھی پاکیزگی کی تاکید ہے ۔

بدن کو میلا کچیلا اور بالوں کو پراگندہ رکھنا کہ شکل وحشیوں جیسی ہو ناپسندیدہ ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان اللہ یبغض الوسخ والشعث" (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوۃ ، جزیرۃ: ۲ ، ص: ۲۵۸ ، ح: ۱۸۵۵)

منصوبے ، اقدامات :

کثافت وگندگی ہزار بیماریوں کی جڑ ہے ، اور طہارت ونظافت ہزار دواؤں کی ایک دوا ہے ۔ ہم ذیل میں عوام وخواص کے لیے چند لائحہ عمل پیش کرتے ہیں جو صحت وتندرستی اور فضا کو خوشگوار بنانے میں موثر ہوگا:

(۱) کسی جگہ گندا پانی جمع نہ رکھیں کیونکہ یہ مچھروں اور مکھیوں کی افزائش کا سبب ہے ، جس سے ملیریا اور ہیضے پھیلنے کے خطرات لاحق ہو جاتے ہیں ۔ اور صاف پانی کو بھی ڈھک کر رکھیں ۔

(۲) گھر کے اندر غسل خانہ اور بیت الخلا ایسی جگہیں ہیں جہاں ہر روز ہلکی پھلکی صفائی کی جانی چاہیے ، اس کے علاوہ ہفتہ ، دس دن میں مکمل طور پر اچھی صفائی ہونی چاہیے ۔

(۳) اپنے ارد گرد گلی محلہ کو صاف ستھرا رکھیں ۔ گھر کا کوڑا کرکٹ سڑک پر ہرگز نہ پھینکیں ۔

(۴) کوڑا کرکٹ جمع کرنے کے لئے خصوصی مقامات کا تعین کیا جائے ۔

(۵) اپنے علاقے کی ماحولیاتی کمیٹی اور صفائی عملہ کا تعاون کریں ۔

(۶) اپنے تعلیمی اداروں کے ماحولیاتی کلب میں شامل ہوں ۔

(۷) ہفتہ وارانہ یا پندرہ روزہ نشست کا اہتمام کریں ۔

قَالَ: رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نیت کی (صحیح البخاری 1)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں ۔ اور حیاء (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے ۔ (رواہ البخاری 9)

زنا" کے بڑھتے واقعات اور اس کا سد باب

عبدالحفیظ علیمی،
خطیب و امام سنی، حنفی، بریلوی جامع مسجد مانخورد ریلوے اسٹیشن،
سربراہ اعلی' جامعہ مولائے کائنات' صدر: پاسبان مسلک اعلی حضرت (ممبئی)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔

"زنا" وہ فعل قبیح اور ناقابل تلافی جرم ہے جس کی (حرمت وحد) قرآن مجید نے واضح طور پر بیان کیا ہے "الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مئۃ جلدۃ" (ترجمہ) زانیہ اور زانی ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔۔

عمل زنا کے پاداش میں سو کوڑے مارنے کا حکم قرآن مجید و فرقان حمید نے اس وجہ سے بیان کیا تاکہ انسانی معاشرہ بدعنوانی و بدنظمی سے پاک رہے اور نسل انسانی کی شرافت و کرامت اور تقدس پامال ہونے سے محفوظ رہے۔

اللہ عزوجل نے انسانوں کو اچھی صورت میں خلق فرمایا اور عقل وشعور و آگہی کی نعمت عظمی سے سرفراز کرکے تمام مخلوقات سے ممتاز و ممیز کر دیا اور شرافت و بزرگی کا تاج زریں اس کے سر سجا کر کائنات کا امام بنا دیا تاکہ اس کے وجود سے گلشن عالم پر بہار رہے، اس کی امامت و قیادت سے عالم ہستی متوازن رہے اور تعمیل حکم خداوندی سے زیست کا ہر ذرہ درخشاں وشاداں رہے۔

اللہ عزوجل نے فروغ نسل انسانی اور تکمیل خواہشات نفس انسانی کے لیے "نکاح" کا صاف ستھرا اور خوبصورت تحفہ و نظام عطا کیا۔

لیکن حیف ہے طبائع انسانی پر کہ اتنی نوازشات خداوندی کے بعد بھی یہ حیوانیت صفت اور نفس کا غلام بن گیا ہے اور قانون خداوندی سے اختلاف و بغاوت کر کے اپنی چال چلنے میں ہی معراج زندگی تصور کر رہا ہے

اور حیرت اس بات پر بھی ہے کہ تقاضائے فطرت پر نفس کو مقدم رکھنے کو ارتقائے زندگی کی بنیاد سمجھتا ہے اللہ عزوجل کے بتائے ہوئے اوامر و نواہی کو نظر انداز کرتے ہوئے نفس کی پیروی میں لگا ہوا ہے۔۔۔

اس کی دو بنیادی وجہیں ہیں جو نہایت واضح و معروف ہیں۔

(اول) دینی تعلیم و تربیت سے بیزاری و دوری۔ (دوم) جدید معاشرتی طرز زندگی۔

ان دو وجہوں کے ہوتے ہوئے خواہشات انسانی کا ارتقاء فطری ہے پھر نتیجتاً! آزادانہ روش اور فکری و خیالاتی آوارگی ضروری ہوتی ہے اور مرد و عورت کا شانہ بہ شانہ چلنے کا نعرہ، گھروں اور بازاروں میں نیم عریاں لباس خبیث کا چلن، بے پردگی و بیحیائی اور فیشن ایبل و پرکشش لباس کا کلچر رواج پاتا ہے اور "عمل زنا" کا ارتکاب آسان تر ہو جاتا ہے۔

دینی تعلیم و تربیت گاہیں تساہلی و غفلت اور ناعاقبت اندیشی کے سبب اپنا قدیم تعلیمی و تربیتی معیار و وقار ختم کرنے کے زد پہ ہیں، بایں سبب تحصیل علم دین کی اہمیت و فضیلت اور افادیت کی شرح بہت تیزی سے گھٹ رہی ہے جو نہایت قلق و افسوس کی بات ہے، کہ یہاں کے تعلیم و تربیت یافتہ زنا جیسے فعل مذموم سے پاک ہوتے اور معاشرے کو بھی بچانے کی سعی کرتے۔

اور اسکولس، کالجز اور یونیورسٹیز اپنے مخلوط نظام تعلیم اور حق آزادء نسواں کے نام پر عروج و فروغ پا رہے ہیں، جہاں فرینڈ شپ، اور ریلیشن شپ کا منحوس چلن عام تر ہے، تسکین خواہشات نفسانی کی خاطر مرد و عورت کی فطری امتیازات ختم کرنے کے نعرے بلند ہو رہے ہیں، مختلف مواقع پر تقریبات و پروگرامز کے ذریعہ اختلاط مرد و عورت کی رسم بد کو سماجی ارتقاء بتایا جا رہا ہے، پردہ و حجاب کے عمل حسن کو اسلامی شدت اور آزادء نسواں کی حق تلفی کہی جا رہی ہے جب کہ یہی اختلاط اور حق آزادء نسواں کے نعرے "زنا" عام کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

اگر! وقت رہتے ہوئے اس کا تدارک نہ کیا گیا، انسانیت سوز اور اسلام مخالف جدید معاشرتی طرز زندگی سے اجتناب و اعراض نہ ہوا تو وہ دن دور نہیں جب اس کی نحوست کے گھیرے میں آکر پورا سماج و معاشرہ ذلیل و رسوا ہو جائے گا۔

لہذا!! "زنا" کے سد باب کے لیے معاشرے میں قرآنی نظام کا نفاذ و قیام ضروری ہے، مغربی تہذیب و ثقافت (ویسٹرن کلچر) معاشرے سے حکیمانہ طور پر ختم کرنے کا کامیاب لائحہ عمل ہو، حجاب کا حکم اور اختلاط سے محفوظ رہنے کا تصور جو قرآن مجید نے دیا اس پر مضبوطی سے عمل ہو اور جو دینی تعلیم و تربیت گاہیں غیر منظم ہیں ان میں بہتری ہو، عورتوں کے لیے علیحدہ دینی طرز پر عصری تعلیم گاہیں ہوں جہاں پر ان کی عفت و عصمت کی حفاظت ہو اور باحجاب حصول تعلیم کی تہذیب و آزادی ہو، مساجد و مدارس اور دیگر دینی مراکز و ادارے و اسٹیجوں سے "زنا" کے خلاف پیغام نشر ہوں اس کی حرمت و وبال کو احادیث رسول سے مزین کر کے بیان ہو، اس فعل قبیح کے ارتکاب سے سماجی و معاشرتی فسادات و خرافات اور نقصانات کیا ہیں اور انسانی شرافت و تقدس کی کس قدر پامالی ہے نصیحانہ و حکیمانہ طور پر بیان ہو۔

اور بنیادی طور پر اسلام نے "زنا" کے سد باب کا جو تصور دیا ہے وہ نہایت کامیاب اور باعث رحمت و برکت ہے، کہ جب بچے بالغ ہو جائیں تو نکاح میں تعجیل ہو، گھروں میں حجاب و حیا کا ماحول ہو اور فحش فلم و دین بیزار ڈراموں سے اجتناب ہو، غرض کہ گھروں میں مکمل دینی بیداری کا ماحول ہو تو شرح امکان زنا گھٹ کر صفر ہو سکتی ہے اور معاشرہ پاکیزہ و منور و معطر ہو سکتا ہے۔۔۔

توکل علی اللہ اور اس کی فضیلت

از: مفتی محمد امجد علی امجدی، روہتاس، بہار

حامدا ومصلیا ومسلما

توکل عربی زبان کا ایک لفظ ہے جس کا معنی سپرد کرنے کے ہیں امام غزالی علیہ الرحمۃ توکل کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے" التوکل عبارۃ عن اعتماد القلب علی الوکیل وحدہ" توکل یہ ہے کہ دل کا اعتماد صرف اس کی ذات پر ہو جو کارساز حقیقی ہے توکل کے بارے میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اور اپنی کوشش کو بے کار اور فضول سمجھ کر چھوڑ دے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں بلکہ کہ توکل یہ ہے کہ انسان ان ظاہری اسباب کو کو اختیار کرے لیکن دل سے ان اسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالی کی مدد اس کی حمایت پر بھروسا کرے (تفسیر کبیر سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹ / ۳ / ۴۱۰) اس بات کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں اپنے اونٹ کو باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا" تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔ (ترمزی؛ کتاب صفۃ یوم القیامۃ؛ ۴ / ۲۳۲؛ الحدیث: ۲۵۲۵) یعنی توکل اس چیز کا نام ہے کہ کسی بھی کام کرنے میں اسباب سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر اختیار کیے جائیں اس کے بعد نتیجہ اللہ تبارک وتعالی پر چھوڑ دینا چاہیے اعلی حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد توکل کا ہے (فتوی رضویہ ۲۴ / ۳۷۹) یعنی اسباب کو چھوڑ دینا توکل نہیں بلکہ اسباب پر اعتماد نہ کرنے اور رب تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرنے کا نام توکل ہے۔

توکل کسے کہتے ہیں

اللہ رب عزت ارشاد فرماتا ہے" فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین (پارہ؛۴ سورہ آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

توکل کا مطلب

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ منہاج العابدین میں توکل کی تعریفیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں میرے نزدیک مشائخ کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ توکل اس کا نام ہے کہ بندہ یہ یقین رکھے کہ میرے جسم میں قائم رہنا پریشانیوں کا ختم ہونا اور رزق ملنا اللہ پاک کی ہی طرف سے ہے سامان دنیا یا دیگر اسباب کی وجہ سے نہیں بلکہ میرا سبب بنادے اور اگر چاہے تو ظاہری اسباب اور دنیاوی وسیلوں کے بغیر بھی مجھے زندہ رکھے۔

اس کے بعد امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب تم توکل کا یہ مطلب اپنے دل میں بیٹھا لوگے اور اسی پر اعتماد رکھوگے تو تمہارا دل مخلوق اور اسباب سے بے نیاز ہو کر بارگاہ رب الانام کی طرف متوجہ رہے گا اور تمہیں صحیح معنوں میں توکل حاصل ہوگا؛ (منہاج العابدین: ص؛ ۱۰۸)

تین قسم کے لوگ ہیں

(۱) پہلی قسم: وہ جنہوں نے خود کو اللہ کے حوالے کر دیا اب وہ اپنی ذات کے لیے نہ فائدہ حاصل کرتے ہیں نہ نقصان کو دور کرتے ہیں وہ اپنا یہ اصول ہر معاملے میں نافذ کرتے ہیں۔ چنانچہ خود کو دشمنوں سے بچاتے ہیں نہ درندوں سے گویا کسی سبب اور ذریعہ کو اختیار ہی نہیں کرتے حتی کہ ان میں سے بعض کا حال یہ ہے کہ اگر جھاڑی میں کپڑا الجھ جائے تو اسے خود نہیں چھوڑاتے یہاں تک کہ ہوا چلے اور کپڑا خود ہی نکل آئے۔

قطب وقت امام العارفین ابو محمد سہیل بن عبداللہ فرماتے ہیں۔توکل کا اولین مقام یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے ایسا بن جائے جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ وہ اسے جدھر چاہے حرکت دیکر الٹ پلٹ کرے اس کی اپنی کوئی حرکت وتدبیر نہ رہے۔

(۲) دوسری قسم: وہ لوگ جو ضروریات میں اسباب تلاش کرتے ہیں چاہے نقصان سے بچنے کے لئے ہو یا فائدہ حاصل کرنے کے لیے اسی پر اکثر انبیاء ومرسلین علیہم السلام کا عمل ہے اسی قسم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کے سفر میں غار ثور میں چھپنا بھی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ ایسا طریقہ اختیار فرماتے جس پر عوام وخواص سہولیت سے چل سکیں وگرنہ تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کے تمام شاہسواروں اور قافلوں سے مشکل ترین راہ پر چل سکتے تھے۔مگر اس صورت میں آپ کی شان رؤفی رحیمی کا اظہار کیسے ہوتا۔رب تعالیٰ فرماتا ہے" عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رئوف رحیم "(پ:۱۱؛ التوبۃ؛ ۱۲۸)

(۳) تیسری قسم: توکل کے سلسلے میں ایک قسم ان لوگوں کی ہیں جو عالم اسباب

سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں وہ اسباب ضروریہ ہوں یا غیر ضروریہ مگر ان کا اعتماد اور بھروسہ مسبب الاسباب ہی پر ہوتا ہے (روض الریاض؛ص؛۴۰۳)

اللہ پر توکل فرض عین ہے

اللہ پر توکل ہر عاقل بالغ مسلمان کے لئے فرض ہے چنانچہ اعلی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی پر توکل فرض عین ہے قال اللہ تعالی: وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین (پ:۶؛ المائدہ:۲۳؛)

ترجمہ اللہ ہی پر توکل کرو اگر مسلمان ہو۔

اور فرمایا ہے ان کنتم امنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین (پ:۱۱؛یونس:۸۴)

اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو: اگر مسلمان ہو۔

اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں عالم اسباب میں رہ کر ترک کے اسباب (یعنی اسباب کو چھوڑ دینا) گویا ابطال حکمت الہیہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت کو باطل کرنے کی طرح) ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کباسط کفّیہ الی الماء لتبلغ فاہ وماھو ببالغہ جیسے کوئی ہتھیلیاں پانی کی طرح پھیلائے ہوئے کہ وہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ پہنچنے والا نہیں۔

توکل کی فضیلت

قرآن میں توکل علی اللہ کا بار بار حکم دیا گیا ہے اور متوکلین کا مقام ومرتبہ بہت ہی بلند وبالا بتایا گیا ہے۔ارشاد باری ہے:اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ۔ (ال عمران؛ایت ۱۵۹)

ترجمہ:بے شک اللہ تعالیٰ توکل رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مختلف انداز اور پیرایوں میں ہے،اللہ کریم نے اپنے تمام بندوں اور اپنے اُس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی توکل کا حکم دیا ہے جس کا نام نامی توریت میں مُتَوَکِّل ہے۔رب نے فرمایا: تمام معاملات میں اللہ ہی پر اعتماد کرو،اس لیے کہ ایک وہی ذات ہے جو اعتماد کے لائق ہے،اس کے سوا کوئی سہارا نہیں اور وہی تمام امور کو انجام دینے والا ہے۔توکل کے بارے میں کچھ اور آیات ملاحظہ فرمائیں:

وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔(ال عمران آیت:۱۲۲)

ترجمہ:اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔(الاحزاب: آیت:۳)

ترجمہ:اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو۔(کنزالایمان)

حدیث پاک میں توکل کی فضیلت۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ"اگر تم اللہ پر کما حقہ توکل کرتے تو وہ تم کو ایسے رزق دیتا جیسا کہ پرندوں کو دیتا ہے، جو صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس ہوتے ہیں۔

اس حدیث میں بھی اسباب ووسائل اختیار کرنے کی ترغیب"تغدوا خماصا وتروح بطانا" سے ظاہر ہے کہ پرندہ صبح کو جب اپنے گھونسلہ سے نکلتا ہے تو اسے اپنے رب پر یقین کامل ہوتا ہے کہ میری کوششوں کے بعد اللہ عزوجل جو سب کا رازق ہے مجھے ضرور رزق عطا فرمائے گا۔

توکل کرنے والا اللہ تبارک وتعالی اور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فرمان پر عمل پیرا ہوتا ہے۔توکل کرنیوالا لوگوں سے بے نیاز ہوجاتا ہے توکل کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں توکل کرنے والے کو دنیا وآخرت کی بے شمار بھلائیاں نصیب ہوتی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توکل علی اللہ کی توفیق عطا فرمائے

(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(16) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے۔سنن ابن ماجہ 4181

(17) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنْ رَضِيَهُ أَكَلَهُ، وَإِلَّا تَرَكَهُ.

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں لگایا، اگر آپ کو کھانا اچھا لگتا تو اسے کھالیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔(سنن ابن ماجہ 3259)

اسلام کی تبلیغ وتحفیظ میں مدارس اسلامیہ کا کردار

از۔فیاض احمد برکاتی مصباحی
استاذ جامعہ اہلسنت نورالعلوم عتیقیہ مہراج گنج بازار ترائی ضلع بلرامپور

مدارس اسلامیہ موجودہ وقت میں مساجد کی آبرو ہیں، اسلامی معاشرے کی زینت ہیں، دیار غیر میں اسلامی امانت کے دیانت دار وامین ہیں۔ مدارس اسلامیہ ہوں یامکاتیب یہ مسلمانوں کے دین ایمان کے تحفظ میں ریڑھ کی ہڈی ہیں۔پچھلے سوسال میں ان مدارس نے خاموشی کے ساتھ وہ کارنامہ انجام دیا ہے جو بڑی سے بڑی تنظیم اور بڑے سے بڑا ملک انجام نہ دے سکا۔دولت وثروت،شہرت وعظمت سے ڈنکے بجائے جاتے ہیں جب کہ حالت فقر وفاقہ میں اپنا بھی ایمان بچایا جاتا ہے اور اپنی ذات سے وابستہ سیکڑوں افراد کے ایمان کی سرحد پر جواں مردی کے ساتھ پہرے دیئے جاتے ہیں۔مدارس نے فاقہ مست افراد میدان میں اتارے،دنیا کی بے ثباتی دلوں میں جمائے اور خدائے قہار کے جلال وجبروت کا پرچم اٹھائے،شیاطین کے نرغوں میں گھس کر، پیٹ پر پتھر رکھ کر، زبان درازوں کے طعنے سن کر،قوم کے احمق اور فرعون صفت افراد کا ظلم سہ کر گاؤں گاؤں ،قصبہ،قصبہ اور شہر شہر جن لوگوں نے اہل ایمان کے عرفانی قلعے کی نگہبانی کی ہے یا اب تک میدان کارزار میں ڈٹے ہوئے ہیں وہ انھی مدارس اسلامیہ کے جیالے سپوت ہیں۔

جس وقت دنیا مادہ پرستی کے جال میں گرفتار ہو چکی تھی اور ابھی تک گرفتار ہے، مادیت کے جس طوفان نے خاندانی روحانی امینوں کے مضبوط ایمانی قلعے کو تاش کے پتوں کی طرح ہوا کی بلکھاتی جالوں میں بکھیر دیا تھا، ان کی حالت بھی یہ ہوگئی تھی کہ جو جتنا بڑا مالدار ہوگا اتنا بڑا روحانیت کا اور دین وایمان کا ٹھیکیدار ہوگا۔جن خاندان کے بزرگوں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی تھی اور یہ عزلت نشینی بھی اس لیے تھی کہ اپنا ایمان بچا سکیں آج انہی خاندانوں کے صاحب زادگان دنیاداری بلکہ الحادی فضاء میں لت پت تھے اور آج بھی ہیں، بڑے بڑے صاحب زادگان کو دیکھ کر ان سے باتیں کرکے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کے برہمن نے صرف اپنا چولہ بدلا ہے روپ رنگ آج بھی وہی ہے۔

اہل دول کی محفلوں میں دینی باتیں کرنا عیب شمار کیا جانے لگا تھا بلکہ اب بھی کچھ مسلم سوسائیٹز مل جاتی ہیں جہاں اسلام اور قرآن کی بات کرنے پر لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے گھروں سے اسلام رخصت ہو چکا تھا، دلوں میں تھوڑی بہت ایمانی رمق باقی رہ گئی تھی یا اب بھی کوئی چراغ ہے جو ٹمٹا رہا ہے تو اس کے پیچھے کسی مدرسے کی ٹھوس بنیاد ہے۔ اسلام بیزار معاشرہ تشکیل پا چکا تھا اور اب بھی یہ لہر سونامی سی رفتار سے مسلمانوں کے گھروں کے ہر کمرے میں داخلے کی کوشش کر رہی ہے، ان طوفانوں کو ہر موڑ پر جن جاں بازوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے انہیں مدارس کا پروڈکٹ مولوی ،مولانا،امام،حافظ،قاری یا عامل کہتے ہیں۔

مساجد کے ذمہ داران کا ظلم وستم اور مدارس کے فارغین۔

برصغیر ہندو پاک کی مساجد پر اس وقت وہ ظالم طبقہ قابض ہے جسے کبھی بھی اسلام سے کوئی ہمدردی نہیں تھی ،مسلمانوں کے خلاف دل میں پنپ رہی نفرت کو مسلمانوں کے ائمہ مساجد پر ظلم کرکے ظاہر کرنے والے ان صدور وسکریٹریز کی اگر خاندانی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو سب کے پس پردہ کوئی گھناؤنی کہانی ہوگی، مساجد کے صدور اور سیکریٹریز کا دین سے بس اتنا تعلق ہے ہوتا ہے کہ ہفتے میں جمعہ کے دن مسلمانوں کا دیا گیا چندہ گن لیں اور ان چندوں کو کہیں اکٹھا کر لیں۔نہ بیٹا دین دار، نہ بیٹیاں دین سے کوئی مطلب رکھتی ہیں، نہ بیویاں دین کو اہمیت دیتی ہیں۔خود صدر صاحب کے پتہ نہیں کتنے جائز ناجائز کام ہوتے ہیں جن کی آمدنی پر صدر صاحب اتراتے ہیں۔ایسے لوگ جب مسجد میں آئیں تو ائمہ کو گالیاں دیں، مولویوں کے خلاف بھونکے،مولوی کو صحیح سے تنخواہ نہ دیں، رہنے سہنے کا انتظام جانوروں کی طرح ہو۔ان سب کے باوجود مدارس کے یہ فارغین جو اپنی ذہانت اور قوت بازو پر بھروسہ کرتے ہوئے کوئی بھی کام کر سکتے ہیں قوم کے ان پانڈوں کا سارا ظلم اس لیے برداشت کرتے ہیں کہ وہ مسلم معاشرے سے ختم ہوتے اسلام کو دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں۔ظالم صدور وسیکریٹریز کے گھر اور خاندان کے اصلاح کی فکر بھی ان ائمہ کو ہوتی ہے۔

نوجوانوں کو بے راہ روی سے ان کا باپ نہیں روک پاتا ہے لیکن اپنی حکمت عملی سے یہ خانہ بدوش ائمہ نوجوانوں پر کنٹرول حاصل کرکے انہیں اچھا انسان بنانے کی فکر کرتے ہیں۔جن علاقوں میں مساجد میں ائمہ پریشان ہوتے ہیں یا بار بار ائمہ بدلے جاتے ہیں ان علاقوں کی نئی نسل دینی ومذہبی اعتبار سے تباہ ہوتی ہے۔

امام کا اپنا رعب اور مقام ہوتا ہے۔بار بار مولوی بدلنے سے معصوم ذہن پر جو اثرات پڑتے ہیں اس کا صحیح ادراک کسی صدر یا کسی سیکریٹری کے بچے کو دیکھ کر ہو سکتا ہے۔

اس زمانے میں بھی متوکل، صابر، قانع، ملنسار، امانت دار اور انسانیت کے علم بردار افراد مدارس اسلامیہ ہی تیار کر کے مسلم سماج میں لاتے ہیں۔

مکاتیب ومدارس۔

اس وقت ملک میں جو حال مساجد کا ہے وہی صورت حال مدارس ومکاتیب کا بھی ہو چکا ہے۔ پہلے مکاتیب ومدراس پر علماء قابض ہوا کرتے تھے اور وہ اپنے علم وتجربہ کی بنیاد پر مدارس ومکاتیب کا نظام دیکھتے تھے لیکن سماج میں ان کی عزت وتکریم کی وجہ سے کچھ لچے لفنگے جن کو مفت میں ایسی عزت وشہرت کی تلاش تھی مدارس کھولنے، یا زبردستی قبضہ کرنے یا کسی گھس پیٹھیے راستے سے مدارس پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس وقت پورے ملک میں اسی فیصد مدارس انہیں ظالموں کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ لوگ علماء سے چندہ کرا کے یا تو اپنا گھر چلاتے ہیں، یا اپنے کاروبار میں لگاتے ہیں یا ان پیسوں کے بل بوتے پر مدرسوں میں اپنی ڈکٹیٹر شپ چلاتے ہیں۔ حقیقی مدارس جن تک مسلمانوں کے زکوہ کی رقم پہونچ رہی ہے وہ دراصل بیس فیصد ہی ہیں۔ انہی بیس فیصد کے تعلیم یافتہ پورے ملک میں ہزار ظلم سہہ کر بھی دینی کام انجام دے رہے ہیں۔ باقی یہ اسی فیصد والے کسی کام کے نہیں ہیں۔ الٹا ان کی وجہ سے مسلم معاشرہ انتشار وافتراق کا شکار ہوتا ہے۔ جن کے پاس خود علم نہ ہو وہ عالم بننے یا بنانے کا انتظام صرف اپنی ظالم کھوپڑی سے کیوں کر کرسکتا ہے۔؟ مدارس میں پڑھانے کے لیے اچھے اساتذہ کی ضرورت ہوتی ہے، اچھی کتاب کی ضرورت ہوتی ہے، اچھے طلبہ بھی چاہیے۔ اچھے اساتذہ اچھی تنخواہ، اچھا سلوک، اچھے رہن سہن کا مطالبہ کرتے ہیں اور یہ جہلا سب کو اپنی طرح سمجھے ہوئے رہتے ہیں اس لیے کوئی اچھا عالم ان کے مدرسوں میں نہیں جاتا۔ یہ لوگ بلڈنگیں خوب بنائیں گے اور خوبصورت بنائیں گے لیکن اس میں طلبہ کم اور مدرس صرف چندہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان جاہلوں کے مدرسوں کی پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ کتابیں بالکل رکھ ہی نہیں سکتے۔ کتابوں سے ان کو دشمنی ہوتی ہے۔ ان دنیاداروں کے مدارس اکثر ایسے ملیں گے کہ ان کی زمینیں بھی کسی صدر یا سکریٹری کے نام ہونگی۔ کہیں کہیں تو اچھی خاصی بلڈنگیں بنوا کر صدر یا سکریٹری نے اس پر قبضہ کرلیا۔ بہر حال زکوہ خوروں کا یہ سب سے خطرناک گروہ ہے جو مدارس کی آڑ میں مدارس کو نقصان پہونچا رہا ہے، علماء کو بدنام کر رہا ہے اور لوگوں کو دین سے دور کر رہا ہے۔

جو مدارس ومکاتیب واقعی دینی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ لائق تقلید ہیں۔ اساتذہ سر پر بٹھانے کے لائق ہیں۔ اپنے جن علوم وفنون کا استعمال کر کے وہ لاکھوں کما سکتے ہیں انہی علوم فنون کے ذریعے چند روپے لے کر قوم کے بچوں کو سنوارنے میں لگے رہتے ہیں۔ انہیں اپنی زندگی کی بالکل پرواہ نہیں ہوتی ہے۔ کچھ علماء تو ایسے ہوتے ہیں جو چوبیس گھنٹے میں صرف ایک وقت کھاتے ہیں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کئی کئی دن میں ایک وقت کھاتے ہیں۔ قناعت پسندوں، متوکلوں اور صابروں کی یہ فوج صرف مدارس میں ملیں گی۔ ہر ظلم وستم یہ کہہ کر سہ جاتے ہیں یہ رسول اللہ کی سنت ہے۔ ہم دین کے امین ہیں۔ ہم نے دین پڑھا ہے اسے پھیلانے کے لیے دینی تعلیم کے ذریعہ دنیا کمانے کے لیے نہیں۔

آج ایک مزدور بھی اٹھارہ ہزار سے تیس ہزار تک کما لیتا ہے لیکن ایک مولوی چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی کر کے بھی چھ، سات، دس ہزار بڑی مشکل سے کماتا ہے۔ اسی پر صابر بھی ہے۔

جس علاقے میں کوئی عالم نہیں ہیں یا ہیں لیکن اس صلاحیت کے نہیں وہاں کی عوام کا رہن، سہن، بول چال، تہذیب وتمدن، دینی غیرت وحمیت، آپسی اتحاد، دینی جذبے بالکل الگ تھلگ ہونگے۔ جہاں کوء اچھا عالم ہوگا وہاں کے لوگوں کی تہذیب، بچوں کا کلچر، عورتوں میں ایمانی قوت، جوانوں کا جذبہ جنوں، بوڑھوں کی پختہ فکر الگ ہوگی۔ اندازہ کرنے کے لیے بہار، جھارکھنڈ، ایم پی، بنگال اور اڑیسہ جیسی ریاست کا رخ کریں۔

مدارس اسلامیہ خانقاہوں کی اساس ہیں، مساجد کی آبرو ہیں، مکاتیب کی زینت ہیں، مسلم سماج کا وقار ہیں، اسلامی تہذیب وثقافت کے امین ہیں، مسلم خواتین کی اسلامی غیرت وحمیت کا مرکز ومنبع ہیں۔

ہمیں دو اہم نکتوں پر توجہ دینا ہے۔ مدارس اسلامیہ کو اندرونی اور باہری سازشوں سے بچا لیں تو یہ مدارس ہمیں ہمارا وقار واپس کر سکتے ہیں۔ اپنے اساتذہ اور علماء کو صرف وہ جائز حق دے دیں جن کے وہ واقعی حق دار ہیں تو ہم باعزت معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

> عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَيَقُولُ إِنَّهُ أَرْوَى وَأَبْرَأُ وَأَمْرَأُ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا
>
> حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پینے کی چیز میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے: یہ (طریقہ) زیادہ سیر کرنے والا، زیادہ محفوظ اور زیادہ مزیدار ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں (بھی) پینے کی چیز میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔ (صحیح مسلم 5287)

قربانی سے متعلق
چند ضروری سوالات وجوابات

از العبد العاص مفتی محمد عامر رضا اسمٰعیلی
پرنسپل وشیخ الحدیث: مدرسہ کلیۃ البنات فاطمۃ الزہراء قصبہ شہاب پور بارہ بنکی

حامداو مصلیا و مسلما

اسلامی تہواروں میں سے سارے تہوررضائے الٰہی کے حصول کاذریعہ ہیں ،اس لئے ہم ان کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جو خوشی ہم کو میسر ہو تی ہے وہ من جانب اللہ ہی ہوتی ہے۔اسلامی تہوار کوئی بھی ہو وہ یا تو کسی نبی کی یادگار ہے یا قرآن واحادیث کا فرمان،اگر ہم اسے اپنی طبیعت کے موافق کریں گے تو نقصان میں رہیں گے اور شریعت کے مطابق کریں گے تو خوشیوں کے حقدار اور آخرت میں ثواب کے بھی مستحق ہوں گے چوں کہ یہ مہینہ قربانی کا ہے اس لئے اس سے متعلق چند سوالا ت وجوابات ہدیہء ناظرین ہیں۔

سوال: قربانی کسے کہتے ہیں؟

جواب: قربانی فارسی زبان کالفظ ہے جواردو زبان میں مستعمل ہے جسے عربی میں" قربان" کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مقدس میں فرمایا گیاہے"حتیٰ یاتینا بقربان تا کلہ النار" ترجمہ :جب تک ایسی قربانی کاحکم نہ لا ئے جسے آگ کھائے۔اھ(کنزالایمان پ ۴،سورہ آل عمران ،الا ٓیہ ۱۸۳)اور قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے اللہ کاتقرب حاصل کیاجائے خواہ وہ ذبیحہ ہو یااور کچھ۔

المعجم الوسیط میں ہے"(القربان) کل ما یتقرب بہ الی اللہ عـــز وجــل من ذبیحـــۃ وغیرھـــا "اھ (ص ۷۲ ۳،باب القاف)

اور اصطلاح شرح میں مخصوص جانور کومخصوص دن میں بنیت تقرب ذبح کرنے کوقربانی کہتے ہیں اور کبھی ذبح کئے جانے وا لے جانور کوبھی قربانی کہتے ہیں۔فتاویٰ ہندیہ میں ہے"ھی فی الشرع اسم لحیوان مخصوص بسن مخصوص یذبح بنیہ القربۃ فی یوم مخصوص"اھ (ج ۱ص ۲۹۱،کتاب الاضحیہ،الباب الاول فی تفسیرہاورکنہا)واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: قربانی کاثبوت کہاں سے ہے؟

جوب: قربانی کا ثبوت قرآن کریم سے بھی ہے اور احادیث رسول سے بھی جیسا کہ اللہ رب العزت وحدہ لا شریک نے قرآن کریم میں فرمایا"فصل لربك وانحر "ترجمہ:توتم اپنے رب کے لئے نماز پڑھواور قربانی کرو"اھ (کنزالایمان،پ ۳۰،سورۃ الکوثر،الآیہ ۲)اور حضرت ابوسعید سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سینگ والے بکرے کی قربانی کرتے تھے جوسیاہی میں دیکھے سیاہی میں کھائے اور سیاہی میں چلے۔حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں"عن ابی سعید قال کان رسول اللہ ﷺ یضحی بکبش اقرن فحیل ینظر فی سواد یاکل فی سواد ویمشی فی سواد"اھ (ابوداود،ج ۲،ص ۳۸۶)واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: قربانی واجب ہے یا سنت؟

جوب: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک واجب ہے۔حدیث پاک میں ہیں"من وجد سعۃو لم یضح فلا یقربن مصلانا "اھ (سنن دارقطنی ج ۴ص ۲۷۷)اس حدیث پاک میں وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر وعید ہے اور یہ واجب کی شان ہو تی ہے۔یوں ہی اللہ کے نبی صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا " ضحوا فانھا سنۃ ابیکم ابراھیم"اس حدیث پاک میں "ضحوا"امرصیغہ ہے جو وجوب کے لئے ہے۔انھیں احادیث کی

بنیاد پر امام نے مستطیع کے اوپر قربانی کو واجب قرار دیا ہے۔ایسا ہی فتا وی بحر العلوم ج ۵ ص ۱۸۲، پر بھی ہے۔

سوال: قربانی کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تمھارے باپ حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی سنت ہے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر بال کے برابر نیکی ہے صحابہ نے عرض کیا بھیڑ کے بال؟ آپ نے فرمایا بھیڑ کے بال کے ہر سوت کے برابر نیکی ہے۔حدیث پاک میں ہے"عن زید ابن ارقم قال قا ل اصحاب رسول اللہ تعالی علیہ و سلم یا رسول اللہ ما ھذہ الاضاحی؟قال سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام قالوا فما لنا فیھا یا رسول اللہ؟قال بکل شعرۃ حسنۃ۔رواہ ابن ماجہ"اھ (مشکوۃ شریف ص ۱۲۹، باب فی الاضحیہ، الفصل الثالث)

واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: قربانی کس پر واجب ہے؟

جواب: قربانی کے وجوب کی چند شرطیں ہیں (۱) مسلمان ہو، غیر مسلم پر واجب نہیں (۲) مقیم ہو مسافر پر واجب نہیں (۳) مالدار ہو یعنی وہ نصاب جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے (۴) آزاد ہو غلام پر واجب نہیں۔جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے (اما شرائط الوجوب)منھا ایسار وھو ما یتعلق بہ وجوب صدقۃ الفطر دون ما یتعلق بہ وجوب الزکاۃ، منھا الاسلام فلا تجب علی الکا فر، منھا الحریۃ فلا تجب علی العبد، منھا الاقامۃ فلا تجب علی المسافر"(کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرہا الخ) ایسا ہی بہار شریعت ص ۱۳۲ قربانی کے بیان میں بھی ہے۔

سوال: مالک نصاب ہوتے ہوئے اپنے نام قربانی نہ کرکے بزرگان دین کے نام کرنا کیسا ہے؟

جواب: مالک نصاب اگر ایسا کرے گا اور اپنی جانب سے نہیں کرے گا تو ترک واجب کے باعث گناہ گار و مستحق عذاب نار ہوگا۔بلکہ صاحب نصاب پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے کرے اور مذکورہ لوگوں کے لئے اگر کرنا ہی ہے تو ان کے لئے دوسری قربانی کا انتظام کرے۔(فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ۴۴۵، کتاب الاضحیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: چار بھائی ایک میں ہوں اور بڑا بھائی مالک ہو تو قر بانی کس پر واجب ہوگی؟ بڑے بھائی پر یا سب پر؟

جواب: اگر چاروں بھائی ایک میں ہوں اور سب کا مشترکہ مال چار نصاب پورا نہ ہو تو کسی پر قربانی واجب نہیں ہوگی اور چار نصاب پورا ہو نے کی صورت میں ہر بھائی پر قربانی واجب ہوگی۔اس لئے کہ اس صورت میں ہر ایک مالک نصاب ہے اور بڑا بھائی مالک بمعنیٰ انتظام کار ہے نہ کہ حقیقی مالک۔(فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ۴۲۹، کتاب الاضحیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: شادی شدہ عوت کے نام قربانی ہو تو اس کا نام کس طرح لیا جائے گا؟ زوجہ فلاں یا بنت فلاں؟

جواب: جس عورت کے نام قربانی ہو اللہ رب العزت خوب جا نتا ہے کہ وہ کس کی لڑکی ہے اور کس کی بیوی اس لئے صرف عورت کا نام لینا کافی ہے۔زوجہ فلاں یا بنت فلاں کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر کہہ بھی لے تو کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ۴۴۸، کتاب الاضحیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم

تحفظ ختم نبوت عصر حاضر کا عظیم مسئلہ

مفتی محمد امجد علی امجدی
خادم: تاج الشریعہ دارالافتا لہان سرہا نیپال

اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا، جس کی ابتدا ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والا یہ سلسلۂ رشد و ہدایت نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر مکمل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی [جامع ترمزی ج:۲ص:۵۱] یعنی نبوت و رسالت ختم ہوگئی، میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی ہے۔

بخاری و مسلم میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیائے کرام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی اور خود کو اس آخری اینٹ سے تشبیہ دی جس سے عمارت نبوت کی تکمیل ہوئی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مثلی و مثل النبیین کمثل رجل بنی دارا فاتمها الا لبنة واحدة فجئت انا و اتممت تلک اللبنة [صحیح مسلم ج:۲ص ۲۴۸]

یعنی میری اور تمام نبیوں کی مثل اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گھر بنایا تو ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ کر سب کچھ مکمل کر دیا پھر میں آیا تو میں نے عمارت نبوت کی وہ اینٹ بھر دی۔

نبی کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ”عقیدۂ ختم نبوت“ کہلاتا ہے۔ جس کا ذکر خود قرآن حکیم میں صراحۃ ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے، جو اس کا منکر ہے وہ دائرہ ایمان سے خارج اور مرتد ہے، امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا قدس سرہ اسی عقیدۂ اہل سنت و جماعت کی ترجمانی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وتخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر ومرتد ملعون ہے“

[فتاوی رضویہ، ج:۱۴،ص:۳۳۶]

اب تک جتنے فتنوں نے جنم لیا ہے ان میں سب سے عظیم فتنہ فتنہ قادیانیت ہے، جو عصر حاضر میں بہت زیادہ زہر افشانی پر مصر ہے، اس فتنہ کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے، مرزا قادریانی تو ۱۹۰۸ء میں واصل جہنم ہوگیا لیکن اس کا پیدہ کردہ فتنہ آج بھی موجود ہے جو دین وشریعت اسلامیہ کو مٹانے اور اسلامی اقدار اور روایت کی جان ناموس رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر شب خون مارنے کے درپئے ہیں، اس کی حساسیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہ کافی ہے کہ اس فتنہ کے ناشرین قرآن وسنت کے نام پر الحاد و بے دینی کا میٹھا زہر دے رہے ہیں، اہل اسلام کو ذہنی وفکری انتشار میں گرفتار اور جسد ملت کو کھوکھلا کرنے پر تلے ہیں کیونکہ وہ دیگر بے شمار کفریہ اور گستاخانہ عقائد ونظریات کے حامل ہونے کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ دین متین کے ایک بہت ہی بنیادی عقیدہ ”عقیدۂ ختم نبوت“ کے منکر و پیغمبر اسلام کے باغی ہیں یعنی وہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت اور آپ کے خاتم النبیین (باعتبار زمانہ آخری نبی) ہونے پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ وہ اسے عملا رد کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نامی شخص کو (العیاذ باللہ) نبی مانتے ہیں۔ علمائے کرام نے مرزا کی زندگی سے ہی اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا جو اب تک جاری ہے اور ان شاء اللہ الرحمن ان کی ہلاکت اور فنا ہونے تک جاری رہے گا۔

بحیثیت مسلمان ہر ایک پر ضروری ہے کہ ہر طریقہ سے اس فتنہ کا تعاقب کرے، اور اس فتنہ کے سد باب اور اس کی سرکوبی کے لیے ہر ممکن

کوشش کرے کیونکہ قادیانی اپنے منصوبوں پر عمل پیرا ہیں، جھوٹی نبوت کی تشہیر پورے زوروں سے جاری ہے اور نئی نسل کے نوجوانوں کو قادیانی بنایا جارہا ہے اور دوسری طرف امت مسلمہ کی ایک بڑی تعداد قادیانیوں کے ناپاک سازشوں سے بالکل ناواقف ہے جس سے یہ فتنہ پورا فائدہ اٹھا رہا ہے اور اس کے حامی وناشرین اپنے ارتدادی مہم کو بڑی تیزی کے ساتھ کامیاب بنانے میں جٹے ہیں۔

یاد رہے کہ قادیانیت کوئی مذہبی تحریک نہیں بلکہ یہ سراسر سیاسی مفاد کے لیے جنمائی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ ہر وادی میں منہ مارتی ہوئی پکڑی گئی ہے کبھی اس نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کیے تو کبھی ہندو تنظیم آر ایس ایس سے دوستی کا ہاتھ ملایا۔ حالات کی ان سنگینیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانیوں کو کیفر کردار تک پہونچانے کے لیے کچھ اہم اور بنیادی تجاویز پیش خدمت ہیں۔

(۱) اخبارات و رسائل کے ذریعہ مختلف زبانوں میں ختم نبوت کے مضامین شائع کیے جائیں۔

(۲) مسلمانوں میں شعور بیدار کرنے کی غرض سے کانفرنس اور جلسے جلوس قائم کیے جائیں اور خصوصاً وقفہ وقفہ سے جمعہ کے موقع پر ائمہ وخطبا حضرات اسی عنوان کو جمعہ کا موضوع بنائیں۔

(۳) جن علاقے میں مرزائیت کی تردید کے لئے تبلیغ کی ضرورت ہے وہاں وقتاً فوقتاً عوام المسلمین کی تربیت کے لیے تبلیغی وفود بھیجے جائیں۔

(۴) قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد ونظریات کے رد میں لکھی گئیں مختصر تحریریں پمفلٹ اور ہینڈ بل کی شکل میں مختلف زبانوں میں زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔

(۵) امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس فتنہ کے فاسد افکار ونظریات اور باطل عقائد وواہیات کا بھرپور رد فرمایا ہے، کئی مختصر اور طویل رسالے تحریر فرمائے ہیں ہوسکے تو ان رسالہ کی تسہیل یا آسان اردو میں تلخیص کرکے کتابچہ کی شکل میں شائع کیے جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر پہرہ دیتے ہوئے جتنے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش فرمائے تاریخ اسلام میں اس سے پہلے ہرگز اتنی شہادتیں رونما نہیں ہوئیں، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عمل نے آئندہ قیامت تک کے آنے والے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ میں ایک راستہ متعین کردیا کہ جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے پڑیں تو بھی اس عقیدہ میں لغزش نہ آنے پائے ورنہ دعوی ایمانی تو ہوسکتا ہے مگر بندہ مومن ومسلم نہ رہے گا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی کی عزت وناموس کے تحفظ کا سچا پہریدار بنائے، ان کی عزت وآبرو پر اپنی عزت وآبرو قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جملہ شاتمان انبیا خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کے منکرین ان قادیانیوں کو عقل سلیم سے نوازے اور ان کے فتنے کو ہمیشہ کے لیے دفن فرمائے، جو لوگ جہاں کہیں تحفظ ناموس رسالت پناہی کے لیے جس طرح سے سرگرم عمل ہیں ان کی خدمات کو قبول فرما کر ان کے پست حوصلوں کو بلندی عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

سب منتظرِ حکم ہیں، تیار کھڑے ہیں
صدیوں سے تری چاہ میں اشجار کھڑے ہیں

دیکھا جو تیرے رتبۂ اعجازِ بیاں کو
حیرت میں فصاحت کے زمیں دار کھڑے ہیں

سیرت کے چمن زار میں دل ہوتے ہیں مفتوح
کردار، لیے حُسن کی تلوار، کھڑے ہیں

الفاظ کو دے کعبۂ دل ! اذنِ حضوری
احرامِ ثنا میں سرِ اظہار کھڑے ہیں

آتا ہے مہ و مہر کے گھر سے جو اجالا
جلوے، ترے رخ کے پسِ دیوار کھڑے ہیں

بے جان بھی دیتے ہیں تیرے حق میں گواہی
ہوٹوں پہ لئے کلمۂ اقرار کھڑے ہیں

ممنون ہے آبادیِ مسجد بھی تری ، یوں
تسلیم کو سب گنبد و مینار کھڑے ہیں

داروئے شفا، وصل درِ خیر ہے تیرا
ہو چشمِ کرم! ہجر کے بیمار کھڑے ہیں

سلطان بھی کرتے ہیں ترے در کی گدائی
لینے کے لیے صدقۂ پیزار کھڑے ہیں

کیا بارگہِ ناز ہے! دن رات فرشتے
از بہرِ سلامِ شہِ ابرار کھڑے ہیں

کس چاند کا ہوتا ہے گزر، خاک پہ سیفی
تارے بھی لئے کاسۂ انوار کھڑے ہیں

منشیات کے بڑھتے رجحانات

ازقلم: ڈاکٹر سید غلام حسنین علوی

ہمارے معاشرے میں منشیات کا بڑھتا ہوا رجحان اور نفسیاتی مسائل کئی سنگین خطرے سے خالی نہیں ہر روز ہم اخبارات اور شوشل میڈیا پر اس طرح کی کئی خبریں دیکھتے اور سنتے ہیں منشیات کا نشہ ایک ایسی لعنت ہے جو سکون کے دھوکے سے شروع ہوتی ہے اور زندگی کی بربادی پر ختم ہوجاتی ہے منشیات کی لعنت صرف ہائیر تعلیمی اداروں اور ہائیر سوسائٹی میں ہی نہیں بلکہ جگہ جگہ ایک فیشن کے طور پر سامنے آرہی ہے گاؤں کھیڑے بچے بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں جس کے انتہائی مضر اثرات نمایاں نظر آرہے ہیں راہ چلتے چھوٹے بچے بھی سگریٹ کا دھواں اُڑاتے دکھائی دیتے ہیں اکثر بچے اور نوجوان،

والدین کی غفلت اور ان کے رویہ کی وجہ سے نشے کی عادت کا شکار ہوجاتے ہیں والدین اپنی مصروف زندگی میں سے کچھ وقت اپنے بچوں کو بھی دیں انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کیا کرتے ہیں کہاں جاتے ہیں کس سے ملتے ہیں بعض مرتبہ تو غلط صحبت ملنے سے نشے کی عادی ہوجاتے ہیں کئی اپنے مسائل سے ڈر کر اور حقیقت سے فرار حاصل کرنے کے لئے بھی نشہ کا سہارا لیتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ نوجوان نسل فیشن کے طور پر سگریٹ یا دیگر نشہ ور چیزوں کا استعمال شروع کرتا ہے پھر یہ فیشن یہ شوق وقت کے ساتھ ساتھ ضرورت بن جاتا ہے اور اس طرح وہ شخص مکمل طور پر نشے کا عادی بن جاتا ہے

اور پھر اس کے دل و دماغ کو تباہ و برباد کردیتا ہے پھر وہ شخص ہر وقت نشے میں مد مست رہتا ہے اور اس کو پورا کرنے کے لئے ہر وہ غلط کام کرنے لگتا ہے جہاں سے پیسہ حاصل کرسکے اور اس طرح اچھا بھلا تندرست صحت مند انسان اپنی زندگی کو تباہی کی دہلیز پر لا کر کھڑا کرتا ہے پوری دنیا منشیات کے خوفناک زہر کے پھندے میں ہے ن ءنسل اپنے تابناک مستقبل سے لا پرواہ ہوکر تیزی کے ساتھ اس زہر کو مٹھائی سمجھ کر کھائی جارہی ہے سگریٹ اور شراب پیتے ہوئے دوستوں کو دیکھ کر دل مچل جاتا ہے جو نوجوان نسل کو تباہ کررہا ہے ان کی زندگی اندھیرے میں ڈال کر ان کی جوانی کو آہستہ آہستہ کھوکھلا کررہا ہے

منشیات کی عادت ایک خطرناک مرض ہے یہ خود انسان کو اور اس کے گھر بار کو معاشرے اور پورے ملک و قوم کو تباہ کردیتا ہے اگر ایک بار کوئی نشہ کرنے کا عادی ہو جائے تو وہ پھنستا ہی جاتا ہے اور پھنسنے کے بعد اس کے مضر اثرات کا انھیں ادراک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں اس کے خلاف آواز اٹھائی جارہی ہے لیکن اس کے باوجود اس میں دن بہ دن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے

آخر کیوں؟ منشیات ایک میٹھا زہر ہے جو انسان کو دنیا و آخرت سے بیگانہ کردیتا ہے اس کو استعمال کرنے والا ہر شخص حقیقت سے فرار حاصل کرتا ہے اور خیالوں میں بھٹکتا ہے منشیات کا نشہ پہلے پہل ایک شوق ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ ضرورت بن جاتا ہے نشے کا عادی شخص کرب میں لمحہ لمحہ مرتا ہے اس کی موت صرف اس کی نہیں ہوتی بلکہ اسکی خوشیوں کی خواہشات کی تمناؤں کی بھی موت ہوتی ہے کوئی اگر نشہ کرنا شروع کرتا ہے تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ۔ کوئی واقعہ۔ کوئی مایوسی۔ محرومی اور ناکامی کا کوئی پہلو ہوتا ہوگا پر انسان یہ کیوں نہیں سوچتا کہ منشیات کا کثرت استعمال انسان کو ذہنی طور پر مفلوج کردیتا ہے

کسی بھی قوم کے لئے اصل قوت ان کے نوجوان ہوتے ہیں ن ءنسل کا جذبہ ہی کسی بھی قوم کو بھرپور ترقی سے ہمکنار کرتا ہے کسی بھی ملک میں ن ءنسل کو ملک کی بہتر خدمت کے لئے بھرپور انداز سے تیار کرنے پر توجہ دی جاتی ہے صرف معاشی ترقی کے لئے ہی ضروری نہیں ہوا کرتی بلکہ ملک کے دفع میں بھی اس کا بھرپور کردار ہوتا ہے لیکن آج نشے کے تاجروں، کے ذریعے ن ءنسل کو مختلف نشوں کی عادت میں مبتلا کرنا اپنا ہدف بنا رکھا ہے کسی ملک کی ن ءنسل منشیات کی عادی ہوجائے تنائج انتہائی خطرناک ہوجاتے ہیں، جیسا کہ آپ سبھی واقف ہیں کہ کوئی بھی نشے کی چیز چاہے یہ الکوہل ہو یا دوسری نشے کی چیز اس سے انسان کا انہسار ہوتا ہے انسان کا انہسار بڑھتا ہے اور اس کا نقصان دہ استعمال خاطر خواہ موت کا سبب بن سکتا ہے الکوہل کا لگاتار بہت زیادہ استعمال لت کی شکل اختیار کرلیتا ہے اس کی وجہ سے دل کی بیماری۔ دل کا دورا جگر کی خرابیاں اور کینسر تک وجود میں آجاتا ہے جب کوئی شخص ایک مرتبہ نشے کا عادی ہوجاتا ہے تو وہ اس عادت سے باہر نہیں آپاتا یہاں تک کہ وہ ایسا کرنا بھی چاہے جب تک کہ اس کی عادت ختم کرنے کے لئے پورے طبی علاج نہ دی جائے شروعات میں ہی اس بری لت کی روک تھام اس کا کارگر علاج ہے نشے کو روکنے کیلئے ہمیں۔ اسکولی بچوں۔ کالج جانے والے نوجوانوں۔ شہری غریبوں جیسے حساس طبقوں کے درمیان نشے کے بے جا استعمال کے تئیں بیداری لانے کے لئے خصوصی مہم چلانی ہوگی کمزور طبقے کے نوجوان خاص طور پر اس خطرے کا شکار بنتے ہیں ضروری ہے کہ ان کے لئے خصوصی مہم چلائی جائے۔

نشے کی عادت کو ایک بیماری کی طرح دیکھا جانا چاہیے اور جو اس بیماری میں مبتلا ہے انھیں طبی امداد کی ضرورت ہے انھیں حساسیت اور پیار محبت سے عام زندگی میں واپس لانے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

موجودہ دور کے نفسیاتی مسائل

ازقلم: محمد مسعود رضا امجدی سیوان (بہار)

زندگی کے جس دور میں ہم شب وروز گزار رہے ہیں یقیناً مادی لحاظ سے انتہائی ترقی یافتہ دور ہے جو سہولتیں دور قدیم کے بادشاہوں اور بڑے بڑے سرمایہ داروں کو بھی نصیب نہ تھیں وہ آج ایک عام آدمی کو میسر ہیں. لیکن اس حقیقت کا انکار بھی ممکن نہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ کئی الجھنوں نفسیاتی بیماریوں اور معاشرتی مسائل میں بھی اضافہ ہوا ہے ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ سماجی ومعاشی مسائل ہی اکثر ذہنی بیماریوں اور نفسیاتی پیچیدگیوں کا سبب بنتے ہیں جو معاشرے گوناگوں مسائل کا شکار ہوتے ہیں وہاں کے باسی ذہنی دباؤ میں مبتلا بھی رہتے ہیں ان مسائل کو حل کرنے کے لئے معاشرے کے تمام طبقات کو اہم کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے. کچھ مسائل تو حکومتوں کی غلط پالیسیوں یا غیر ذمہ دارانہ رویوں اور عدالتوں کے بے انصافیوں یا غلط فیصلوں سے جنم لیتے ہیں تو کچھ طبقاتی نظام تعلیم یا جہالت کی وجہ سے. یہ ہر ملک اور معاشرے کے اپنے معروضی حالات میں اس صورت احوال کا جائزہ لیا جاسکتا ہے آپ مغربی ممالک کو ہی دیکھئے مغربی ممالک میں عمومی طور پر لوگ خوشحال ہیں لیکن پھر بھی بے شمار لوگ نفسیاتی بیماریوں کے شکار ہیں اس کا سبب مذہب سے لاتعلقی، کثرت سے شراب نوشی، ناہموار ازدواجی زندگی، اور انٹرنیٹ اور شوشل میڈیا کا بے ہنگم استعمال ہے اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ یہی ذہنی تناؤ، خودکشی، دوسروں کو ضرر پہنچانے میں یا قتل وغارت کا سبب بھی بن جاتا ہے. مغرب میں بسنے والے ایشائی بھی مالی لحاظ سے خوشحال ہونے کے باوجود کثیر تعداد میں ڈپریشن اور ٹینشن کا شکار نظر آتے ہیں زیادہ تر ماں باپ اولاد کے ہاتھوں بے خوابی اور پریشانیوں کے شکار ہیں طلاق کا بڑھتا ہوا تناسب اور دیگر ازدواجی الجھنیں بھی نفسیاتی امراض کا سبب ہیں جب ڈاکٹرز کے پاس جائیں تو وہ دماغی بیماریوں کے ٹیسٹ کر کے طرح طرح کے مشورے اور ادویات دیتے ہیں۔ اور اکثر یہ ادویات اس لئے کارگر ثابت نہیں ہوتیں کہ مادی اور جسمانی بیماری تو ہے ہی نہیں اب ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے کے ان مسائل کا پائیدار حل تلاش کیا جائے جو ان بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

جب اس موضوع پر بات ہوتی ہے تو اکثر لوگوں کے نشتر تنقید کا حدف مغرب کا نظام بن جاتا ہے. ہمارے مشاہدے اور دانست کے مطابق ہمیں مغربی معاشروں پر تنقید کرنے یا انہیں مورد الزام ٹھہرانے سے زیادہ اپنی ذمہ داریوں کے احساس اور کوتاہوں کے ازالے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے سوال یہ ہے کہ اگر ایشائی طرز پر تمام اسلامی وغیر اسلامی رسم ورواج کے ساتھ بچوں کی شادیاں کرنے میں فخر محسوس کیا جاسکتا ہے تو پھر اسلامی طرز پر بچپن سے ہی ان کی تربیت کرنے میں ہمیں کون سی چیز رکاوٹ ہے؟

اسی طرح بچوں کی مرضی کے بغیر زبردستی کی شادیاں بھی خاندانوں میں توڑ پھوڑ اور فساد کا سبب بنتی ہیں اور وقت کے ساتھ اس سے بھی ذہنی دباؤ کے نتیجے میں نفسیاتی امراض جنم لیتے ہیں حالانکہ اسلامی تعلیمات زبردستی کے سخت حرف ہے خواہ کسی کو کفر سے اسلام میں لانا ہو یا کسی کو رشتہ ازدواج میں منسلک کرنا ہو اسلام معاشرے میں رہنے والے لوگوں کو فکری آزادی اور مذہبی احترام کا درس دیتا ہے مختصر یہ کہ ہماری بہت سی پریشانیوں کا علاج اسلامی طرز زندگی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ کمپیوٹر اس دور کی اہم ترین ایجاد ہے آج تو انٹرنیٹ کے بغیر کمپیوٹر کا نام بھی ادھورا رہ جاتا ہے. اس کے بے شمار فوائد ہیں جن پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں لیکن اس کے استعمال کے منفی پہلوؤں کو بھی نظرانداز نہیں کرسکتے کہ اس کے بے جا اور غیر متوازی استعمال سے کئی ذہنی بیماریاں جنم لے رہی ہیں کئی گھر اجڑے اور کئی فساد نے اپنا بسیرا بنایا۔ ایشیا میں ایک رپورٹ کے مطابق انٹرنیٹ کے چالیس فیصد صارفین ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں کے شکار ہوئے جن میں نہ صرف نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں بلکہ شادی شدہ لوگوں کی کثیر تعداد بھی موجود ہیں جو چیزیں ذہنی دباؤ، اور نفسیاتی امراض کے سبب بنتی ہیں۔ عقل مندی کا تقاضہ یہ ہوتا کہ ان امراض کے حقیقی اسباب کا جائزہ لے کر ان کے سدباب پر توجہ دی جائے ورنہ یہ صورت حال معاشروں کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر دے گی باشعور لوگوں کو اس کے متعلق سوچنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

کسی نے کہا ہے

ایسا نہ ہو کہ مرض بنے مرض لا دوا۔
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کرسکو۔

مسئلہ حجاب ہے یا کچھ اور؟

غلام مصطفی نعیمی　　روشن مستقبل دہلی

کرناٹک کے شہر اڈوپی سے اٹھا حجاب تنازعہ ان دنوں پورے ملک میں چھایا ہوا ہے۔ ہائی کورٹ میں شنوائی پوری ہوچکی ہے اور فیصلہ کبھی بھی سنایا جاسکتا ہے۔اس تنازعے کے دوران بہت کچھ ایسا بھی دیکھنے کو ملا جس کی شاید بہت سارے لوگوں کو امید نہیں رہی ہوگی لیکن ہمیں اندازہ تھا کہ ہندتوا کی نئی تجربہ گاہ بنی ریاست کرناٹکا میں یہ معاملہ آسانی سے حل نہیں ہوگا بلکہ اسے ملکی سطح کا ایشو بنایا جائے گا، جیسا خدشہ تھا ویسا ہی ہوا، کرناٹک حکومت، سنگھی میڈیا اور متعصب برادران وطن کی کرم فرمائیوں سے یہ معاملہ اب حجاب سے کئی قدم آگے بڑھ چکا ہے۔اب دیکھنا یہ باقی ہے کہ کرناٹک ہائی کورٹ اس حساس معاملے پر کیا فیصلہ سناتا ہے۔

___ مسئلہ صرف حجاب کا نہیں ہے!

آج بھلے ہی اسکول یونیفارم کے نام پر حجاب و برقع پہننے سے روکا جارہا ہے لیکن بات صرف اسکول کیمپس یا کلاس روم میں حجاب پہننے ہی کی نہیں ہے، بلکہ اس سے کہیں آگے اس نظریے کی ہے جو ہر ایسی چیز کی مخالفت کرتا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کا شعار و پہچان مانی جاتی ہے۔

___ زیادہ دن نہیں گزرے جب فلم انڈسٹری سے تعلق رکھنے والی دو مسلم اداکاراؤں، ثنا خان اور زائرہ وسیم نے شوبز کی گناہوں سے بھری دنیا کو خیر آباد کہا اور بے حیائی کی دنیا چھوڑ کر حیا و شرم کی چادر سے خود کو ڈھانک لیا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے فیصلے کا احترام کیا جاتا مگر فلم انڈسٹری، متعصب میڈیا اور تنگ نظر لبرلوں نے زائرہ اور ثنا کی آڑ میں اسلام اور علما پر نشانہ سادھنا شروع کردیا۔کتنی حیرت کی بات ہے کہ جو لوگ Demaand of Script کے نام پر اداکاراؤں کو برہنہ ہونے پر مجبور کرتے ہیں، اجنبی مردوں کے ساتھ Intimate scene کراتے ہیں وہی بے حیا لوگ اپنی مرضی سے پہنے گئے مہذب لباس پر اعتراض کر رہے تھے۔ایک طرف یہی لوگ Right to Privacy کے نام پر لڑکیوں کو ماڈل، ایئر ہوسٹس اور اداکارہ بنا کر ان کے جسم کو نمائش کا ذریعہ بناتے ہیں لیکن جیسے ہی کوئی اس بدنام زمانہ کام کو چھوڑ کر عزت دارانہ زندگی جینے کا فیصلہ کرتا ہے تو فوراً ہی لبرل گینگ اس کے خلاف مورچہ کھول دیتا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ یہ گینگ اسی وقت سرگرم ہوتا ہے جب کوئی اداکار/ اداکارہ اسلام کے دامن میں پناہ لے، اگر کوئی ہندو دھرم کا چولہ پہن لے تو یہ اسے بڑی عزت واحترام سے یاد کرتے ہیں۔تاریخ میں ایسے کئی اداکار/ اداکارائیں گزری ہیں جنہوں نے شوبز کی دنیا چھوڑ کر سادھو واد اختیار کیا تو لبرل گینگ نے اسے ان کی روحانیت قرار دیا لیکن اسلام اپنانے کی صورت میں یہی چیز دقیانوسیت قرار دی جاتی ہے۔

___ موجودہ تنازع اور اعتراضات

یہ تنازع اڈوپی شہر کے ایم جی ایم کالج سے شروع ہوا جہاں کچھ مسلم بچیوں نے نہایت سمجھ داری اور پروٹوکول کے ساتھ پرنسپل سے مل کر کلاس روم میں حجاب پہننے کی اجازت مانگی۔ پرنسپل صاحب نے واضح طور پر انکار تو نہیں کیا لیکن پہننے کی اجازت بھی نہیں دی۔مطالبہ بڑھتا گیا تو کالج انتظامیہ نے ظاہری رواداری کا چولہ اتار کر باقاعدہ حجاب پر پابندی عائد کردی۔زبانی پابندی پر تسلی نہیں ہوئی تو باحجاب بچیوں کو اسکول آنے اور کلاس اٹینڈ کرنے سے روک دیا گیا۔شروع میں بچیوں کے والدین نے مفاہمت کے لیے کالج انتظامیہ سے بات چیت کی اور انہیں سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کالج انتظامیہ نے کسی بھی طرح کی چھوٹ دینے سے صاف انکار کردیا۔عاجز آکر بچیوں کے والدین ہائی کورٹ پہنچے اور کورٹ سے حجاب پہننے کی اجازت مانگی۔ ہائی کورٹ نے اس معاملے کو تین ججوں کی بڑی بینچ کو ریفر کردیا جہاں شنوائی مکمل ہوچکی ہے اور اب فیصلے کا انتظار ہے۔

___ میڈیا کی جانب دارانہ رپورٹنگ اور حکمراں بی جے پی لیڈروں کے اشتعال انگیز بیانات نے اسے فرقہ وارانہ ایشو بنادیا۔جیسے ہی یہ مدعا سرخیوں میں آیا تو فرقہ پرستوں کے ساتھ ساتھ لبرل گینگ بھی میدان میں اتر آیا۔اب حجاب پر کچھ اس طرح کے اعتراض کیے جارہے ہیں:

1۔من چاہے لباس کا مطالبہ اسکول یونیفارم کی خلاف ورزی ہے۔

2۔حجاب خالص مذہبی لباس ہے اس سے مذہبی کشاکش بڑھے گی۔

3۔حجاب کا مطالبہ اسکول انتظامیہ کے اختیارات میں دخل اندازی ہے۔

4۔حجاب کی آڑ میں مسلم تہذیب کو مسلط کرنا ہے۔

___ حجاب اور دستور ہند!!

حجاب اور پردہ خالص اسلامی احکام میں سے ہیں۔سورہ نور کی آیت نمبر 31 اور 60 جبکہ سورہ احزاب کی آیت نمبر 53 اور 59 میں احکام پردہ نازل ہوئے ہیں۔جن کی رو سے ایک مسلمان خاتون کو اجنبی مردوں کے سامنے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس لحاظ سے پردہ وحجاب ہمارے لیے قرآنی ہدایات میں سے ہے جس پر

عمل کرنا ہمارے لیے لازم وضروری ہے۔مسلمانوں کو اس سے روکنا ان کا شرعی حق پامال کرنا ہے۔اگر دستورہند کی روشنی میں دیکھا جائے تو دستور کی دو دفعات بھی مسلم خواتین کو حجاب و پردے کا حق دیتی ہیں،ان میں سے ایک ہے؛

Right to privacy

اور دوسری ہے؛

Right to Religion

دونوں حقوق دستور ہند کی دفعہ 14 اور دفعہ 25(1) کے تحت ہر ہندوستانی کو حاصل ہیں۔ایسے میں یہ سوال پوری شدت سے اٹھایا جانا چاہیے کہ بنیادی حق ہوتے ہوئے بھی کسی تعلیمی ادارے کو یہ اختیار کس نے دیا کہ وہ یونیفارم کے نام پر کسی سے اس کی پرائیویسی اور مذہبی آزادی کے خلاف لباس پہننے پر مجبور کر سکے۔ممتاز قانون داں پروفیسر فیضان مصطفیٰ کہتے ہیں:

"اسکول کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا کوئی ڈریس کوڈ طے کرے لیکن اسے طے کرنے میں وہ کسی کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔"

حالیہ تنازع میں حکومت و انتظامیہ نے دو-طرفہ ناانصافی سے کام لیا ہے،ایک طرف مسلمانوں کے مذہبی حقوق میں دخل اندازی کی ہے تو دوسری طرف دستوری آزادی کو بھی چھیننے کی کوشش کی گئی ہے۔

___ رہا دوسرا اعتراض کہ حجاب و برقع سے مذہبی کشاکش بڑھے گی،یہ اعتراض سن کر ہنسی آتی ہے کہ یہ اعتراض وہ لوگ کر رہے ہیں جنھوں نے پورے ایجوکیشن سسٹم کو اپنے مذہبی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔تعلیم شروع ہونے سے پہلے سرسوتی دیوی کی پرارتھنا،ہندو بچے/بچیوں کا تلک اور بندی لگانا۔سکھ بچوں کا پگڑی پہننا،مختلف تقریبات میں ہندو مذاہب کے دیوی دیوتاؤں کے پروگرام کرانا،ان کے سوانگ پر مشتمل ناٹک کرانا،بچوں کو رام،بھیم،ہنومان بنانا۔ہولی،دیوالی وغیرہ کو سیلی بریٹ کرنا،کسی کلاس وغیرہ کے افتتاح پر ناریل پھوڑنا،ہندوانہ منتر پڑھنے جیسے کام بالکل عام اور رائج کر دیے گیے ہیں۔کیا یہ سارے امور کسی ایک خاص مذہب کی نشانی اور پہچان نہیں ہیں؟

مسلمانوں نے تو آج تک یہ اعتراض نہیں کیا کہ کسی ایک کمیونٹی کے مذہبی امور اسکول میں کس لیے ادا کیے جاتے ہیں مگر مسلمان بچیوں نے صرف اپنے لیے حجاب کا مطالبہ کر دیا تو آج سب کو مذہبی کشاکش کا ڈر ستا رہا ہے؟

بقیہ دو اعتراضات بھی لایعنی ہیں،جب اسکول انتظامیہ کو کسی کے Fundamental Rights کی خلاف ورزی کا حق ہی نہیں ہے تو اپنے حقوق کا مطالبہ اسکول انتظامیہ کے اختیارات میں دخل اندازی کس طرح مانا جا سکتا ہے؟

چوتھے اعتراض کا جواب بھی دوسرے اعتراض کے جواب میں پوشیدہ ہے کہ حقیقتاً تعلیمی نظام پر ہندو سماج کے رسم و رواج کا غلبہ ہے،کسی مسلم بچی کا حجاب یا مسلم لڑکے کا ٹوپی پہننا ان کا ذاتی عمل ہے۔کسی غیر مسلم لڑکے/لڑکی پر اسے تھوپا نہیں جا رہا ہے کہ مسلم تہذیب مسلط کرنے کا الزام لگایا جا سکے۔

___ حکومت کی بدنیتی اور فرقہ پرستوں کی شر انگیزی

پچھلے کچھ وقت سے کرناٹک ہندوتوا کی نئی تجربہ گاہ بنتا جا رہا ہے۔ایک زمانے میں کرناٹک کی پہچان یہاں کی تعلیم اور تعلیمی اداروں سے ہوا کرتی تھی لیکن جب سے بی جے پی کو سیاسی عروج ملا تب سے اس ریاست میں فرقہ واریت کا زہر بڑھتا جا رہا ہے۔حالیہ تنازع بھی اسی فرقہ واریت کا ایک نمونہ ہے۔یہ معاملہ مسلم بچیوں اور کالج انتظامیہ کے درمیان تھا،غیر مسلم طلبہ اور سیاسی پارٹیوں سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں تھا لیکن اسے حکومت کی بدنیتی اور مسلم دشمنی نہ کہیں تو کیا کہیں کہ اس کے ایک وزیر نے مطالبہ حجاب کو طالبان سے جوڑ کر فرقہ واریت پھیلانے اور حجاب کے جواب میں ہندو طلبا کے بھگوا گمچھا/شال پہننے کی دھمکی دی ڈالی۔اس دھمکی کے اگلے ہی دن ہندو لڑکے لڑکیوں نے بھگوا شال پہننا اور بھڑکاؤ نعرے بازی کرنا شروع کر دی۔سوشل میڈیا پر ایسے کئی ویڈیو وائرل ہوئے جہاں فرقہ پرست تنظیموں کے کارکنان بھگوا شالوں کا پیکٹ لیکر کالج پہنچے اور ہندو طلبا میں یہ گمچھے تقسیم کیے۔سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بچے اور ان کے والدین اس معاملے کیوں ٹانگ اڑا رہے ہیں؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہندو دھرم میں بھگوا گمچھا/شال پہننے کا رواج ہی نہیں ہے اس لیے محض مسلمانوں کی ضد میں یہ سب کرنا صرف اور صرف مسلم دشمنی کا اظہار ہے۔

دوسری بات یہ کہ ہمیں ہندو بچوں کے بھگوا گمچھے اور شال پہننے سے کوئی دقت نہیں ہے،ضد میں ہی سہی کم از کم ان لڑکیوں کے کندھوں پر چھوٹا موٹا حجاب تو آہی گیا۔اگر وہ یہ لباس پہننا چاہیں تو شوق سے پہنیں،کسی مسلمان کو کوئی اعتراض نہیں، بلکہ اگر وہ قبول کریں تو مسلم طلبہ خود انھیں یہ شالیں اور گمچھے گفٹ کر سکتے ہیں۔دقت ہندو بچوں کے اس رویے سے ہے جو انھوں نے مانڈیا کالج میں دکھایا جب مسکان نامی برقع پوش مسلم لڑکی کو تنہا دیکھ کر اسے گھیر لیا گیا اور چڑھانے/ہراساں کرنے کے لیے جے شری رام کے نعرے لگائے۔شر پسندوں کے اس جھنڈ نے مسکان کو ڈرانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس باہمت لڑکی نے ان غنڈوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کی غنڈئی کے جواب میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے اپنے آہنی جذبات اور مومنانہ غیرت کا اچھا مظاہرہ کیا۔

____یہ کون سا دھرم ہے؟
ملک کا ہر امن پسند شہری یہ ویڈیو مناظر دیکھے اور بتائے کہ اکیلی لڑکی کو دیکھ کر اسے گھیرنا، بے ہنگم نعرے بازی کرنا، اپنے بھگوان کا نام لیکر کسی لڑکی پر حملہ آور ہونا کون سا دھرم اور کہاں کی تہذیب ہے؟
فرقہ پرست تنظیمیں آئے دن جس عظیم تہذیب کی ڈینگیں مارتی ہیں کیا وہ یہی تہذیب ہے؟

____اس معاملے کا سب سے افسوس ناک پہلو حکومت کی مجرمانہ چشم پوشی رہی، اس نے سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کسی شر پسند پر کوئی کاروائی نہیں کی۔
حکومت اور اس کی حلیف تنظیمیں اپنے مفسدانہ ایجنڈے کے لیے اسکول کالج کے لڑکے/لڑکیوں کو استعمال کر رہی ہیں جس کا نتیجہ ان بچوں کی تعلیمی بربادی کی صورت میں آئے گا۔ اس لیے ان بچوں کے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو شر پسندوں کا آلہ کار بننے سے روکیں ورنہ ان بچوں کی تعلیم بھی برباد ہوگی اور مستقبل بھی!
عوامی جذبات کا استعمال کرنے والے لیڈر کبھی اپنے بچوں کو ایسے مواقع پر سامنے نہیں لاتے ہمیشہ غریب، دبے کچلے اور جذباتی لوگوں کا استعمال کیا جاتا ہے اور کام نکلنے کے بعد بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے۔

____کورٹ کا ممکنہ فیصلہ اور اس کے نتائج
پہلے پہل یہ معاملہ ہائی کورٹ گیا تھا جہاں اسے تین ججوں کی بڑی بینچ کو ریفر کر دیا گیا۔ تینوں ججوں نے خاصی توجہ کے ساتھ گیارہ دن تک فریقین کے دلائل سنے۔ دوران شنوائی ایک موقع ایسا بھی آیا جب حکومت کی نیت کا کھوٹ اور اس کی منشا صاف ظاہر ہوگئی۔ چیف جسٹس نے حکومت کے وکیل سے پوچھا؛
اگر کالج انتظامیہ لڑکیوں کو حجاب پہننے کی اجازت دے دیتی ہے تو حکومت کو تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟
اس پر حکومت کی پیروی کر رہے ایڈووکیٹ جنرل نے جواب دیا کہ یہ وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔ یعنی حکومت کی نیت اس معاملے میں صاف نہیں ہے۔ وہ اس معاملے میں کالج انتظامیہ کی آڑ میں چھپ رہی ہے ورنہ حجاب کے مسئلے پر خود حکومت کی منشا اچھی نہیں ہے۔ حکومت کی نیت کا فساد تو اس وقت بھی ظاہر ہو گیا تھا جب ایک عبوری حکم کی آڑ لیکر مسلم استانیوں تک کو حجاب اتارنے پر مجبور کیا گیا۔ حکومت کا اقلیتی محکمہ اظہار وفاداری میں اتنا تیز نکلا کہ اس نے مسلم اداروں تک میں بھی حجاب پر پابندی نافذ کر کے اپنی اپنی ضمیر فروشی کا کھلے بندوں اظہار کرنے میں ذرہ برابر شرمندگی محسوس نہیں کی۔

اب سب کی نگاہیں کورٹ کے فیصلے پر جمی ہوئی ہیں۔ کورٹ کا ممکنہ فیصلہ کچھ اس طرح ہو سکتا ہے:
☆ کالج انتظامیہ کا یونیفارم طے کرنے کا حق تسلیم کرتے ہوئے اسکول کیمپس اور درس گاہوں میں حجاب و برقع پر پابندی عائد کی جا سکتی ہے۔
☆ مسلمانوں کے مذہبی حق اور دستوری آزادی تسلیم کرتے ہوئے حجاب و برقع کی اجازت دی جا سکتی ہے۔
☆ یہ بھی ممکن ہے کہ درمیانی راستہ اختیار کرتے ہوئے کچھ شرائط کے ساتھ مخصوص دائرے میں صرف حجاب کی اجازت دے دی جائے۔
بہر حال یہ سب ممکنہ پہلو ہیں، ہو سکتا ہے کہ ان سے الگ کوئی اور فیصلہ آجائے۔ حالانکہ گذشتہ کچھ عرصہ سے جس طرح مسلم مسائل پر جانب دارانہ فیصلے آئے ہیں اس کی وجہ سے مسلمان شکوک و شبہات کا شکار ہیں۔ اگر کورٹ کا فیصلہ بابری مسجد فیصلے کی طرح ہوا تو یہ مسلمانوں کے لیے بے حد پریشان کن اور نئی مشکلات پیدا کرنے والا ہوگا۔
اس ممکنہ فیصلے کی آڑ لیکر بی جے پی اور آر ایس ایس کی حلیف جماعتیں جو طوفان بدتمیزی برپا کریں گی اس کی ایک جھلک مانڈیا کالج میں نظر آ چکی ہے۔ موافق فیصلہ آنے کے بعد تو ان سے کسی شرافت کی امید ہی نہیں کی جا سکتی۔

____اس فیصلے کا اثر صرف کرناٹک ہی نہیں بلکہ پورے ملک پر پڑے گا۔ شر پسند گروہ اسی بہانے فتنہ و فساد کا نیا محاذ کھول دیں گے۔ ابھی صرف اسکول/ کالج کا معاملہ ہے مگر شر پسند گروہ آگے چل کر عوامی مقامات پر بھی حجاب و برقع پر فتنہ انگیزی کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھیں گے۔
حالیہ تنازع میں اس بات کا خدشہ بھی بنا ہوا ہے کہ حجاب کے حق میں فیصلہ ہوا تو کیا حکومت و انتظامیہ ایمان داری کے ساتھ اس فیصلے کو نافذ بھی کریں گے یا نہیں؟
آزاد بھارت میں ایسی کتنی مثالیں موجود ہیں جب ایسے قوانین اور فیصلوں کو ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا گیا جن کے نفاذ سے مسلمانوں/ اقلیتوں کی بھلائی وابستہ تھی، یا جن کے نفاذ سے اکثریت کی ناراضی کا خدشہ تھا یا ان کے بڑے چہروں کے زد میں آنے کا امکان ہو سکتا تھا۔
حالیہ تنازع میں کرناٹک حکومت کا رویہ معاندانہ ہی رہا ہے، اس لیے مسلم تنظیمیں ابھی سے آگے کی قانونی تیاری کر کے رکھیں تاکہ مخالف فیصلہ آنے کی صورت میں اس کو قانونی طور پر کاؤنٹر کیا جا سکے اور موافق فیصلہ آنے کی صورت میں پر امن طریقے سے اس کا نفاذ کرایا جا سکے۔

آخر دینی مسائل اور عہدے ہی مظلوم کیوں؟

مفتی ازہار احمد امجدی مصباحی ازہری غفرلہ
خادم مرکز تربیت افتاو خانقاہ امجدیہ و بانی ٹرسٹ فلاح ملت اوجھا گنج، بستی، یوپی،

آج ہر پڑھا لکھا طبقہ یہ جانتا ہے کہ موجودہ دور، تخصص کا دور ہے، آج پوری دنیا تخصص کی اہمیت کو سمجھتی ہے، اسی کا لحاظ کرتے ہوئے، ہر متخصص کو اپنے تخصص کے مسائل میں گفتگو کرنے کی اجازت بھی دیتی ہے، اسی طرح ہر انسان جس میدان کا متخصص ہوتا ہے، اسی تخصص کے عہدے سے متصف کیا جاتا ہے اور اسی کے اعتبار سے اس کی خدمات بھی حاصل کی جاتی ہیں، مثلا کسی نے علاج و معالجہ کے میدان سے تخصص کیا ہے؛ تو وہ علاج و معالجہ ہی سے متعلق اظہار رائے کی کوشش کرے گا اور اس کو اس کے اسی تخصص کی بنیاد پر، پوری دنیا ڈاکٹر کے عہدے سے متصف کریگی اور اس سے اس کے تخصص کے لحاظ سے ہی اس کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔ اب علاج و معالجہ سے متعلق تخصص کرنے والا، نہ تو انجینئرنگ کے بارے میں اپنی رائے پیش کرے گا اور نہ ہی اسے دنیا انجینئر کے عہدے سے یاد کریگی اور نہ ہی اس کے تخصص کے علاوہ کوئی کام لے گی، اگر کوئی ایسا کرتا ہے؛ تو اہل دنیا اسے اس کی حماقت قرار دیتے ہوئے نظر آتے ہیں، اسی طرح اگر کوئی انجینئرنگ کیے ہوئے ہے؛ تو وہ انجینئرنگ کے بارے میں ہی اپنی رائے کا اظہار کریگا اور دنیا والے اسے انجینئر کے عہدے سے ہی متصف کریں گے، اب یہ انجینئر، علاج و معالجہ کے بارے میں نہ تو رائے زنی کریگا اور نہ ہی دنیا والے اسے ڈاکٹر کے عہدے سے متصف کرنے کی کوشش کریں گے، اگر کسی نے ایسا کرنے کی کوشش کی؛ تو دنیا والے اسے اس کی جہالت کا نتیجہ قرار دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کریں گے۔

چودہ سو سال پہلے اور بعد کی کئی صدیوں تک دینی مسائل اور عہدوں کا بھی یہی حال تھا، جو جس فن کا زیادہ جان کار یا متخصص ہوتا تھا، وہ اسی کے مسائل میں اپنی رائے پیش کرتا تھا اور اس کو اسی کے پیش نظر، عہدے بھی دیے جاتے تھے، مثلا کوئی فقہ کے بارے میں زیادہ جان کاری رکھتا تھا یا اس کا متخصص ہوتا تھا؛ تو وہ فقہ کے مسائل ہی میں کلام کرتا تھا اور اس کے لحاظ سے اسے فقیہ یا مفتی کا عہدہ دیا جاتا تھا، اسی طرح اگر احادیث مبارکہ کے بارے میں زیادہ جان کاری رکھتا تھا یا اس کا متخصص ہوتا تھا؛ تو وہی احادیث کے بارے میں کلام کرتا تھا اور اس کی اسی مہارت کی بنیاد پر، اسے محدث کہا جاتا تھا، ایسا نہیں ہوتا تھا کہ اگر مفتی، محدث نہیں ہے؛ تو وہ احادیث کے بارے میں کلام کرے اور اسے محدث کا عہدہ یا لقب دے دیا جائے یا اگر محدث، فقیہ نہیں ہے؛ تو وہ فقہی مسائل

میں اپنی رائے پیش کرے اور اسے مفتی یا فقیہ کا عہدہ یا لقب دے دیا جائے، مگر پچھلی کچھ دہائیوں، خاص کر پچھلے کچھ سالوں سے ہمارے معاشرے کا بڑا برا حال ہے، جس کی بنیاد پر دینی مسائل اور عہدے والقابات بڑی مظلومیت کے شکار ہوئے اور ہوتے آرہے ہیں۔ شرعی مسائل میں جاہل سے جاہل شخص اپنی رائے دینا، اپنا حق سمجھتا ہے اور اسی طرح جو علامہ، مفتی یا محدث نہیں، اسے علامہ، مفتی اور محدث کا عہدہ یا لقب دینے میں کوئی ڈر محسوس نہیں کیا جاتا، لیکن اگر اپنے اسی معاشرے سے ایسے شخص کے بارے میں جس نے علاج و معالجہ میں مہارت حاصل کی ہے، کہا جائے کہ وہ انجینئرنگ کے بارے میں باتیں کرتا ہے؛ تو یہی معاشرہ کہے گا کہ اس نے جب انجینئرنگ کیا نہیں؛ تو اس کو اس تعلق سے بات کرنے کا حق نہیں اور اگر اسی معاشرے کے سامنے کہا جائے کہ وہ انجینئر ہے؛ تو یہی معاشرہ سر پر پہاڑ اٹھالیگا کہ وہ انجینئر کیسے ہوسکتا ہے: کیوں کہ اس نے انجینئرنگ کیا ہی نہیں بلکہ اس نے تو علاج و معالجہ میں مہارت حاصل کی ہے؛ لہذا وہ ڈاکٹر ہے انجینئر نہیں۔ اور ہمارے معاشرے کے لوگوں کا عجیب و غریب حال ہے کہ یہ معاشرہ خود اپنے معاملات کے لیے کسی غیر متخصص کے پاس جانے کے لیے تیار نہیں مگر اسی معاشرہ کے لوگوں کے لیے دو جملوں میں غیر متخصص کو متخصص کا ٹائٹل لگانے یا بنانے میں کوئی باک نہیں، یعنی خود تو گڈھے میں نہیں جائیں گے یا جانے سے بچیں گے مگر اپنی قوم کو گڈھے میں ضرور ڈھکیل کر ہی دم لیں گے!!

عام طور سے آج کے عوام، علمائے کرام و مفتیان عظام کے بیان کردہ مسائل شرعیہ پر اپنی آنکھ و بھوں چڑھاتے نظر آتے ہیں اور چوں و چرا کرنے سے

باز نہیں آتے، لیکن اگر یہی کسی بیماری کے سلسلے میں کسی ڈاکٹر کے پاس چلے جائیں اور ڈاکٹر انہیں کوئی دوا یا انجیکشن تشخیص کرے؛ تو یہ اتنی بات بھی کہنے کی جسارت نہیں رکھتے کہ ڈاکٹر صاحب، اس دوا کے بجائے فلاں دوا دیدیجئے یا اس انجیکشن کے بجائے فلاں دوسرا انجیکشن دیدیجئے، اس کا سبب تخصص ہے، مگر عالم و مفتی کے تخصص کا کوئی مطلب نہیں، یہی وجہ ہے کہ ایک عالم یا مفتی کے بیان کردہ مسئلہ پر اپنی رائے پیش کرنے کا جبری حق سمجھتے ہیں اور اس کا اظہار کرتے بھی ہیں، آخر ایسا کیوں؟! ڈاکٹری وغیرہ کا تخصص، تخصص ہے مگر فقہ و حدیث وغیرہ کا تخصص، تخصص نہیں؟!

آج دینی عہدوں کو اتنا آسان اور سستا سمجھ لیا گیا ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرے عہدے اتنے آسان اور سستے ہوں، فلاں مولانا یا مفتی کا بیٹا ہے؛ تو وہ بھی مولانا یا مفتی ہی ہوگا، اگرچہ اسے مولانا یا مفتی کے میم سے واقفیت نہ ہو، پیر کا بیٹا ہے؛ تو پیر ہی ہوگا، اگرچہ وہ پیر کے شرائط پر کھرا نہ اترتا ہو اور اگر مقرر ہے؛ تب تو پوچھنا ہی کیا ہے، وہ علامہ، مفتی، فقیہ اور قطب سب کچھ ہے، یعنی دینی عہدے حاصل کرنے کے لیے مسلم سماج میں فقہ و حدیث یا تصوف میں تخصص کی ضرورت نہیں ہے، بس متخصص کا بیٹا یا مقرر ہونے کی ضرورت ہے، آپ کو ساری چیزیں خود بخود حاصل ہوجائیں گی۔ اور ان عہدوں کو سستا و بے اعتنا کرنے میں جہاں جاہل یا صرف جیب پر نظر رکھنے یا چاپلوسی کرنے والے نقیب کا بڑا ہاتھ ہے، وہیں بے جا شہرت و عزت حاصل کرنے کی خواہش اور اپنے بڑوں کی جانب سے چھوٹوں کے لیے بے جا دل جوئی یا لاپرواہی کا بھی دخل ہے، ان کی جانب سے جو مولانا نہیں، وہ مولانا قرار دے دیا گیا اور جو مفتی نہیں، اسے مفتی کا سہرا پہنا دیا گیا اور جو علامہ نہیں، اسے علامہ کا بھاری بھرکم ٹائٹل دے دیا گیا۔ محترم یہ دین ہے، دین، اپنی جاگیر نہیں کہ جسے چاہیں بانٹتے پھریں بلکہ یہ تو دنیوی معاملات سے کہیں زیادہ اہم ہے، تو جب وہاں جاہل کو ڈاکٹر نہیں کہہ سکتے، ڈاکٹر کو انجینئر نہیں کہہ سکتے؛ تو یہاں جاہل کو عالم یا حافظ کیوں کر کہہ سکتے ہیں یا عالم یا مولوی یا صرف حافظ کو مفتی یا فقیہ یا محدث یا علامہ کیوں کر کہہ سکتے ہیں؟! کیا ماڈرن عہدوں کے لیے تعلیم و تعلم اور تربیت کی ضرورت ہے مگر دینی عہدوں کے لیے تعلیم و تعلم اور تربیت کی کوئی ضرورت نہیں؟! یقیناً ضرورت ہے مگر برا ہو اس معاشرے کا جس نے اپنے ہی دینی عہدوں کے پیر میں ایسی کلہاڑی ماری کہ یہ عہدے، عہدے نہیں رہے بلکہ ٹائٹل، شہرت، اور عزت و ناموری کا ذریعہ بن کر رہ گئے۔

دورِ حاضر میں دینی مسائل اور خاص کر دینی عہدے بالکل مذاق بن کر رہ گئے ہیں، ہماری لاپرواہی کی وجہ سے ہماری قوم اور ہمارا معاشرہ کہاں جا رہا ہے، ہمیں اس کی کوئی فکر نہیں، ہم جس کو جو چاہیں گے، کہیں گے اور جن اچھے برے القابات سے چاہیں گے، نوازدیں گے، یہ ہمارا موروثی حق ہے! اور دوسری طرف ہم جاہل یا ناواقف ہوتے ہوئے بھی دینی مسئلہ میں ٹانگ ضرور اڑائیں گے! خدارا دینی مسائل پر ترس کھائیں، اسی طرح دینی عہدوں کو مظلوم ہونے سے بچائیں اور اس بات کی طرف خود توجہ دیں اور دوسروں کو بھی توجہ دلائیں کہ ہر کس و ناکس، خاص کر عوام کسی شرعی مسئلہ میں اپنی رائے پیش نہ کرے اور جو فقہ وغیرہ کا متخصص یا تربیت یافتہ نہ ہو، اسے مفتی یا محدث یا فقیہ علامہ کہنے سے یکساں گریز کریں اور جو ان عہدوں کے لائق ہوں، انہیں ہی ان عظیم عہدوں سے متصف کریں ورنہ ایک دن ایسا آئے گا کہ کوئی مولوی یا حافظ نہیں دکھیگا بلکہ سب بے پڑھے یا کم پڑھے لکھے لوگ بھی مفتی و علامہ ہی نظر آئیں گے بلکہ ہر جاہل بھی اپنے آپ کو مفتی و علامہ کہلواتا نظر آئے گا اور آج جو ان مسائل اور عہدوں کی تھوڑی بہت عزت بچی ہے، وہ بھی نیست و نابود ہو کر رہ جائے گی؛ اس لیے اپنی حد کو پہچانیں اور جس طرح دنیوی معاملات میں تخصص کا لحاظ کرتے ہیں اور ہمیشہ ہر میدان کے متخصص کے پاس ہی جاتے ہیں، اسی طرح دینی معاملات میں بھی تخصص کا لحاظ کریں اور جو شخص جس فن کا ماہر ہو، اس فن کے لیے اسی کی طرف توجہ کریں اور تخصص کے لحاظ سے ہی القابات دئے جائیں اور محض مقرر، صاحبزادے یا پیرزادے کو مفتی، فقیہ، محدث یا عالم یا علامہ جیسے محترم القابات دینے سے بچیں، یہ القابات امانت ہیں، امین کے پاس رہیں گے؛ تو وہ ان کی حفاظت کرے گا اور نااہل یا خائن کے پاس ہوں گے؛ تو وہ ان کا غلط استعمال کرے گا اور کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو بہت کچھ ثابت کرنے کی کوشش کرے گا جس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

شفیق فیضی

اسلامی تاریخ اور سیرت نبوی کے مطابق اسلام میں سیاست ایک لازمی جزء ہے، اسلامی تعلیمات کے بموجب امور دین و دنیا دونوں کے مجموعہ کا نام اسلام ہے، دنیاوی سعادت مندی کے بغیر دین رہبانیت کا شکار ہو جاتا ہے جبکہ بے دینی گمراہی سے ہمکنار کرتی ہے، اس لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات اسی کو کہا جا سکتا ہے جو زندگی کے ہر شعبے کو اپنے آفاقی آئین و قانون سے روشن و تابندہ رکھے، اسلام میں سیاست کے تعلق سے واضح رہنما اصول موجود ہونے کے باوجود بھی ہندوستان میں خود کو روشن خیال اور ماہر سیاست سمجھنے والے بعض مسلم مفکرین نے ایک نئی اصطلاح ایجاد کی ہے ''سیاسی اسلام'' اور غیر سیاسی اسلام ان کے نزدیک سیاسی اسلام سے مراد ایسے مسلمان ہیں جو سیاست کو دین کا حصہ قرار دیتے ہیں اور دینی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی سرگرمیوں کو مذہبی فریضہ کی حیثیت سے انجام دیتے ہیں جبکہ غیر سیاسی اسلام سے مراد دنیاداری کے تمام سرگرمیوں سے کنارہ کشی کر کے خود کو منبر و محراب تک محدود کر لیا جانا ہے، حالانکہ قرآن و حدیث کے مطابق اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو تا قیامت روشن و تابندہ رہے گا اور اس خود ساختہ روشن خیال طبقہ کی نئی تشریح اسلام کی اسی ہمہ گیری کو مشکوک بنانے کا عمل کر رہی ہے، مسلم معاشرے کے لئے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلم دانشوروں میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اسلام دشمنوں کے خطوط پر سوچتے اور ان ہیں کے منصوبوں کو نافذ کرانا چاہتے ہیں، اسلام کو عملی زندگی سے بے دخل کر کے اسے ذاتی پسند (Prsonal choice) تک محدود کرنے کی مذموم حرکت کر رہے ہیں اور اگر ان نام نہاد مفکرین کی بات تسلیم کر لی جائے تو سیاسی اسلام، اقتصادی اسلام، جدت پسند اسلام، قدامت پسند اسلام، رجعت پسند اسلام، عربی اسلام، عجمی اسلام جیسی نہ جانے اسلام کی کتنی قسمیں اور اصطلاحات معرض وجود میں آجائیں گی اور ہر ایک، ایک دوسرے کی متباین اور مخالف ہو گی، حالانکہ اسلام ایک ہی ہے اور یہ وہی اسلام ہے جو قرآن و سنت میں پایا جاتا ہے اور اس اسلام کی تعریف سیرت نبوی اطوار صحابہ کے طرز زندگی سے مختلف نہیں ہو سکتی ہے۔

اسلامی نقطۂ نگاہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کا ایک بنیادی جزء ہے جو ہر مسلمان پر اپنے دائرۂ اختیار کے اعتبار سے فرض ہے اور اس فرض کی ادائیگی کے لئے دو چیزوں کی سب سے زیادہ ضرورت درپیش ہوتی ہے ایک اسلام پر استقامت اور دوسرا اسلامی تعلیمات کو نافذ کرنے کی قوت، ایسی صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مہتم بالشان فریضہ کو تقویت دینے کے لئے سیاسی طاقت لازم و ضروری ہے تا کہ امر بالمعروف کی بجا آوری کی صورت میں حوصلہ افزائی ہو جبکہ اس کے مخالفین کو کیفر کردار تک پہنچایا جانا ممکن ہو سکے، سیاسی قوت نہ ہونے کی صورت میں احکام بجا لانے والوں کی حوصلہ افزائی تو ہو سکتی ہے لیکن ارتکاب جرم کی صورت میں خاطیوں کے خلاف کارروائی کرنا ناممکن ہو گا جس کے باعث امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کماحقہ ادا کر پانا داعی کے دائرۂ اختیار سے باہر ہو گا۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان اس دنیا میں اللہ کا نائب و خلیفہ ہے جس کی یہ اخلاقی آئینی اور مذہبی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حاکم اعلیٰ خالق حقیقی کی مرضی و منشا کے مطابق اللہ کی سلطنت میں اس کے اصولوں کے عین مطابق اس کی حکومت قائم کرے، مظلوم کو انصاف اور ظالم کو سزا دے، عوامی ضروریات کی فراہمی، معیشت کے اصول و قانون کا نفاذ، بدعنوانی کا خاتمہ، صالح معاشرہ کی تشکیل، جرائم پر قدغن لگانا، ملک اور قوم کی بہتری کے لئے اعلیٰ تعلیم و تربیت کا نظم کرنا، تجارتی اور اقتصادی مواقع کی فراہمی کو یقینی بنانا، طبی سہولیات اور سائنسی تحقیقاتی اداروں کا قیام کرنا یہاں تک کہ انسانی زندگی کے فلاح یہ سارے فرائض منصبی جن کی تعلیمات اسلام کی روح ہے، ہر دور میں یہ تمام امور ارباب سیاست کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے، ایسے میں سیاست سے دوری بنا کر دنیا میں امن و امان کیسے قائم کیا جا سکتا ہے، سیاسی مسائل سے الگ تھلگ ہو کر نہ اسلام مکمل ہو سکتا ہے نہ ہی کوئی شخص مسلمان، کیونکہ قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر ہر مسلمان پر اس بات کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کا فریضہ انجام

دے، اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلم شخص معاشرے کی جملہ برائیوں کے خاتمے کے لیے مسلسل سیاسی جدو جہد کرے اور لوگوں کو نیک عمل کی ترغیب دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم حکمرانوں کے سامنے حق بات کہہ دی جائے، جبکہ آج کا مسلمان باطل طاقتوں کے مقابلے سیاسی طور پر سینہ سپر ہونے کے بجائے ان کی تابعداری میں دست بستہ کفر کی حمایت کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہا ہے، عوام کے بنسبت خواص اور امت کا طبقۂ اشراف اس شر میں زیادہ ہی سرگرم ہے، جمہوریت کی بقا کے نام پر غیروں کی تابعداری کو اسلام کا شعار بنایا جارہا ہے، حالانکہ یہ سبھی جانتے ہیں کہ اسلام جمہوریت کا مخالف نہیں، انصاف کا علمبردار ہے، اگر جمہوریت کی آڑ میں ظلم وزیادتی اور ناانصافی کو فروغ مل رہا ہے تو ایسی جمہوریت کو لگام لگانے کی ضرورت ہے ۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ ''اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دیدے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دیدے'' سورہ نساء آیت نمبر 75۔

اس سے یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کا ظلم برداشت کرنا اور مظلوموں کی امداد کو نہ پہنچنا خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم نہ صرف بزدلی ہے بلکہ

غیر اسلامی بھی ہے، اسلام ظلم کرنے سے ہی نہیں بلکہ ظلم سہنے سے بھی منع فرماتا ہے اور سینہ

زور کے ہر ستم کا جواب اسی طور پر دینے کی بھی تاکید کرتا ہے اب اگر آج مسلمانوں پر ظلم وزیادتی سیاسی طور طریقوں سے کی جارہی ہے تو اس کا سدباب بھی سیاسی قوت سے ہی ممکن ہے، انصاف پر مبنی سیاست اسلام کا ایک ناقابل انکار حصہ ہے، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدل وانصاف پر مبنی سیاست اسلامی شریعت کے خلاف نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ اسلامی شریعت کا اہم جزء ہے، اس کو ہم سیاست کا نام اس لیے دیتے ہیں کہ لوگوں میں یہی نام رائج ہے ورنہ اس کے لیے عدل الٰہی کا نام زیادہ موزوں ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور دنیا کے بغیر دین مکمل نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر دنیاوی بھلائی کو دین پر مقدم رکھا گیا ہے، دین ایک بنیاد ہے اور حکمراں اس بنیاد کا محافظ ہوتا ہے، اسی لیے عادل حکمرانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب کہا جاتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبلغ اور داعی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست کے منبع ومصدر بھی تھے، اور یہی حال خلفائے راشدین کا تھا، ان سب کی سیاست عدل وانصاف پر مبنی اور فلاح وبہبود کی خاطر تھی، صلح حدیبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی حکمت عملی کا عظیم شاہکار ہے جہاں نبی کریم ﷺ نے بظاہر ذلت آمیز شرطوں پر اتحاد کرکے دنیا میں مسلمانوں کو سیاسی وجود بخشا، یہ اور بات ہے کہ موجودہ سیاست دان جھوٹ دھوکا خیانت اور مکروفریب کے ذریعے سے اپنی سیاست کو چمکانے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں ارباب سیاست کے بداعمالیوں کا شکار ہوکر عوام الناس میں سیاست بدنام ہوکر رہ گئی ہے اور سیاست ایک گندی شئی تصور کی جانے لگی ہے ۔

ہندوستانی مسلمانوں نے موجودہ سیاست کی پراگندگی کے سبب خود کو اس سے الگ تھلگ کرلیا جبکہ غیر مسلم اپنے مذہبی شناخت اور حلیہ کے ساتھ حکومت کی کمان سنبھال رہے ہیں اور اسی سیاسی طاقت کے سہارے مسلمانوں کو تمام محرومیوں کے بعد اب ملک بدر کرنے کی سازشں میں مصروف ہیں، مسلمانوں کی سیاست سے دوری ایک غیر اسلامی عمل ہے، اکابر علماء کرام کو اپنے غیر سیاسی مزاج پر نظر ثانی کرکے مثبت لائحہ عمل ترتیب دینے کی سخت ضرورت ہے، ملک میں باطل طاقتیں اپنی چال چل چکی ہیں اب مسلمان اس کے خلاف کیا سیاسی حکمت عملی اپنائیں گے مستقبل میں یہ دیکھنا کافی دلچسپ ہوگا۔

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دِیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

mohdshafquefaizi@hotmail.com

موجودہ جہیز

غیر اسلامی معاشرتی خرابی

ازقلم محمد ارشد رضا امجدی نیپالی
فاضل ۔طیبۃ العلماء الجامعۃ الامجدیہ الرضویہ گھوسی شریف مئو

حامداً و مصلیا و مسلما

زمانہ ترقی پذیر ہے اور تیز رفتار زندگی سرپٹ دوڑتی جارہی ہے اور اسی تیزی سے ہم متعدد مسائل کا شکار ہوتے جارہے ہیں ۔اجتماعیت کے بجائے ذاتیات اور وہ بھی صرف اپنی ہم سب کے دل چسپیوں کا مرکز بن چکی ہے ہم اپنی پریشانیوں یا یوں کہیئے کہ اپنے پیدا کردہ مسائل کے بھنور میں ایسے گھر چکے ہیں کہ ہمیں کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا ہے ۔اسی طرح کے مسائل میں اہم مسئلہ جہیز کا بھی ہیں ۔جہیز ایسا سماجی مسئلہ ہے جس سے واقف تو ہم سب ہیں مگر پردہ پوشی اور پہلوتہی ہم ہی کرتے ہیں ۔اور یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ اس جہیز کا تعلق اسلام میں کہیں نہیں ہے اللہ عزوجل خود قرآن مقدس میں اس کی مذمت فرمایا ہے ارشاد باری تعالی ہے" ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا" اور فضول نہ اڑا بے شک اڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے (بنی اسرائیل: ۶۲ / ۷۲)

ایسے ہی سرور کائنات فخر موجودات حضور پرنور سرکار مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ نے اس کو بے نیاز کر دیا اور جس نے فضول خرچی کی اللہ نے اس کو محتاج بنا دیا اور جس نے اللہ کی خاطر خاکساری اختیار کی اللہ نے اس کو سر بلندی عطا کی" (کنز العمال)

نیز (مسلم شریف: ج ۱ ص ۹۶) پر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روک دے اور اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روک دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کام سے نفرت کرے اور یہ ایمان کا کمزور ترین حصہ ہے"

مذکورہ بالا آیت کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حدود اللہ کو توڑنے اور اس کی نافرمانی کرنے پر سخت وعید موجود ہیں اور یہ بتایا گیا کہ تم تمام امتوں میں بہتر ہو ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ نیک کاموں کا حکم دیتے ہو برائیوں سے منع کرتے ہو اور امت مسلمہ کو تمام کاموں میں اعتدال کی راہ اپنانے فضول خرچی سے اجتناب کی نصیحت کرتے ہو اور اس کے فوائد ارشاد فرمائے گئے اور اس نکاح کو سب سے اچھا اور بابرکت قرار دیا گیا ہے جس میں اخراجات کم سے کم تر ہوں ۔

ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ میں اس جہیز کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور لہٰذا یہ ایک غیر اسلامی رسم ہے ۔

موجودہ جہیز معاشرتی خرابی جہیز ایک ایسی بیماری ہے جو معاشرے کا ناسور ہو کر جڑ پکڑ چکی ہے اور اس سے مزید شاخیں بھی پھوٹنے لگی ہیں یعنی مختلف جرائم جنم لے رہے ہیں جن میں چوری کی کثرت ،طلاق ،غیر طبعی اور پرتشدد اموات ،دھوکا دہی ،بے اعتمادی ، نشہ ،وغیرہ شامل ہیں ۔

چوری ڈکیتی جہیز کی کمی کی وجہ سے یا تو بیٹیوں کے رشتے آتے نہیں یا پھر دہلیز سے ہی واپس لوٹ جاتے ہیں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے بیاہنے کے لیے آنے والوں کی ڈیمانڈ کے مطابق جہیز دینے کے لیے بعض باپ یا بھائی چوری کرنے اور ڈاکہ ڈالنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔

طلاق آج کل طلاق کی شرح میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے اس کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ جہیز کا انتظام نہ ہو پانا بھی ہے لڑکے والے جہیز کی جو ڈیمانڈ کرتے ہیں اگر مکمل طور پر پوری نہ ہو تو خاندانی اور معاشرتی دباؤ کے زیر اثر شادی کر تو لیتے ہیں مگر بعد میں ایسے اسباب پیدا کر دیتے ہیں جو طلاق کے قریب لے جاتے ہیں ۔

غیر طبعی اور پرتشدد اموات یہ واقعات بھی ہمارے معاشرے میں ایک عام سی حیثیت حاصل کرتے جارہے ہیں جہیز کم لانے کی صورت میں لڑکی کا شوہر اور اس کے سسرال والے لڑکی کو دن رات طعنے دیتے ہیں اور اس پر ہاتھ اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں اس طرح کے واقعات کا زیادہ تر گاؤں ،دیہاتوں ،یا غیر تعلیم یافتہ طبقے میں نظر آتا تھا ۔مگر اب بہت سے پڑھے لکھے اور بظاہر مہذب نظر آنے والے گھرانے بھی اس المیہ کا شکار ہو چکے ہیں ۔

خودکشی خودکشی نہ صرف جرم بلکہ ایک کبیرہ گناہ بھی ہے جو لڑکی جہیز کم لے کر جاتی ہے تو رات دن کم جہیز لانے کے طعنے دے دے کر لڑکی کا شوہر اور اس کے سسرال والے اس کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں اور وہ بدنصیب لڑکی خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے ۔

دھوکا دہی اور بد اعتمادی جہیز جیسے ناسور نے جن برائیوں کو جنم دیا ہے ان میں سے ایک اہم برائی دھوکا دہی اور بد اعتمادی کی فضا کا فروغ بھی ہے زیادہ جہیز لینے کے لئے لڑکے والے خود کو بہت مالدار باعزت ظاہر کرتے ہیں اور دکھاوا اس کچھ اس انداز میں کرتے ہیں کہ لڑکی والے اپنی بیٹی کی قسمت پر ناز کرنے لگتے ہیں ۔لیکن کچھ ہی دنوں میں شادی کے بعد لڑکی تو طلاق (خدانخواستہ) لے کر ماں باپ کی دہلیز پر آ کر بیٹھ جاتی ہے اور سب کے لئے دردِ سر بن جاتی ہے ۔

نشہ نشے بازی کا تعلق بھی سماجی مسائل سے ہوتا ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ان مسائل سے چھٹکارا پانے کا ایک راستہ نشہ ہے ۔جب انسان اپنے آپ کو مکمل طور پر بے بس پاتا ہے تو خود کو نشے میں غرق کر لیتا ہے اس کی وجہ سے کتنے لوگ اپنی بیٹیوں کی شادیاں نہیں کر پاتے تو وہ بے چارے یا تو خودکشی کر لیتے ہیں یا پھر نشے کا شکار ہو کر دن بدن موت

کی طرف خود کو ڈھکیلتے ہیں۔

جہیز کی اقسام دورِ حاضر میں جہیز کی دو قسمیں رائج ہیں۔

(پہلی قسم) وہ ساز وسامان جس کو باپ اپنی مالی حیثیت اور صواب دید کے مطابق بلا کسی جبر واکراہ کے خوش دلی کے ساتھ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت دیا کرتا ہے

(دوسری قسم) وہ ساز وسامان یا نقد جس کو لڑکے کے کارجین شادی سے قبل یا شادی کے بعد شادی کی شرط قرار دے کر وصول کرتے ہیں اور لڑکی کا باپ بجبر واکراہ اس کو ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں جہیز کا اطلاق اس معنی میں زیادہ ہوتا ہے۔

جہیز کی تاریخی حیثیت جہیز کی پہلی قسم مسلمانوں میں زمانہ قدیم سے رائج ہے۔ اب رہا یہ سوال کی اس رسم کا وجود اہل عرب میں اسلام سے پہلے یا بعد میں تھا یا نہیں اس سلسلے میں مورخین ومحققین کا شدید اختلاف ہے جمہور محققین کی رائے یہ ہے کہ اس کا کوئی وجود نہیں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ تاریخ وسیر کے مطالعہ سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رخصتی کے وقت یہ رسم ادا ہوتی ہو۔ خود سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں ازواج مطہرات آئیں اور آپ نے اپنی بیٹیوں کو بھی شادی کے بعد رخصت کیا مگر جہیز کا سامان سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کیا آیا اور گھر سے کیا گیا۔ اس کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں۔ بس حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کو آپ نے وقت رخصتی چند ضروری سامان عطا فرمایا تھا۔ اس کو بھی محققین جہیز کا نام نہیں دیتے بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی مجبوری اور ضرورت پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ علمائے امت اور فقہائے ملت نے اس پر جہیز کا اطلاق کیا ہے تو ہم بھی اس کو جہیز کہیں گے۔

یہ بحث جہیز کی پہلی قسم سے متعلق تھی۔ جہیز کی قسم ثانی کی تاریخی حیثیت کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہو گا کہ یہ جہیز پورے طور پر ہندو سماج سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی بنیاد ہندو دھرم میں عورتوں کے تعلق سے عقیدۂ تحقیر وتذلیل ہے۔ ہندو سماج میں عورت کو مرد سے حقیر اور ذلیل تصور کیا جاتا ہے۔ رام چرتر مانس میں تلسی داس کہتے ہیں۔ بدھاتا بھی عورت کے دل کی بات نہیں سمجھ سکتے یہ سراپا کمینہ احمق اور برائیوں کی کان ہے ہندو مذہب کے مطابق کم از کم ایک لڑکا پیدا کرنا عورت کا فرض ہے جو عورت ایک لڑکا بھی پیدا نہیں کر سکتی وہ بدترین خلائق میں شمار کی جاتی ہے آج سے پہلے لڑکی کی پیدائش کو والدین کے ساتھ ساتھ پورے خاندان کے لیے باعث ننگ وعار اور نحوست وشامت کا نشان مانا جاتا تھا۔ اسی لئے اس ممکنہ نحوست کو ٹالنے کے لیے شادی کے وقت ہونے والے شوہر کو دان کر دیا جاتا تھا۔

جہیز کی انسدادی تدابیر مسلم معاشرہ میں جہیز کی یہ دوسری قسم جو سرتا پا قباحت وشناعت ہے۔ دھیرے دھیرے اپنی جڑ مضبوط کر رہی ہے تھوڑی سی غفلت پوری امت مسلمہ کو اس لعنت میں جھونک سکتی ہے۔ لہذا اب بھی سویرا ہے۔ قبل اس کے کہ پانی سر سے اونچا ہو اس کے انسداد کے لیے جد وجہد کریں اور اسے لائحہ عمل متعین کریں آخر میں ہم جہیز کے انسداد کے لیے چند تجاویز پیش کر رہے ہیں۔

(۱) علمائے امت ومفتیان مذہب جہیز اور غیر شرعی رسم نکاح کی قباحتوں سے لوگوں کو تحریر یا تقریر سے آگاہ کریں اور ایسا نکاح جو غیر شرعی رسم پر مشتمل ہو اسے پڑھانے سے احتراز کریں۔

(۲) درسگاہوں میں اساتذہ صرف جسم کے ہیولیٰ اور صورتِ جسمیہ کی بحث پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس کو بھی ایک صالح سماج اور پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل کے لئے کس ہیولیٰ اور صورت جسمیہ کی ضرورت ہے اور اس کی تقویم وتشکیل کیسے ہو تا کہ طلبہ کے اندر اس طرح کے ناجائز رسم کے خلاف جذبۂ منافرت پیدا ہو اور مستقبل میں ایک اچھا معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہو سکیں۔

(۳) مسلم نوجوانوں میں اصلاحی انجمن اور فلاحی جماعت قائم ہو جو اسلام کے خلاف کمر بستہ ہو۔

(۴) عام فہم اسلامی لٹریچرس کے ذریعے خواتین اسلام میں بیداری لائی جائے اور ان کی عزت نفس کے خوابیدہ جذبات کو جگایا جائے کہ وہ ایسے ظالم اور رشوت خور نوجوان سے شادی نہ کریں بلکہ ایسے نیک نوجوان سے شادی کرنے کو ترجیح دیں جو جہیز کی شرط کے بغیر شادی کے لیے تیار ہو۔

(۵) نوجوان کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ وہ لڑکی والے کو اپنا محسن تصور کریں کیونکہ وہ اپنے نورِ نظر نوجوان لڑکی کو ان کی شریک حیات بنانے کے لیے آمادہ ہے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے بموجب محسن کے احسان کا بدلہ احسان ہی سے دینا چاہیے ظلماً جہیز لینا احسان فراموشی ہے نہ کہ بدلۂ احسان۔

(۶) جہیز کے لئے بھی کوئی حد متعین کر دی جائے کہ ہر امیر وغریب اس کی پابندی کرے۔ امیر لوگوں کو بہت شوق ہے تو اپنی بیٹیوں کو کسی اور موقع پر جس قدر چاہے مال واسباب دیں مگر جہیز وہی دیں جو مقرر کیا گیا ہوں۔

(۷) باپ کی میراث میں از روئے شرع لڑکیوں کا جو حصہ قرآن وسنت سے ثابت ہے ضرور دیا جائے تا کہ لڑکی یا اس کے سسرال والوں کو جبری جہیز وصول کرنے کا جو غذر لنگ ہو سکتا ہے وہ بھی ختم ہو جائے

لہذا ہمیں اپنے آپ کو ان سب برائیوں سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالی کے عذاب سے بچنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو جہیز جیسی اہم برائی اور اس لعنت سے محفوظ ومامون رکھے۔

آمین یارب العالمین وبجاہ سید المرسلین ﷺ

مردِ حق باطل سے ہرگز خوف کھا سکتا نہیں

تحریر۔محمد توحید رضا علیمی بنگلور رابطہ۔9886402786
امام مسجد رسول اللہ ﷺ خطیب مسجد رحیمیہ میسور روڈ جدید قبرستان
مہتمم دارالعلوم حضرت نظام الدین نوری فاؤنڈیشن بنگلور انڈیا

مومن پہلے ہی اقرار کر چکا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ پر آسمانی کتابوں پر اس کے ملائکہ پر قیامت کے دن پر تقدیر پر اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لا چکا ہوں اور ایمان کیا ہے، اصطلاحِ شرع میں تصدیق قلبی (ضروریاتِ دین) کو ایمان کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا یہ ایمان ہے، قلب اور لسان ایک دوسرے کے رفیق ہو جائیں یعنی جو دل میں ہے وہی زبان پر بھی ہو تو وہ ایمان والا ہو کر مؤمن کہلاتا ہے اور دل میں کچھ اور ہو اور زبان پر کچھ اور ہو تو اسے نفاق کہتے ہیں جس کے دل میں نفاق پیدا ہو جائے اُسے منافق کہتے ہیں اور منافق رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نمازیں ادا کرتے اور آپ کی مجلس میں بیٹھ کر احادیث سماعت کرتے جب منافق کفار مکہ کے پاس جاتے تو کہتے ہم تو یوں ہی انکے پاس جاتے ہیں کہ معلوم کریں کہ وہ کیا کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، جو دل میں ہے وہ زبان پر نہیں اور جو زبان پر جاری ہے وہ دل میں نہیں ہے حضور اقدس ﷺ کے زمانہ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا نیز نبی ﷺ نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے اور بخاری شریف کتاب الایمان باب علامۃ المنافق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت شفیع امت مصطفے جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ یہ منافق کی علامت بیان کی گئی، ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں قلبی ذہنی فطری اور روحانی طور پر مضبوط کیا ہے جو قلبی ذہنی فطری اور روحانی طور پر مضبوط ہو وہی ایمان والا ہے،

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

اللہ پاک نے سورہ نساء پارہ ۵ آیت ۱۳۶ میں ارشاد فرمایا، اے ایمان والوں ایمان رکھو اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اِس کتاب پر جو اپنے اُن رسول پر اتاری اور اُس کتاب پر جو پہلے اتاری۔ اور جو نہ مانے اللہ اور اسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا (ترجمہ کنز الایمان) اور مومن ایمانِ مفصل پڑھ کر سمجھ کر پہلے ہی یہ تصدیق کر چکا ہے کہ ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور موت کے بعد اُٹھائے جانے پر۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں یہ اقرار کر چکا ہے کے مجھے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنا نہیں ہے بلکہ ایک نہ ایک دن مجھے مرنا ہے اور بعدِ موت دوبارہ اٹھایا جائے گا یاد رکھیں اسلام میں پُنر جنم (دوسری زندگی) کا تصور نہیں ہے۔ مسلمان ایک ہی مرتبہ پیدا ہوتا اور مرتا ہے دوبارہ جنم نہیں لیتا، اور مومن موت سے نہیں ڈرتا جب موت آجائے تو خوشی خوشی گلے لگاتا ہے، اس لئے کہ قرانِ پاک میں اللہ رب العزت نے بار بار موت کا تذکرہ کر کے موت کا خوف نکال دیا ہے پارہ ۲۷ سورہ رحمن آیت نمبر ۲۶ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے، زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہونا ہے، دنیا میں کوئی ہمیشہ رہنے نہیں آیا ہے اور سورہ آل عمران پارہ ۴ آیت نمبر ۱۸۵ میں بھی موت کا ذکر کیا، ہر جان کو موت چکنی ہے، جس میں بھی جان ہے ہر جاندار کو موت کا مزا چکنا ہے اور اسی آیت میں دنیا کی حقیقت بھی بیان کی گئی ہے، اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے، اور ضرور ہماری آزمائش ہوگی مال اور جانوں میں سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۵۶ میں ذکر کیا، بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں، ہم موت سے بھاگ نہیں سکتے، سورہ جمعہ پارہ ۲۸ آیت نمبر ۸ میں ذکر کیا، تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے، موت سے بھاگتے بھاگتے مضبوط قلعوں میں بھی پناہ حاصل کرلیں تب بھی

موت سے بچ نہیں سکتے سورہ نساء آیت نمبر ۷۸ پارہ ۵ میں اللہ پاک کا ارشادِ مبارکہ ہے، تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگر چہ مضبوط قلعوں میں ہو، موت اور زندگی ہماری جانچ کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ سورہ ملک آیت نمبر ۲ پارہ ۲۹ میں فرمایا، وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو، اور دنیا کی حقیقت سورہ نساء آیت نمبر ۷۷ پارہ ۵ میں بتایا، اے حبیب ﷺ آپ فرمادیں کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے، اور مال و اولاد کی حقیقت سورہ انفال پارہ ۹ آیت نمبر ۲۸ میں بیان کیا، اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے، مسلمان اپنے مال و اولاد کی محبت میں گم شدہ ہو کر اپنی آخرت برباد نہ کرلے اس لئے کہ خالی ہاتھ آیا تھا اور خالی ہاتھ ہی دنیا سے رخصت ہوگا نہ مال نہ اولاد نہ بیوی نہ رشتہ دار۔ مسلمان اپنی جان و مال بیچ چکا ہے کس کو تو اللہ پاک سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱۱ میں فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے، اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے انکی جان اور مال خرید لیا ہے اب جان و مال اللہ کی امانت ہے اور اللہ پاک جب چاہے اپنی امانت لے سکتا ہے تو بندے کو کیسے اعتراض ہوسکتا ہے، تو معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے مومنوں کے دلوں سے دنیا کی محبت مال و متاع کی محبت اولاد کی محبت موت سے محبت نکال دیا ہے اس لئے مردِحق مردِ مومن مومن کامل مومن صالح موت سے نہیں ڈرتا مرنے سے نہیں ڈرتا بلکہ مومن صادق موت کے انتظار میں رہتا ہے کہ کب موت آجائے اور کب میں اپنے مولیٰ سے ملوں گا اور مومن اپنے والدین سے زیادہ اپنی اولاد سے زیادہ اور دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ سے محبت کرتا ہے اس لئے مومن سب برداشت کرسکتا ہے مگر نبی مکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں ہرگز گستاخی برداشت نہیں کرسکتا صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضہء (قدرت) میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین اور اس کی اولاد سے عزیز تر نہ ہوں، اور نبی کے صحابہ نے حضور ﷺ کے ایک اشارہ پر اپنی جان مال ال و اولاد گھر و بار سب اللہ و رسول کی محبت میں قربان کردیا ہے، ایسے کئی واقعات احادیث میں موجود ہیں

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

مومن تو موت کو ہمیشہ یاد کرتا ہے نبی کریم ﷺ کا گذر ایک قبیلہ پر ہوا جو اونچی اواز سے ہنس رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگوں، تم اپنی مجلس میں اس چیز کا ذکر کرو جو ساری لذتوں کو مٹادیتی ہے انہوں نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا چیز ہے سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا وہ موت ہے اور فرمایا موت کو اکثر یاد کرو کہ وہ تجھے دنیا میں زاہد بنادے گی اور تیرے گناہوں کا کفارہ ہوگی (کیمیائے سعادت) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے کاندھے کو پکڑ کر فرمایا دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہو۔ موت سے کسی فرد کو چھٹکارا نہیں ہے پھر بھی انسان موت سے ڈرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے دنیا آباد کرلی ہے اور آخرت ویران کرلی لیکن جنہوں نے دنیا ترک کرکے آخرت بسالی وہ موت سے نہیں ڈرتے، ہریدوار میں منعقدہ مبینہ دھرم سنسد میں مسلمانوں کے قتل عام کی بات کی گئی تھی کچھ ہندو مذہبی رہنماؤں نے لوگوں سے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی اپیل کی اور نسل کشی پر زور دیا تھا، اور مسلمانوں کو موت سے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی گئی تو بریلی میں اتحاد ملت کے سربراہ مولانا توقیر رضا خان نے ۷ جنوری بروز جمعہ ۲۰۲۲ کو بریلی کے اسلامیہ کالج میدان میں، مسلم دھرم سنسد، کا انعقاد کیا اور مولانا نے کہا کہ کسی دھرم میں یہ نہیں سکھایا جاتا کہ عوام کا قتل عام شروع کردو، ہمیں قتل کرنے کے لئے دہشت گرد آجائیں ہر جمعہ ۲۰۰۰۰ مسلمان گردن کٹانے نکلیں گے ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، طاقت کا مظاہرہ کرنے نہیں آئے ہیں ملک کی اتحاد و سالمیت کے لئے اپنی جان قربان کرنے آئے ہیں ہم اپنے ملک کے بھائی چارے کے لئے آئے ہیں ہریدوار دھرم سنسد کی اشتعال انگیزیوں کی مذمت کرتے ہوئے مولانا نے گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ اور ملک کے فعال انصاف پسند نسل انسانی سے محبت کرنے والے برادرانِ وطن و برادرانِ اسلام اپنی اپنی جگہ اس واقعہ کی مذمت بھی کررہے ہیں اور مومن موت سے ڈرتا نہیں اور انہیں موت سے ڈرانے کی کوشش بھی نہ کرنا اس لئے کہ مومن موت کے انتظار میں رہتا ہے ہاں ایسے فتنہ آور شدد پسند انسانی دشمن ملک دشمن اشخاص کو فوراً گرفتار کرکے دستورِ ہند کے مطابق سزا سنائی جائے تاکہ مستقبل میں کوئی دوبارہ ملک کا امن اور سالمیت یکجہتی کو تار تار کرنے کی کوشش نا کرے اس واقعہ کے بعد کاروائی اور سنوائی کا سلسلہ جاری ہے ہر ہندوستانی آئین ہند پر کامل اعتماد و بھروسہ اور فخر کرتے ہیں اور حکومتِ وقت سے انصاف کی امیدیں وابستہ ہیں

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اسلام اور سیاست

(قسط آخر)

از: مولانا محمد دلشاد احمد امجدی
فاضل جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

حامدا و مصلیا و مسلما

قارئین باوقار جیسا کہ فقیر نے اسلام اور سیاست کے عنوان کے تحت قسط اول میں بہت سی اہم بنیادی باتیں پیش کی تھیں

اس آخری قسط میں بھی بہت ساری معلومات افزا باتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں

سیاست احادیث طیبہ کی روشنی میں

اللہ کی زمین بنیادی طور پر اللہ کے نظام کو نافذ کرنے کے لئے وجود میں لائی گئی اسی مقصد کے پیش نظر اللہ رب العزت نے جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنا نائب بنا کر بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اس بات کی شاہد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قانون الہی کے نفاذ کے لئے کس حد تک محنت کی، اگر ہم ذخیرۂ احادیث کو کھنگالیں گے تو وہاں بھی نظام سیاست کے حوالے سے انسانیت کے لئے ہدایات نظر آتی ہیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کر، سائل نے کہا امانت ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکومت نااہلوں کو سونپ دی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ (بخاری)

(۲) حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اسلام بغیر اجتماعی سیاست کے نہیں، اجتماعی سیاست بغیر حکومت کے نہیں اور حکومت بغیر اطاعت کے نہیں۔ (دارمی)

ان دونوں حدیثوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ سیاست بھی دین کا ایک مضبوط قلعہ ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم مسلم کے قائدین خواب غفلت سے بیدار ہوں اور زمانے کی قیادت کو سنبھالیں اور مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ کی جانشینی کا حق ادا کریں کیونکہ آج بھی زمانے کو اسلامی سیاست کی ضرورت ہے۔

سبق پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اقامت دین کی جدو جہد احادیث طیبہ کی روشنی میں

احادیث طیبہ میں ہر مسلمان کو اسلامی احکام بروئے کار لانے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے اور اس ڈیوٹی کو پورا نہ کرنے پر سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ انہیں بدلنے پر قادر ہوں اور نہ بدلیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے گا۔ (ابوداؤد)

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنا افضل جہاد ہے۔ (ابن ماجہ)

ان دونوں حدیثوں کی روشنی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہماری عظیم ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو کلی طور پر اسی وقت نبھایا جاسکتا ہے جبکہ اقتدار ہمارے پاس ہو۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھکر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

برائیوں کے خاتمہ کے لئے اسلامی سیاست ضروری کیوں

سیاسی نظام کے بغیر اسلام ناقص اور ادھورا ہے جب تک اسلامی نظام سیاست نافذ نہیں ہوتا تب تک اسلام کے بے شمار بنیادی احکام معطل رہتے ہیں۔ صرف نماز روزہ کی حد تک جو اسلام ہے اسے امامت صغریٰ کہتے ہیں، جبکہ حکومت و سیاست سے تعلق رکھنے والے اسلام کو امامت کبریٰ کہتے ہیں، اسی وجہ سے اسلام بندگان خدا کے لیے حکومت کے حصول کو ضروری قرار دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں چوری کی سزا کے لئے "فاقطعوا ایدیھما" کا حکم ارشاد فرمایا، جہاد کے لئے "قاتلوا المشرکین" کا حکم ارشاد فرمایا، بدکاری کی سزا کے لئے "فاجلدوا ثمانین جلدۃ" کا حکم ارشاد فرمایا، قتل کی سزا کے لئے "کتب علیکم القصاص" کا حکم

ارشاد فرمایا،گستاخ رسول کی سزا کے لئے” اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلا" کا حکم ارشاد فرمایا، اسلامی احکام کے نفاذ کے لئے ”وان احکم بما انزل اللہ" کا حکم ارشاد فرمایا، عدل اجتماعی کے قیام کے لئے” کونوا قوامین بالقسط " کا حکم ارشاد فرمایا، عالمی سیاست وحدت کے لئے ” واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا“ کا حکم ارشاد فرمایا، قانونی انصاف کی فراہمی کے لئے” واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ” کا حکم ارشاد فرمایا، نظام حکومت کے لئے” وامرھم شوری بینھم " کا حکم ارشاد فرمایا، نظام صلوٰۃ وزکوٰۃ کے قیام کے لئے” واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ“ کا حکم ارشاد فرمایا مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ بہت سارے احکام ہمارے معاشرے میں نافذ نہیں ہیں اور ان کی تنفیذ بھی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ بندگان خدا برسر اقتدار نہیں آجاتے۔

مرے جنوں کا نتیجہ ضرور نکلے گا
اسی سیاہ سمندر سے نور نکلے گا
گرا دیا ہے تو ساحل پہ انتظار نہ کر
اگر وہ ڈوب گیا ہے تو دور نکلے گا
اسی کا شہر وہی مدعی وہی منصف
ہمیں یقیں تھا ہمارا ہی قصور نکلے گا

ہندوستان کی سیاست اور بھارت کا مسلمان

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے جہاں اقتدار ووٹ کی طاقت سے حاصل کیا جاتا ہے، ووٹ دینے کا حق ہندوستان کے ہر شہری کو حاصل ہے اور اس ملک میں ہر ذات و دھرم کے لوگوں کو الیکشن میں حصہ لینے کا حق بھی حاصل ہے ملک ہندوستان میں کسی کو برتری حاصل نہیں بلکہ ہندوستان کا ہر شہری برابر کا حصہ دار ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں ہر ذات و دھرم کے لوگوں نے اپنی اپنی سیاسی قیادت بنا رکھی ہے سوائے مسلمانوں کے کہ وہ ہمیشہ غیروں کو اپنا ووٹ دیتے رہے اور انہیں ہی اپنا قائد مانتے رہے جس کے نقصانات یہ ہوئے کہ ہمیں سیاسی و معاشی طور پر خوب کمزور کر دیا گیا، ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی گئیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو گالیاں دی گئیں، حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ٹی وی چینلوں پر بیٹھ کر بکواس کی گئیں اور ان کے لئے نازیبا کلمات بکے گئے، اسلام کو دہشت گرد کہا گیا، اسلام کے اصول وقوانین کو مٹانے کی بات کی گئی، قرآن مجید سے ۲۴ آیتیں نکال کر نئے قرآن چھاپنے کی بات کہی گئی، بلکہ چھپوا بھی دی گئی، تین طلاق کا بل اسمبلی اور راجیہ سبھا میں پاس کیا گیا، اس جمہوری ملک میں ذات کے نام پر CAA,NRC,NPR کا بل پاس کیا گیا، مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ مسلمانوں کی عصمت ریزی کی گئی، مسلمانوں کی عورتوں کے پیٹ سے بچوں کو نکال کر قتل کیا گیا ان تمام مسائل پر کبھی کوئی سیاسی لیڈر نہیں بولا جنکو ہم ہمیشہ اپنا ووٹ دیتے ہیں وہ بھی ہمیشہ خاموش تماشائی بنے رہے اور ہمارے نشیمن کو روز برباد کیا جاتا رہا۔ ہم نے اپنی پارٹی نہیں بنائی جس وجہ سے ہم چاہ کر بھی ان مسائل کو حل نہ کر سکے اور ہم بھی خاموش تماشائی بنے رہے۔ اسلئے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم مسلم آپسی اختلاف کو بھلا کر دین وملت کی خاطر” الحب للہ والبغض للہ“ کے تحت ایک جھنڈے کے سائے تلے اکھٹے ہو جائیں تاکہ ہندوستان کی سیاست میں مسلمانوں کی ایک مضبوط قیادت کھڑی ہو سکے۔

متحد ہو تو بدل ڈالو نظام گلشن
منتشر ہو تو مرو شور مچاتے کیوں ہو

رب قدیر مسلمانوں کی عزت جان ومال کی حفاظت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور محدث کبیر اکابرین کی نظر میں

بموقعہ یوم ولادت ۲ شوال المکرم

از: محمد نعیم اسماعیلی امجدی بہرائچی، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداو مصلیا و مسلما

تاریخ اسلامی کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں کچھ ملکوتی صفات نفوس قدسیہ ایسے بھی ہوئے ہیں کہ ایک زمانہ ان پر فریفتہ رہا اور وہ مرجع عالم رہے بفضلہ تعالی اتنے اعلی مراتب انہیں نصیب ہوئے کہ زمانہ کے اکابر اور خود ان کے شیوخ واساتذہ نے ان کی ناز برداریاں اٹھائیں۔ انہیں پاک طینت، خوب سیرت، بلند ہمت ذوات قدسیہ میں ایک ذات ہم کو ایسی بھی ملتی ہے۔

جس نے ایک عالم کو اپنے علم وعمل کی نورانیت سے منور کر رکھا ہے۔ ہزاروں تشنگان علوم نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی پیاس کو بجھا چکی ہے، ہزاروں کی بجھا رہی ہے اور ہزاروں اس چشمۂ صافی سے سیراب ہونے کے لئے ماہئ بے آب کی طرح اب بھی تڑپ رہے ہیں۔ دنیائے سنیت میں تنہا وہ ایسی شخصیت ہے جو ہر میدان میں ہر بات پر مناظرہ کی طاقت رکھتی ہے اصاغر ان کے خوشہ چیں ہیں اکابر ان کی مدح وستائش میں رطب اللسان ہیں میری مراد سلطان الاساتذہ، رئیس المناظرین، امیر المؤمنین فی الحدیث، خلیفۂ مفتئ اعظم ہند وحضور حافظ ملت ومجاہد ملت شہزادہ وجانشین حضور صدر الشریعہ نائب قاضی اسلام فی الھند حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی عزیزی دامت برکاتہم العالیہ بانی وسربراہ جامعہ امجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی مؤیوپی کی ذات اقدس ہے۔

آپ کی علمی صلاحیت اور فنی لیاقت کا ایک جہاں معترف ہے جس کی شہادت اور گواہی آپ کے شیوخ واساتذہ اور معاصرین وتلامذہ نے بڑے پیارے انداز میں بارہا دی ہے۔ عالم اسلام کی پاکباز ہستیوں کا آپ کی مدح وستائش میں رطب اللسان ہونا رب قدیر کی بارگاہ میں مقبولیت کی بین دلیل ہے۔ سچ کہا ہے کسی نے

بجا کہے جسے عالَم اسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کے حوالے سے رہبران شریعت وطریقت ودانشوران قوم وملت نے اپنے گراں مایہ تاثرات دئے ہیں، اجلاس میں تو بارہا علماء ومشائخ رطب اللسان رہتے ہیں۔ تمام تاثرات کا قید تحریر میں لانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

چند اکابرین علماء ومشائخ کے تاثرات حاضر ہیں ملاحظہ فرمائیں

وکیل رضا خلیفۂ اعلیٰ حضرت مصنف بہار شریعت حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی نظر میں: حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" میرا یہ بچہ (محدث کبیر) ان شاء اللہ بہت بڑا عالم ہوگا۔ (حیات حافظ ملت)

بحمد اللہ ایک ولی کی زبان فیض سے نکلا ہوا جملہ سچ ثابت ہوا۔

جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی نظر میں: راقم الحروف نے سرکار محدث کبیر دام ظلہ العالی سے سنا آپ نے فرمایا کہ حافظ ملت علیہ الرحمہ فرماتے کہ دیکھو! میں ڈانٹتا پھٹکارتا ہوں تو اس کا کوئی اثر مت لینا، میں صرف آدمی بنانا چاہتا ہوں، یاد رکھو! کہ حضرت صدر الشریعہ کی اولاد پدرم سلطان بود سے نہیں پلے گی بلکہ خود سلطان بننا پڑے گا، تب جا کر عزت اور مقبولیت حاصل ہوگی، اور جو لوگ ہیں پیرزادے ان کی شان الگ ہے، وہ لوگ تو پدرم سلطان بود سے اپنا کام چلا لیتے ہیں، مگر تم نہیں چلا پاؤ گے اس لیے تمہیں، علم وفضل میں یکتا بننا پڑے گا، اور اس کام کے لیے بہت زیادہ تنبیہ بہت زیادہ ڈانٹ پھٹکار میرے ساتھ رکھتے تھے، پھر اخیر کے ایک دو سال ایسے گزرے کہ ماشاء اللہ حافظ ملت اتنا خوش تھے کہ فرمایا کرتے کہ کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن سے مل کر دل کو فرحت ملتی ہے اور ضیاء المصطفی وہ ہے کہ اس کے تصور سے دل کو فرحت ملتی ہے، اور انہیں کی نظر کرم سے ایک ذرہ ناچیز کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہیرا کی جگہ دے دی۔

الحمد للہ استاذ گرامی حضور محدث کبیر عصر حاضر کے سب سے انمول ہیرا ہیں۔ ایسے ہیرے اب کمیاب سے نایاب کے درجہ تک پہنچ چکے ہیں۔

حضور محدث کبیر فرماتے ہیں کہ مجھے اکثر (جلالۃ العلم حافظ ملت) تنبیہ فرماتے،"سنو اگر علم شربت کی طرح پلانے کا ہوتا تو اس کا گلاس سب سے پہلے میں تم کو دیتا"۔

ایک بار مزار صدر الشریعہ پر لے جا کر حافظ ملت نے فرمایا" حضور جو کچھ آپ نے مجھے عطا فرمایا تھا وہ سب آپ کے لخت جگر کے حوالے کیا"

مخالفین کو سوچنا چاہئے کہ ان کی اپنی حیثیت کیا ہے اور مقام محدث کبیر کتنی بلندیوں پر ہے کیونکہ مخالفین کو ابو الفیض حافظ ملت کی بارگاہِ اقدس سے قطرہ دو قطرہ ملا یا وہ بھی نہیں کچھ خبر نہیں مگر حضور محدث کبیر کو حافظ ملت نے سب کچھ عطا فرما دیا خدا جانے کس بلندیوں پر ہے مقام محدث کبیر۔

محدث اعظم پاکستان علامہ مفتی سردار احمد علیہ الرحمہ کی نظر میں: ضیغم اہل سنت حضرت علامہ حسن علی رضوی میلسی دام ظلہ العالی فرماتے ہیں کہ محدث اعظم نے اپنے متعدد خطوط میں محدث کبیر کی ذہانت کو سراہتے ہوئے کہا" عزیزم ضیاء المصطفی صاحب بہت ذہین ہیں"۔ (حیات محدث کبیر ص: ۶۳۹)

مجاہد ملت رئیس اڈیسہ علامہ حبیب الرحمن عباسی علیہ الرحمہ کی نظر میں: صدر الشریعہ مفتی امجد علی صاحب نے خلافت وغیرہ جو کچھ مجھے عطا کیا وہ سب میں نے ان کے صاحبزادے ضیاء المصطفی کو دیا۔ (سہ ماہی امجدیہ گھوسی اپریل تا جون ۲۰۰۵)

جو کچھ کلمۂ عام ہے اس میں سب شامل ہو گیا ایک اللہ کے ولی نے دوسرے اللہ کے ولی کو کیا کیا دیا دینے والا جانے لینے والا جانے ہما اور شما کو کیا خبر

رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی نظر میں: حضرت موصوف (محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری) حدیث وفقہ میں اپنے عظیم المرتبت باپ کی قابل فخر یادگار ہیں سند کے ساتھ صحیحین کی سیکڑوں حدیثیں انہیں از بر یاد ہیں اس وقت اپنے معاصرین میں علمی تبحر، قوت حافظہ،

نکتہ رسی، علم وفن کی جامعیت، درس وتدریس اور خطابت ومناظرہ میں وہ اپنا ہمسر نہیں رکھتے۔(مقدمہ برضیاء النحو)

جانشین مفتی اعظم، جگر گوشۂ مفسر اعظم، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نظر میں: حضور محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی جو اس زمانے میں تنہا ایک فرد وہ ایک فرد نہیں بلکہ اپنے آپ میں وہ شخص ایک انجمن ہے مسلک اہلسنت والجماعت کا حقیقی نقیب اور مبلغ اس زمانے میں جو ہے وہ ضیاء المصطفیٰ قادری ہے۔

مرشدی آقائی حضور گلزار ملت حضرت علامہ سید محمد گلزار اسماعیل واسطی دام ظلہ العالی کی نظر میں: سوپ تو سوپ چھلنی بھی بولے حضور محدث کبیر پر لب کشائی ہو جائے جسم میں جتنے بال ہیں بولنے والے کے اتنے تو پیر زادگان پیر کامل بنا کر چھوڑ دیے ہیں محدث کبیر نے۔ میری دو آنکھیں ایک آنکھ کا نام حضور تاج الشریعہ اور دوسری کا نام محدث کبیر ہے۔

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی نظر میں: محدث کبیر کا علم حدیث میں کوئی مقابل نہیں وہ تمام علوم وفنون میں یکتائے روزگار بلکہ منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔(حیات محدث کبیر)

یہ کسی ایسے فاضل شخص کا قول نہیں جس نے دورہ میں بخاری شریف پڑھی ہو پھر کبھی کھولی بھی نہ ہو بلکہ یہ اس کا فرمان عالیشان ہے جو خود شارح بخاری ہے جو فن حدیث کے اسرار ورموز سے واقف ہے جو خود نائب فقیہ اعظم ہند ہے۔

خطیب یورپ وایشیا حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی دام ظلہ العالی کی نظر میں: لندن میں خطاب کے دوران علامہ قمر الزماں اعظمی نے فرمایا برصغیر میں حضور صدر الشریعہ واحد وہ عالم ہیں جن کے بچے، بچیاں عالم اور عالمات ہوئی ہیں ان میں موجودہ عصر میں حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ مظہر صدر الشریعہ ہیں (سہ ماہی امجدیہ جنوری تا مارچ ۲۰۱۰)

امام النحو علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کی نظر میں: اس وقت معاصرین میں خصوصا اہل حدیث مع اسماء الرجال اور عموماً جملہ علوم میں آپ کا ہم پایہ ملنا دشوار ہے۔(روایت مفتی جمال مصطفیٰ قادری)

مفتی نظام الدین صاحب صدر مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی نظر میں: مجلس شرعی کے فقہی سیمینار میں تمام مندوبین وعلما واساتذہ اشرفیہ کے سامنے بارہا کہا "محدث کبیر مسائل شرعیہ کی تنقیح کے بادشاہ ہیں". (روایت مفتی جمال مصطفیٰ قادری) لوگوں کو چاہئے کہ بادشاہ وقت کے ماتحت رہیں اور بادشاہ کے حقوق پہچانیں اللہ تعالی ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔

ضیغم اہلسنت حضرت علامہ حسن علی میلسی پاکستان کی نظر میں: ہماری آئندہ نسلوں کو ان کے اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلنے سے ہر گام ہر مقام پر فتح ونصرت کامیابی وکامرانی کا مژدہ جانفزا ملے گا ماشاء اللہ محدث کبیر نے طاہر القادری پاکستانی ندوہ کے بانی کو لرزہ براندام ودرماندہ بنا کر رکھ دیا اسے شکست فاش دی۔

مناظر اسلام حضرت مفتی محمد امان الرب صدر شعبۂ افتاء جامعہ مینائیہ وقاضی شرع ضلع گونڈہ کی نظر میں: عام لوگوں کا رجحان یہ ہے کہ اس قحط الرجال کے دور میں جو مرد میدان اٹھ جاتا ہے اس کا میدان سنسان ہو جاتا ہے مگر محدث کبیر اپنے باپ کے میدان حدیث وفقہ میں ماہر شہسوار کی طرح تیز گام نظر آرہے ہیں، اس قرب قیامت کے ماحول میں آپ کی ذات اس شعر کے مصداق اتم ہے۔

یہ غنیمت ہے کہ فروزاں ہیں ابھی چند چراغ
اٹھتے ہوئے بازار سے اور کیا چاہتے ہو

(حضور محدث کبیر ارباب فکر ودانش کی نظر میں ص: ۱۳۷)

فاتح گونڈہ اور مورخ اسلام کی نظر میں: فاتح گونڈہ خلیفۂ مفتی اعظم ہند سید افضال احمد علیہ الرحمہ سے راقم نے عرض کیا کہ حضور محدث کبیر سے الاشباہ والنظائر کا درس لیتا ہوں تو انہوں نے ارشاد فرمایا وہ ایک بہت اچھے مدرس ہیں ان کے جیسا استاذ اب کہاں ایسے ہی راقم نے حضور مورخ اسلام ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی صاحب قبلہ کے پاس حضور محدث کبیر کا ذکر کیا تو آپ نے انتہائی مسرت میں ڈوب کر ارشاد فرمایا وہ ہر میدان کے شہسوار ہیں وہ تو ہر میدان میں وہابیہ دیابنہ تمام فرقہائے باطلہ سے مناظرہ کی طاقت رکھتے ہیں، میدان میں وہی جائے گا جس کے پاس اسلحہ ہو گا وہ پورے طور پر اسلحہ سے لیس ہیں۔ دونوں بزرگوں کے کلمات الگ ہو سکتے ہیں البتہ مفہوم یہی تھا۔

الحمد للہ راقم کو ایک عرصہ دراز تک بارگاہ محدث کبیر میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف حاصل ہوا حضور والا کی زبانی حضور مفتی اعظم ہند اور حضور حافظ ملت کے کچھ واقعات ایسے سنے جس سے بزرگوں کے ساتھ قلبی لگاؤ کا علم ہوا اور آپ کی شان کی بھی کچھ خبر ہوئی۔

ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اس دہر میں تھک جاؤ گے
ایسا علامہ نہ زمانے میں کہیں پاؤ گے
وہ سخی ابن سخی ہیں وہ ولی ابن ولی
ان کے دروازے سے خالی نہ کبھی آؤ گے

یہ نمونہ کے طور پر چند شواہد ہوئے اس سے آپ نے حضور محدث کبیر اطال اللہ عمرہ کی شان رفیع اور ذات عالی کا اندازہ لگا لیا ہو گا کیونکہ مثل مشہور ہے" مشتے نمونہ از خروارے"

رب قدیر کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ اللہ تعالی حضور محدث کبیر کے فیضان کرم سے مالا مال فرمائے، ان کے تفقہ فی الدین اور حدیث دانی کا صدقہ نصیب فرمائے اور حضور والا کا سایہ ہم غربائے اہلسنت والجماعت پر تادیر سلامت رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

نور سرکار ﷺ نے ظلمت کا بھرم توڑ دیا
کفر کافور ہوا شرک نے دم توڑ دیا
سوز غم ختم کیا ساز ستم توڑ دیا
آپ ﷺ نے سلسلہ رنج والم توڑ دیا
نعرہ زن رند بڑھے ساقی ﷺ محشر کی طرف
جام کوثر جو ملا ساغر جم توڑ دیا
دست قدرت! ترے اس حسن نگارش پہ نثار
نام وہ لوح پر لکھا کہ قلم توڑ دیا
ڈوبنے دی نہ محمد ﷺ نے ہماری کشتی
زور طوفاں کا بیک چشم کرم توڑ دیا

حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف

ازقلم:-نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء محمد افسر علوی قادری چشتی
خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی انڈیا
7081182040

دنیا میں لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، یہ سلسلہ صبح قیامت تک چلتا رہے گا اب تک نہ معلوم کتنے افراد و انسان اس دنیا میں آئے اور چلے گئے مگر تاریخ انسانیت کا نادر نمونہ بننے کی سعادتیں ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتیں کچھ خوش نصیب ایسے بھی اس دنیا میں آئے جو کہنے کو تو دنیا سے چلے گئے مگر احساس کی دولت اگر سماج کے پاس موجود ہو تو ان جانے والے لوگوں کو سماج اپنے اندر محفوظ کر لیتا ہے انہی جانے والوں میں ایک شخصیت صدرالشریعہ، بدر الطریقہ، محسن اہلسنت، خلیفۂ اعلی حضرت، مصنفِ بہارِ شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی تھی جو ہماری نظروں سے تو اوجھل ہو گئے مگر ان کی رہبرانہ قیادت ہماری زندگی اور بندگی میں ایک فعال قائد کی حیثیت سے آج بھی مشعل راہ بنی ہوئی ہے اور برصغیر ہندو پاک کے مسلمانوں، بالخصوص اہل علم کے یہاں آپ کا نام محتاج تعارف نہیں آپ اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مشہور و معروف خلفاء میں سے ہیں

ولادت باسعادت:- آپ کی ولادت مشرقی یوپی کے مشہور و معروف قصبہ مدینۃ العلماء گھوسی قدیم ضلع اعظم گڈھ اور حال ضلع مئو میں ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۸۸۲ عیسوی میں ہوئی۔

سلسلہ نسب:- علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی بن مولانا حکیم جمال الدین بن مولانا خدا بخش بن مولانا خیر الدین رحمہم اللہ تعالی۔

القاب:- صدرالشریعہ، بدرالطریقہ، فقیہ اعظم ہند، محسن اہلسنت وغیرہ

تعلیم:- آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے جد امجد حضرت مولانا خدا بخش علیہ الرحمہ سے حاصل کی، پھر اعلی تعلیم کے لئے ”مدرسہ حنفیہ جونپور" تشریف لے گئے اور یہیں آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کی بعد ازاں علم حدیث میں مہارت و رسوخ کے لئے آپ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت شریف تشریف لائے اور وہیں پر استاذ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی حضرت علامہ محدث سورتی علیہ الرحمہ نے اپنے ہونہار شاگرد کی عبقری (یعنی اعلی) صلاحیتوں کا اعتراف ان الفاظ میں کیا: "مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے"

حیرت انگیز قوت حافظہ:- حضور صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کا حافظہ بہت مضبوط تھا حافظہ کی قوت، شوق و محنت اور ذہانت کی وجہ سے تمام طلبہ سے بہتر سمجھے جاتے تھے ایک مرتبہ کتاب دیکھنے یا سننے سے برسوں تک ایسی یاد رہتی جیسے ابھی ابھی دیکھی یا سنی ہے تین مرتبہ کسی عبارت کو پڑھ لیتے تو یاد ہو جاتی ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ ” کافیہ " کی عبارت زبانی یاد کی جائے تو فائدہ ہوگا تو پوری کتاب ایک ہی دن میں یاد کر لی۔

درس و تدریس:- تدریس کے لئے سب سے پہلے آپ کا تقرر " مدرسہ اہلسنت " پٹنہ میں بحیثیت صدر مدرس ہوا بعد ازاں اعلی حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان قدس سرہ نے مدرسہ منظر اسلام کی تعلیمی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی، پارسلوں کی ترسیل پریس کی دیکھ بھال تصحیح کتابت وغیرہ جیسی اہم ذمہ داریاں آپ کے سپرد کیں آپ نے تقریباً پندرہ (۱۵) سال تک یہ ذمہ داریاں بحسن و خوبی انجام دیں پھر آپ بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے اور وہاں آپ کا قیام تقریباً سترہ (۱۷) سال رہا اور آپ دوبارہ پھر بریلی شریف تشریف لائے اور تین سال تک درس و تدریس و فتوی نویسی کی خدمت انجام دیں پھر آپ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ تشریف لے گئے اس طرح آپ نے ہندوستان کے مختلف مدارس میں تدریس کا فریضہ انجام دیا۔

تصنیفات:- یوں تو آپ جملہ علوم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے مگر فقہ و تفقہہ میں آپ کو زیادہ مہارت تامہ حاصل تھا خود مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ تفقہہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پائیے گا آپ کی فقہی ذہانت کی وجہ تھی کہ امام احمد رضا نے آپ کو تنہا پورے ملک کا قاضی مقرر کیا تھا۔ بہر حال فقہ میں آپ نے ” بہار شریعت " جیسی عظیم کتاب تصنیف فرمائی، جس سے آج نہ جانے کتنے علماء و حفاظ و عوام فیض حاصل کر رہے ہیں۔ اور آپ کے فتاوے کا مجموعہ بنام ” فتاوی امجدیہ " چاروں جلدوں میں شائع ہوا اور علم حدیث میں آپ نے ” حاشیہ طحاوی شریف " تحریر فرمایا۔ ” التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل ” ۔ ” اتمام حجت تامہ " (گاندھی نواز سیاسی قائدین پر تنقید) " قامع الواہیات من جامع الجزئیات "" اردو کا قاعدہ " (بچوں کے لئے، بے جان اشیاء کی تصویروں والا قاعدہ) " اسلامی اخلاق و آداب " وغیرہ ہے۔

تقوی:- عالم اگر اپنے حاصل کردہ علم پر عامل نہ ہو تو علم بجائے رحمت کے زحمت بن جاتا ہے۔ حضور صدرالشریعہ ایک باعمل عالم تھے۔ آپ کے اخلاق و عادات قرآن و حدیث کی تعلیمات کے عین مطابق تھے آپ شریعت کی مخالفت سے بچنے اور سنت کی پابندی کرنے کی ہمہ وقت کوشش فرماتے۔ علمی مہارت کے ساتھ ساتھ تقوی و پرہیزگاری آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ نماز و روزہ کی پابندی کا حال یہ تھا کہ اگر آپ کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جاتے جب بھی نماز و روزہ قضا نہ فرماتے۔ زکوۃ پوری پابندی کے ساتھ ہر سال ادا فرماتے۔ حقوق اللہ و حقوق العباد کا بھی خاص خیال فرماتے۔

وصال:- حضور صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کا وصال ۲/ ذی قعدہ ۱۳۶۷ ہجری بمطابق ۶/ ستمبر ۱۹۴۸ عیسوی کو ہوا۔ آپ کا مزار شریف قصبہ گھوسی، ضلع مئو (اعظم گڑھ سابقاً) اتر پردیش یوپی انڈیا میں ہے اور آج بھی زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہرباری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ماخذ و مراجع: حیات صدرالشریعہ، سیرت صدرالشریعہ، تذکرۂ صدرالشریعہ، فیضان صدر الشریعہ۔

حضور تاج الشریعہ کا تعلیمی سفر اور ہم

از: حافظ مولانا سید محمد انتخاب عالم ضیائی، دربھنگہ بہار
متعلم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

حامداً و مصلیا و مسلما

ارباب علم و دانش کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نسل انسانی کی سب سے پہلی تربیت گاہ ماں کی آغوش ہے اگر گھر کا ماحول دیندار ہے تو بچہ بھی دیندار ہوگا اور مذہبی سانچہ میں ڈھلا ہوگا اور اگر گھر کا صحن مغربی تہذیب سے آلودہ ہوگا تو بچہ بھی اسی طرح کی تہذیب سے لیس ہوگا اور اگر بچہ کسی مجدد کے گھر میں پیدا ہوگا، حجۃ الاسلام کے خاص نظر کرم اور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ کا تربیت یافتہ ہوگا مفسر اعظم ہند کی آنکھ کا تارا ہوگا تو پھر کیوں نہ وہ مفتی اعظم عالم اسلام ہو قاضی القضاۃ فی الھند ہو اور کیوں نہ دنیا کی ۵۰۰ بااثر شخصیات میں اس کا ۲۲ واں مقام ہو، میں نام لینا چاہتا ہوں

شیخ اکبر، مسیح ملت، امام التقوی، مرجع العلماء والفضلاء، سلطان الفقہاء، جامع العلوم والفنون، شیخ المفسرین سراج المحدثین، سند المفتین، عمدۃ المحققین، جامع شریعت وطریقت، عارف حقیقت و معرفت، جانشین مفتی اعظم، وارث علوم مجدد اعظم، جگر گوشۂ مفسر اعظم حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری از ہری علیہ الرحمۃ والرضوان کا۔

آپ کی ذات مقدسہ مرجع خلائق تھی آپ کی ذات ان خوبصورت صفات کی حامل تھی کہ بیان کرنا نہایت ہی مشکل ہے آپ کی صورت و سیرت کے بارے میں کیا کہنا ایک مشہور مقولہ ہے: ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے آپ کی ذات اس کی منہ بولتی تصویر تھی۔

قبول عام کا یہ عالم کہ چند لمحوں کی صحبت کے لیے افاضل علماء متمنی ہوتے اور عامۃ الناس تو چہرۂ انور کے دیدار کے لیے ہجوم کرتے۔ زہے نصیب کی اگر کسی کو دست بوسی کے لیے حضرت کا ہاتھ مل گیا۔ ان کی بزم میں حاضری کے لئے عوام تو عوام فرزانے بھی دیوانے ہوئے جاتے۔ اور اس دوڑ میں کوئی کسی سے پیچھے نہ رہتا تھا وہ رضوی ہو یا اشرفی، قادری ہو یا چشتی۔ ویڈیو گرافی سے سخت پرہیز کے باوجود پوری دنیا ان سے متعارف تھی۔ جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ویڈیو نہیں بنوائیں گے تو لوگ ہمیں کیسے جانیں گے جبکہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت و مقبولیت سے ہمیں معلوم ہوا کہ بغیر تصویر کے بھی لوگ جانیں گے جبکہ ہم اللہ کے ہو جائیں گے تو اللہ، جن، وانس، شجر و حجر اپنی تمام مخلوقات کے درمیان ہماری پہچان کرا دے گا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی پیدائش بروز منگل ۱۴ ذی القعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی آپ کی پیشانی پر بچپن ہی سے بلندی کے آثار نمایاں تھے گویا کہ آپ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اس شعر کے مظہر اتم تھے:

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارہ بلندی

بسم اللہ خوانی کا روح پرور منظر

چار سال چار ماہ کے ہوئے تو علم و حکمت اور رشد و ہدایت کے بحر ذخار سرکار مفتی اعظم عالم نے بسم اللہ خوانی کرائی؛ اب ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر اس بسم اللہ خوانی کا تصور جمایا جائے؛ ایک طرف والد گرامی مفسر اعظم ہند کی شفقت بھری نگاہیں ہیں؛ دوسری جانب نانا جان سرکار مفتی اعظم ہند کا نور برساتا وجود ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ مجلس دین حق کے عظیم قلعہ مدرسہ منظر اسلام کے طلباء علماء و اساتذہ سے بھری ہوئی ہے؛

اور بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کی جا رہی ہے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اگر طلباء و اساتذہ کو اشارہ کیا جا رہا ہے کہ مستقبل کے عظیم داعی دین کے رسم بسم اللہ خوانی ہے تو دوسری جانب نواسے کو بھی مجمع عام میں بلا خوف و خطر رہنے کی مشق کرا دی

شعور کی منزلوں پر پہونچے تو چاروں جانب علم و عمل؛ تصوف و سلوک فضل و بزرگی؛ اور جذبۂ عشق رسالت کی تپش سے معمور شخصیات نظر آئیں؛ جن کے علمی وقار کا ڈنکا عجم سے لیکر عرب تک بج رہا تھا؛ ابتدائی تعلیم گھر کی چہار دیواری میں مکمل کی۔ مگر جن فتنوں سے اس شہزادے کا مقابلہ ہونا تھا اس کے لیے اردو کے ساتھ ہندی اور انگریزی پر بھی دسترس ضروری تھی

اس لیے ایف آر اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا؛ خداداد ذہنی صلاحیت سے بہت کم وقت میں انگریزی اور ہندی پر مکمل عبور حاصل کر لیا اور منظر اسلام میں درس نظامی کا باقاعدہ اہتمام کر دیا گیا؛ عرب سے تعلق رکھنے والے قابل استاذ حضرت الشیخ مولانا عبد التواب مصری کی بارگاہ میں عربی زبان پر مہارت حاصل کی گئی؛ عربی زبان پر مہارت حاصل کرنے کا طریقہ پروفیسر شاہد اختر کی زبانی سنیے:

٭ عربی زبان پر مہارت کی جو تدبیر نکالی گئی وہ مزے کی تھی آپ عربی اخبارات پڑھ کر استاذ گرامی کو سناتے مشکلات زبان کا حل نکالا جاتا پھر اردو اور ہندی کے اخبارات پڑھ کر ان کا عربی ترجمہ فرماتے کچھ ہی دنوں میں آپ عربی اہل زبان کی طرح بولنے پر قادر ہو گئے۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص ۱۰۵)

محنت و لگن اور ذوق و شوق کے ساتھ مروجہ درس نظامی کی تکمیل کی، آپ کے اندر شروع ہی سے شوق مطالعہ بدرجۂ اتم موجود تھا۔ آپ کا تعلیم سے شغف کا اندازہ آپ کے ممتاز معاصرین کے تاثرات سے لگایا جا سکتا ہے۔ امام علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین پورنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضور ازہری میاں کو میں نے طالب علمی کے زمانے میں دیکھا مطالعہ کے بے حد شوقین تھے حتی کہ کبھی کبھار مسجد میں آتے دیکھتا کہ راستہ چلتے جہاں موقع ملا کتاب کھول کر پڑھنے لگے۔ (مارہرہ سے بریلی تک)

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی غلام مجتبی اشرفی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: حضرت تاج الشریعہ کو زمانہ طالب علمی سے ہی نئی نئی کتابیں دیکھنے پڑھنے کا بہت زیادہ شوق تھا حتی کہ راستہ چلتے بھی کتاب پڑھتے اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ شوق دن دونا رات چوگنا ہے۔

(مارہرہ سے بریلی تک)

شیخ عبدالتواب مصری کی گذارش پر حضور مفسر اعظم نے آپ کو ۱۹۶۳ء میں الجامعۃ الازہر مصر بھیج دیا، آپ نے وہاں کلیۃ اصول الدین میں داخلہ لیا، جامعہ ازہر کے اساتذہ کو ہند سے آنے والا ایسا پہلا شاگرد ملا تھا جو اول روز سے ہی بلا تکلف عربی بول سکتا تھا ظاہر ہے حیرت اپنی انتہا پر ہوگی پہلا سالانہ امتحان ہے اور زبانی سوال و جواب سیشن لگا ہوا ہے آپ سے علم کلام سے متعلق ایک سوال کیا گیا برجستہ اس سوال کا بہترین اور صراحت کے ساتھ جواب دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اساتذہ حیرت واستعجاب کی تصویر بن گئے اور سوال کیا کہ ایسا کیسے ممکن ہے کہ ایک طالب علم جس کے نصاب میں علم کلام داخل بھی نہیں ہے پھر بھی اس فن پر استعداد واستحضار کا یہ عالم،

جواب دیا گیا کہ منظر اسلام میں دوران طالب علمی میں علم کلام کی کتابیں سرسری پڑھی تھی وہ ذہن میں کہیں موجود ہیں استاذ کی حیرت میں مزید اضافہ کرتے ہوئے گویا ہوتے ہیں کہ سوالات بہت آسان تھے مشکل سوال بھی ہوتا تو جواب دیا جاتا۔

اے دامن تاج الشریعہ سے وابستہ مریدو! اپنی قسمت پر ناز کرو تمہیں پیر بھی ایسا ملا ہے جس پر ازہر کے اساتذہ فخر کریں۔ ازہری تو بہت لوگ ہیں لیکن فخر ازہر صرف ہمارا اور آپ کا تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہے۔

۱۹۶۶ء میں کلیۃ اصول الدین، قسم التفسیر والحدیث کی تکمیل فرمائی، اس شعبہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔ رزلٹ کے بعد آپ کو اول نمبر پر آنے کی وجہ سے مصر کے صدر جناب کرنل جمال عبدالناصر صاحب نے بطور تمغہ ایوارڈ دیا اور بی اے کی سند عطا کی۔

۱۹۶۶ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مصر سے واپس بریلی شریف پہنچے، سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ بریلی شریف ریلوے اسٹیشن پر آپ کو لینے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور بڑے ہی بے تابانہ انداز میں انتظار فرمارہے تھے جیسے ہی ٹرین اسٹیشن پہنچی حضور تاج الشریعہ ٹرین سے اترے آپ نے بڑھ کر گلے سے لگا یا پیشانی چومی اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ماشاء اللہ اثر ہوتا بھی کیسے اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اس بات سے بھی محفوظ رکھا کہ کوئی بدمذہب آپ کا استاذ بنے۔ نبیر صدر الشریعہ خلیفہ تاج الشریعہ، وارث علوم محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد فیضان المصطفیٰ قادری دامت برکاتہم العالیہ رقمطراز ہیں کہ مجھ سے ایک مجلس میں حضور تاج الشریعہ نے خود فرمایا کہ ازہر میں میرا کوئی استاذ بدمذہب نہ تھا۔ (ماہنامہ پیغام شریعت ستمبر ۲۰۱۸)

مفتی محمد سلمان ازہری ممبئی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۱۹۶۳ سے ۱۹۶۶ تک تقریباً تین سال مصر میں رہے آپ نے مجھے بتایا کہ اس وقت کھانا بنانا پڑتا تھا بنا کر کے کھاتے تھے فرماتے ہیں کبھی پکی سبزی کھائی نہیں کتاب کھول کر بیٹھتے تھے اور ادھر پکتی رہتی تھی کبھی تو سبزی جل جاتی تھی اور کبھی پہلے ہی اٹھا لیتے تھے تو کچی رہ جاتی تھی، تین سال ایسے ہی نکلے صرف اس بنیاد پر کہ ہم کھانے کے لئے نہیں گئے تھے کتابوں سے اتنی غذا مل جاتی تھی کہ کبھی اس کھانے کی شکایت بھی نہ کی۔ جبکہ آپ امیر گھرانے کے فرزند تھے۔

آج جب کسی خانقاہ سے کوئی پڑھنے جاتا ہے تو اسے اپنی پیری خیال میں رہتی ہے پھر اسے پڑھائی سے کوئی خاص مطلب نہیں۔ بس قسم قسم کے کھانے کھانا اور سونا الا ماشاء اللہ مگر قربان جائے تاج شریعت کی ذات عالی پر۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ گئے کہ آپ کی ذات اقدس میں حضور غوث الثقلین، قطب دارین، نجیب الطرفین سیدنا غوث اعظم جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر کے جلوے نظر آنے لگے۔

حضور غوث پاک رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً یعنی:

میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہوگیا۔

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِ

اور میں نے خدائے تعالیٰ کے فضل سے سعادت کو پالیا۔

بالیقین چشم فلک نے دیکھا حضور تاج الشریعہ علم پڑھتے پڑھتے غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے صدقے میں قطب ہو گئے۔

آپ کی حیات میں ہم طالبان علوم نبویہ کے لیے بہت ہی رہنما اصول پائے جاتے ہیں جیسے آپ پڑھائی انتہائی محنت و جانفشانی سے فرماتے حتیٰ کہ راہ چلتے بھی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ جبکہ ہمارا حال یہ ہو چکا ہے کہ درس کے اوقات میں بھی کتاب نہیں چھوتے۔

آپ امیر کبیر گھرانے کے شہزادہ ہونے کے باوجود قسم قسم کے کھانے نہ کھاتے بلکہ پڑھائی کی طرف پوری توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اور ہمارا اکثر وقت کھانے ہی میں صرف ہو جاتا ہے۔

آپ کے پدر بزرگوار کا انتقال پڑھائی کے درمیان ہی ہو گیا تھا جب آپ مصر میں مصروف تعلیم تھے مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور تعلیم میں لگے رہے ہے۔

ہمارے اوپر چھوٹی سی پریشانی آجائے تو سوچتے ہیں اتنے غم میں کیسے پڑھیں۔

اللہ تعالی حضور تاج الشریعہ کی زندگی اپنانے کی توفیق بخشے۔

قارئین باوقار! برج علم وفضل کا کہاں وہ تابندہ اختر اور کہاں یہ کوتاہ علم، مجھ حقیر کے قلم میں وہ طاقت کہاں کہ اس ذات عالی کی حیات کے کسی گوشے کا احاطہ کر سکے۔

یہ چند سطریں فقیر نے ان کے ذکر خیر سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے لکھ دی ہیں۔

اللہ تعالی تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے صدقہ ہمیں صحیح طریقہ سے علم دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

جمال یار کی رعنائیاں بیاں نہ ہوئیں
ہزار کام لیا میں نے خوش بیانی سے

مرکز جن و بشر ہے تیرا در بابو میاں

از ۔اسلام الدین احمد انجم فیضی یارعلوی

بشارۃ المشائخ ،کنز الکرامت ،شہزادۂ حضور شعیب الاولیاء، برادر حضور مظہر شعیب الاولیاء، مادر زاد ولی ،حضرت محمد احمد رضا عرف بابو میاں علیہ الرحمۃ والرضوان براؤں شریف کی ذات عالی دنیائے سنیت واہل عقیدت میں محتاج تعارف نہیں ۔آپ نسلاً علوی سادات تھے آپ کا سلسلہ نسب انتیسویں پشت پر مولائے کائنات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے آپ کے والد ماجد شیخ المشائخ شعیب الاولیاء صوفی سیدنا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ (لقد رضی المولی عنہ ۱۳۸۷ھ) بانی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر بھارت سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ کے ایک عظیم المرتبت بزرگ تھے تقوی وطہارت زہد وورع کیلئے آپ کی شخصیت ایک قابل تقلید نمونہ تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تقریبا اڑتالیس سال آپ کی نماز با جماعت تکبیر اولی کے ساتھ کبھی ترک نہ ہوئی جبکہ اسی دوران زیارت حرمین شریفین سے شرف اندوز بھی ہوئے اور طویل سفر بھی فرمائے آپ نے غیر منقسم ہندو پاک کے تمام مشائخ کرام سلسلہ قادریہ چشتیہ کے مزارات طیبہ پر حاضری دی اور تین بار حج وزیارت سے مشرف ہوئے غرضیکہ حضرت کی پوری زندگی اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کیلئے وقف تھی ہندوستان کا وہ غیر متمدن مقام جہاں کے اکثر لوگ اسلام وسنیت سے نا آشنا تھے وہاں آپ نے ایک عظیم الشان ادارہ دارالعلوم فیض الرسول کے نام سے قائم فرمایا جو ملک کے گوشے گوشے میں مشہور ہے انھیں کے فرزند ارجمند آپ حضور بابو میاں ہیں ایسی مقتدر شخصیت کی مجھ جیسا حقیر وفقیر کم علم کماحقہ تعریف وتوصیف کرنے سے قاصر ہے آپ کی سوانح حیات کرامات وکمالات وغیرہم کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے راقم الحروف نے جو اپنے آباؤ اجداد کی زبانی سنا اور جو مجھے دور طالب علمی بین الاقوامی شہرت کی حامل مرکزی درسگاہ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف میں آپ کی کرامتوں کو اپنی نگاہوں سے دیکھا اہل عقیدت سے سنا اس میں سے کچھ تحریر کروں اس سے قبل آپ کی ولادت کے قبل کے حیرت انگیز واقعات جو اس دور کے بزگوں نے بیان فرمائے زیر تحریر ہے تاکہ آپ جیسے محبین اولیاء اس مادر زاد ولی کی سیرت کرامت وکمالات عظمت وشان سے محظوظ ہو کر فیضان ولایت سے مالا مال ہو جائیں

تصور سے کسی کے جگمگاتی ہے سحر اپنی
کسی کی یاد سے روشن چراغ شام کرتا ہوں

پیغام اسلام کو خورشید رسالت سیدنا حضور محمد عربی ﷺ اور ان کے صحابہ کرام بعدہ ائمہ اسلام ۔اولیاء عظام ۔علماء ذوی الاحترام علیہم الرحمۃ والرضوان نے یہ فریضہ اپنے اپنے ذمہ لیا اور اسے عام کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی الحمدللہ یہ مقدس سلسلہ آج تک جاری ہے اور صبح قیامت تک یونہی جاری رہے گا اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ اسلام کی نشر واشاعت میں اللہ والوں نے ایک کلیدی رول ادا کیا ہے یہ نفوس قدسیہ عجز وانکساری تواضع وخاکساری کا مرکز ہوتے ہیں اور انسانیت ان پر فخر وناز کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے عقیدت مندوں، چاہنے والوں کا سیلاب امنڈ پڑتا ہے شریعت وطریقت کی پیاس بجھانے والوں کی بھیڑ جمع ہو جاتی ہے

ولایت ایک عطیہ خداوندی ہے جو اللہ تعالی اپنے خاص الخاص بندوں کو عطا فرماتا ہے (راویان صادق الاخبار بیان کرتے ہیں) ایک مرتبہ جمعہ کی شب تھی آپ کی والدہ ماجدہ ۔مخدومہ جگن دادی صاحبہ نماز عشاء پڑھ کر بستر پر آرام کر رہی تھیں کہ خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا تجھے فرزند مبارک ہو یہ بچہ ولی کامل ہوگا اس سے بیشمار مخلوق خدا فیضیاب ہوگی اور کرامتوں کا ظہور ہوگا یہ خواب آپنے اپنے شوہر باوقار شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان بانی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف سے بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ہاں ہمارے مشائخ طریقت پیران عظام بشارت دے رہے ہیں کہ یہ بچہ مادر زاد ولی ہے ابھی آپ والدہ ماجدہ (مخدومہ جگن دادی صاحبہ) کے شکم مبارک میں ہیں عالم وجود میں تشریف نہیں لائے مگر کرامتوں کا ظہور ہونے لگا بایں طور کہ ایک مرتبہ آپ کی والدہ ماجدہ تہجد کے لئے بیدار ہوئیں رات اندھیری تھی ایسی تاریکی کہ کوئی شی دکھائی نہیں دیتی تھی کہ اچانک ایک روشنی دکھائی دی جس

سے سارا گھر روشن ہوگیا آپ نے وضو فرما کر نماز تہجد ادا کی نماز سے فارغ ہوئیں اور وہ روشنی غائب ہوگئی آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نماز تہجد کے وقت گہری نید میں تھی وقت تیزی سے گزر رہا تھا اچانک کسی نے پانی کا چھڑکاؤ کرکے مجھے جگایا میں بیدار ہوگئی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضور شعیب الاولیاء بھی گھر پر موجود نہیں ہیں اندر سے دروازہ بھی بند ہے اور پھر یہ جگانے والا کون ہے؟ میں نے اس کا تذکرہ حضور شعیب الاولیاء سے کیا تو آپ نے فرمایا تمہیں فرزند مبارک ہو تمہارا یہ بچہ مادرزاد ولی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض کی مولا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھے ایسا فرزند عطا فرمایا کہ دنیا میں آنے سے قبل ہی کرامتوں کا ظہور ہونے لگا

کنزالکرامت، بشارۃ المشائخ، دعائے محبوبی حضور بابو میاں کی ولادت کے اس موقع پر موجودہ براؤں شریف کی عورتوں کا متفقہ بیان ہے کہ آپ پیدا ہوتے ہی اللہ ھو، اللہ ھو، اللہ ھو کا ورد فرمانے لگے آپ کی اس ذکر و فکر کو دیکھ کر ان عورتوں نے عجیب طرح سے اپنی حیرت کا اظہار کیا کہ بچہ رونے کے بجائے اللہ ھو، اللہ ھو کی صدائیں بلند کر رہا ہے آپ کے بچپنے کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ روتے تو آپ کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی آپ خاموش ہو کر بغور سماعت فرماتے دور طالب علمی میں ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا علاقہ نیپال کی ایک عورت اپنی ایک سات سالہ اندھی بچی کو لیکر براؤں شریف آئی ہوئی تھی اس کے آنکھوں کی روشنی ختم ہو چکی تھی بہت علاج کروایا کہ آنکھوں میں نور آجائے مگر وہ ٹھیک نہ ہوسکی کنزالکرامت حضور بابو میاں قبلہ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا لعاب مبارک اس کی آنکھوں میں لگایا اللہ کی قدرت آنکھیں روشن ہو اٹھیں

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کنزالکرامت حضور بابو میاں قبلہ علیہ الرحمہ کا دربار ردبلاؤ مصائب اور دفع آسیب وسحر وجنون کے لئے آہنی قلعہ ہے آپ کا نام نامی جنات دفع کرنے کیلئے بہت ہی مؤثر ہے آج بھی آسیب زدہ آپ کے مزار مبارک پہ حاضری دیتے ہیں اور بلاؤں ومصیبتوں سے نجات پا کر مسرور ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں میرے دور طالب علمی میں ایک مرتبہ بڑھیا شریف سدھارتھ نگر سے سند المحققین، بدر الملۃ والدین، استاذ الاساتذہ، صاحب تصانیف کثیرہ، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمۃ سابق صدر المدرسین دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف نے دارالعلوم اہلسنت فیض العلوم بڑھیا شریف سے ایک اپنے شاگرد طالب علم (حضرت اس وقت بڑھیا شریف دارالعلوم فیض العلوم میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے) کو عرس یارعلوی کے موقع پر براؤں شریف بھیجا اس طالب علم پر جنات کا اثر تھا راقم الحروف کی خدمت گذاری کا شرف اس وقت عرس یارعلوی کے موقع پر حضور بابو میاں قبلہ علیہ الرحمہ کے آستانہ مبارکہ کا تھا اس طالب علم پر آپ کے مزار مباک کے قریب پہنچتے ہی جنات حاضر ہوگیا اس جنات نے بتایا کہ یہ طالب علم شام کو کھانا کھانے کے لئے مدرسہ سے کسی کے گھر جا رہا تھا ہم چار بھائی کتے کی صورت میں ادھر سے گذر رہے تھے اس بچے نے مٹی کا ڈھیلا اٹھا کے ہم کو مارا اس لئے ہم چاروں بھائی اس کو اپنی گرفت میں لے لئے مگر اب جا رہے ہیں ہم سبھوں سے بہت بڑی غلطی ہوئی حضور بابو میاں قبلہ کی بارگاہ سے بڑی منت وسماجت کے بعد ہم سبھوں کو

چھٹکارہ ملا ہے آپ کے مزار مبارک سے ہمیں ایک گلاب کا پھول دیدیا جائے خادم نے ایک پھول اٹھا کے اس طالب علم کے ہاتھ پر رکھا پھول رکھتے ہی غائب ہوگیا اور طالب علم ہوش میں آگیا اس جیسے ہزاروں واقعات آپ کے مزار شریف پہ ہوتے رہتے ہیں آپ کا عرس مبارک ہر سال یکم و دو ذی قعدہ کو براؤں شریف میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے جس میں ارباب خانقاہ فیض الرسول وادارہ کے اساتذہ وطلبہ اور اہل عقیدت ومحبت کثیر تعداد میں شرکت فرما کر خراج عقیدت ونذرانۂ محبت بارگاہ حضور بابو میاں علیہ الرحمۃ میں پیش کر کے سعادت سے سرفراز ہوتے ہیں آپ کی کل دنیاوی زندگی چار ماہ چودہ دن تھی۔ مزید یہ سلسلہ جاری رہیگا ان شاء اللہ تعالی

دارالعلوم فیض الرسول زندہ باد، خانقاہ فیض الرسول زندہ باد، خانوادۂ شعیب الاولیا زندہ باد

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

از بندۂ عاصی محمد کوثر رضوی مرکزی فاضل جامعۃ الرضا بریلی شریف یو:پی

حامدا ومصلیا ومسلما

عدل سے مراد مساوات کے طریقہ پر انصاف کرنا، عدل کے معنیٰ انصاف ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اصطلاح میں عدل وہ درمیانی چیز ہے جو افراط وتفریط سے پاک ہو اسلام اور عدل لازم وملزوم،، اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال کی راہ کا تعین کرتا ہے اور انسان کو معتدل راہ اپنانے کا حکم دیتا ہے، ہر قسم کی ناانصافی سے منع کرتا ہے۔

ہر مذہب میں عدل کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں مگر ان کے ماننے والوں اور پیروکاروں نے اس کی تشریح وتوضیح میں بڑا فرق پیدا کر دیا ہے، جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو بعینہ عدل کا مذہب ہے اللہ رب العزت قرآن میں فرماتا ہے ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا٘ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔

اے ایمان والو اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو، وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

آیت مذکورہ اسلام کے قانون عدل کی اہمیت کو واشگاف الفاظ میں بیان کر رہی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام مکلفین کو یہ حکم دیا ہے کہ تم صرف اللہ تعالیٰ کے لئے انصاف پر قائم رہو اور اللہ ہی کیلئے گواہی دو تمہارا ہر عمل اللہ کیلئے ہو حتیٰ کہ ہر حرکت اور ہر سکون، ہر قول اور ہر فعل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ انصاف میں تمہارے اقرباء، احباب، والدین رکاوٹ بنیں، ایسا ہوا تو درحقیقت یہ ان سب پر ظلم ڈھائے جانے کے مترادف ہے۔ راہ عدل میں کبھی مظالم اور اذیتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور کبھی متوقع فوائد کو ہاتھ سے کھو کر نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

نبی آخر الزماں محبوب کبریٰ ﷺ کی بعثت کا سب سے اہم پہلو بنی نوع انسان کو راہ اعتدال دکھانا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے چراغِ عدل کو روشنی بخشی اور عدل کی اہمیت کو معاشرہ میں اجاگر کیا۔ اس کی طرف ترغیب وتحریض دلائی۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگوں تم سے پہلی قومیں اس لئے گمراہ ہوئیں کہ ان میں سے جب اپنے درجہ کے لوگوں چوری کرتے تھے تو انہیں چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی عام آدمی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ آپ کے یہ کلمات قیامت تک کے لئے معرکہ عدل وانصاف کو حمایت فراہم کرتے رہیں گے۔ (مسلم وبخاری متفق علیہ کتاب الحدود)

اسلامی تاریخ میں عدل اور منصف کی حیثیت سے جب امام العادلین غیظ المنافقین والمرتدین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا ہے۔ کہ جب بات عدل وانصاف کی ہو تو عملی کردار کی وجہ سے منفرد وممتاز نظر آتے ہیں۔ اپنے، پرائے، کمزور وطاقتور میں فرق نہیں کرتے یہاں تک کہ اپنے متعین کردہ گورنر اور اپنے بیٹے کے لئے بھی انصاف کا مظاہرہ اسی طرح کرتے ہیں جس طرح کسی عام آدمی پر عدل وانصاف کا اطلاق کرتے، آپ کی عدالت میں مسلم وغیر مسلم دونوں کو یکساں انصاف ملا کرتا تھا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بالخصوص عدل وانصاف اور احتساب کے حوالہ سے بے نظیر وبے مثال اور بڑا معروف ٹھہرا ہے آپ فرماتے تھے کہ اپنا محاسبہ کرو، قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، اپنا کیا ہوا محاسبہ تمہارے حساب وکتاب کو روزِ محشر آسان کر دیگا۔ پھر فرمایا،، اپنے اعمال کا وزن کرتے رہو قبل اس کے کہ تمہارے لئے میزان کھڑی کی جائے، اپنے آپ کو بڑی عدالت کی پیشی کیلئے تیار رکھو جس دن تمہاری کوئی بات بھی چھپی نہ رہے گی، آپ کے دور میں حضرت ابو ہریرہ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا، جب

حضرت ابوہریرہ بحرین جانے لگے تو دس ہزار دینار بھی ساتھ لے لیے، حضرت عمر نے فوراً اس کا مواخذہ کیا اور پوچھا کہ یہ اتنا مال کہاں سے آیا؟ اس کا حساب پیش کیا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا ''میں نے کچھ گھوڑیاں پال رکھی تھی جس سے آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کا عذر معقول تھا اس لئے قبول کیا گیا۔ حضرت عمر نے بحرین جانے کو کہا تو حضرت ابوہریرہ نے معذوری کا اظہار کیا اور عرض کی یہ ذمہ داری بہت سخت ہے اگر اس میں وابستہ بھی کوئی بات خلافِ عدل وقانون ہوگئی تو آپ کے موخذہ سے نہیں بچ سکوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی گورنر یا عمال مقرر کرتے تو اس کے لئے ایک پروانہ لکھ کر دیتے جس پر ہدایات درج ہوتیں کہ ''باریک کپڑا زیب تن نہ کرنا، چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا، اپنے دروازے عوام کیلئے کھلے رکھنا بند نہ کرنا، کوئی دربان نہ رکھنا تاکہ جس وقت بھی کوئی سائل تمہارے پاس آنا چاہے بلا روک ٹوک آجاسکے، بیماروں کی عیادت اور جنازوں میں شرکت کرنا، کبھی کسی بے قصور کو نہ مارنا کہ وہ ذلیل ہوجائے اور نہ کسی کی خوشامد کرنا کہ وہ مچل جائے، ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا کیونکہ اس میں رعونت ونخوت پائی جاتی ہے۔

عیاض بن غنم والئی مصر کے متعلق شکایت آئی کہ وہ باریک کپڑے پہنتا ہے اور دروازے پر دربان رکھتا ہے۔ شکایت ثابت ہوگئی، حضرت رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینے طلب فرمایا اور کمل کا ایک کرتہ پہنا کر بکرویوں کے ایک گلے پر تعینات کردیا کہ جنگل میں چرائے پھریں۔ (یک صد خصوصیات حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینے والے مصطفی ﷺ کی اتباع میں قرآن وسنت کے نظام عدل وانصاف کو پوری سلطنت میں اس طرح رائج فرمایا کہ ہر چھوٹا بڑا، امیر وغریب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جان، مال، آل اولاد سب کا محافظ سمجھنے پر مجبور ہوگیا۔

آپ کے نظام عدل وانصاف کی پختگی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا وہ بھی آپ کے عدل وانصاف کی بھرپور عکاسی کرتا ہے

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

اَنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَنْزِلَةَ ذِیْ حَقٍ اَنْ يُطَاعَ فِی مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ''کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت کر کے حقدار کے حق تک نہیں پہنچ سکتا''

اَلَا وَ اِنِّیْ اَنْزَلْتُ نَفْسِیْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ بِمَنْزِلَةِ وَلِیِّ الْيَتِيْمِ ''غور سے سن لو! اللہ تعالیٰ کے مال میں میری حیثیت یتیم کے سرپرت کی طرح ہے۔

اِنِ اسْتَغْنَيْتُ عَفَفْتُ وَاِنِ افْتَقَرْتُ اَكَلْتُ بِالْمَعْرُوْفِ اگر میں مالدار رہا تو اپنے دامن کو بیت المال سے بچائے رکھوں گا اور مجھے حاجت ہوئی تو جائز طریقے کھاؤں گا''

امیر المؤمنین اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یوں دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ جب دو شخص اپنا جھگڑا لے کر عدل وانصاف کے لئے میرے سامنے حاضر ہوں، اگر میں اس وقت حق سے عدول کرنے والے کی کچھ پرواہ کروں خواہ وہ میرا کوئی اپنا قریبی عزیز رشتہ دار ہو یا کوئی غیر ہو تو پھر مجھے اس دنیا میں اتنی دیر بھی نہ رکھنا جتنی دیر آنکھ جھپکنے میں لگتی ہے۔ (فیضانِ فاروق اعظم)

ابی بن کعب نے زید بن ثابت کی عدالت میں حضرت عمر رضی اللہ ہو تعالیٰ عنہ پر مقدمہ دائر کردیا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ عدالت میں حاضر ہوئے تو زید بن ثابت نے تعظیم کی حضرت عمر رضی اللہ تعالی نے فرمایا یہ تمہارا پہلا ظلم ہے پھر فرمایا کہ جب عمر اور ایک عام آدمی تمہارے لیے برابر نہ ہو، تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھا سکتے۔

ایک سردار کا یہ دستور تھا کہ وہ ہر سال حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں اونٹ کی ایک ران بطور تحفہ اپنے غلام کے ہاتھ بھجوایا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ ران لے کر ضرورت مندوں میں تقسیم کردیتے تھے اور خود ایک لقمہ بھی نہ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں فریق ثانی یہی سردار تھا اس سردار نے بڑے طمطراق سے دربار میں کہا امیر المومنین! ہمارے مقدمہ کا فیصلہ ایسا دوٹوک ہو جیسے اونٹ کی ران کی بوٹیاں ایک دوسرے سے جدا ہوتی ہیں۔ یہ جملہ اس بدبخت نے اس لئے کہا تھا تاکہ امیر المومنین سے ہر سال بھیجی جانے والی ران کا صلہ وصول کرے۔

حضرت امیر المومنین فوراً اس رمز کو جان گئے اور انہوں نے یہ مقدمہ حضرت عمرو بن العاص کے حوالے کردیا۔

سردار نے ان کے اس فیصلہ کے خلاف احتجاج کیا، آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں کے ساتھ انصاف ہو اور تمہیں یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ عمر نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے، اس جیسا استغناء دنیا میں ملنا محال ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ مصر کے باشندوں میں سے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایام حج کے دوران حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ امیر المومنین! مجھے پناہ دیجئے۔ آپ نے اسے امان دی تو اس نے عرض کیا کہ میرا مقابلہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کے صاحبزادے محمد بن عمرو سے دوڑ میں ہوا۔ میں اس دوڑ میں جیت گیا تو اس نے مجھے کوڑے مارنا شروع کر دئے اور کہتا گیا کہ میں بڑے آدمی کا بیٹا ہوں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر حضرت عمرو بن العاص کو طلب فرمایا اور پھر اس مصری کو کوڑا دیتے ہوئے حکم دیا کہ وہ ان کو مارنا شروع کر دے۔ اس مصری نے کوڑا مارنا شروع کئے تو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ فرماتے جاتے: مار ملامت کئے گئے ہوئے کے بیٹے کو۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ اس مصری نے کہا کہ امیر المومنین انہوں نے نہیں ان کے بیٹے نے مجھے مارا ہے۔ حضرت عمر نے حضرت عمرو بن العاص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ امیر المومنین! مجھے اس بات کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ ہی یہ مصری کبھی میرے پاس آیا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بلاشبہ ایک بے مثال دور تھا۔ آپ نے عدل و انصاف کے ہر تقاضے کو پورا کیا اور ہر ایک سے یکساں سلوک روا رکھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ بازار میں جا رہے تھے کہ ایک بوڑھے ذمی شخص کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تم بھیک کیوں مانگ رہے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے جبکہ میں غریب اور تنگدست ہوں آپ نے اسی وقت بیت المال کے ذریعے اس بوڑھے ذمی کا وظیفہ مقرر کرتے ہوئے فرمایا! واللہ! یہ ہر گز انصاف نہیں کہ جب یہ جوان ہوں تو ہم ان سے فائدہ لیں اور جب یہ بوڑھے ہو جائیں تو ہم ان کا خیال نہ کریں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وصال سے قبل بھی عدل و انصاف کا درس ارشاد فرمایا: چنانچہ حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو خود لازم نہ کر لو ہر گز بھلائی نہ پاؤ گے! (1) فیصلہ کرنے میں عدل و انصاف سے کام لینا (2) اور تقسیم کرنے میں عدل و انصاف سے کام لینا اور بے شک میں تمہیں ایک واضح اور سیدھے راستے پر چھوڑ کر جا رہا ہوں، مگر یہ قوم ٹیڑھی ہوئی تو وہ راستہ بھی ان کے سبب سے ٹیڑھا ہو جائے گا۔

یہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل و انصاف کے چند نمونے ہوئے ورنہ آپ کے عدل و انصاف کو کسی کاغذ پہ نقل کر دینا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب قدیر ہمیں اور تمام مؤمنین و مؤمنات کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے خلیفہ دوئم امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر زندگی بسر کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

نعت پاک

نغماتِ ازل بیدار ہوئے پھر بربطِ دل کے تاروں میں
تکبیر کی آوازیں گونجیں یثرب کے حسیں کہساروں میں

اے رشکِ مسیحا فخرِ زماں، تو ہی ہے علاجِ دردِ نہاں
مجھ کو بھی پلا داروئے شفا، میں بھی ہوں ترے بیماروں میں

اُس شانِ کرم کا کیا کہیئے،... دنیا کو مسخر جس نے کیا
یہ وصف کہاں شمشیروں میں، یہ بات کہاں تلواروں میں

مستانہ ہواؤں کے جھونکے، نذرانہ عقیدت کا لائے
شبنم کے گہر تقسیم ہوئے، کچھ پھولوں میں کچھ خاروں میں

پھولوں کی زباں پر ذکر ترا، غنچوں کے لبوں پر مدح تری
اۓ حسنِ ازل کے شیدائی،... چرچا ہے ترا مہ پاروں میں

مومن کی نگاہوں میں فطرتؔ، کہسارِ عرب ہے رشکِ جناں
پھولوں کا تبسم رقصاں ہے،.... فردوس بداماں خاروں میں

خوش رہنے والے بچوں کے سات عادات

از: مولانا محمد قمر انجم قادری فیضی
چیف ایڈیٹر مجلہ جام میر بلگرام شریف

(1) بچوں کا اپنے لئے مصروفیت ڈھونڈنا

اسکرین بند ہوتے ہی اگر بچے "میں بور ہو رہا ہوں" کا راگ الاپتے ہیں تو آپ انہیں مختلف کام کرنے کا آئیڈیا دے سکتے ہیں۔ جیسے پتھر پینٹ کرلیں، شیشے کا گلدان پینٹ کرلیں جسے کچھ دن بعد دھو کر دوبارہ پینٹ کرسکیں، کاغذ کی کشتیاں جہاز بنانا، بلبلے بنانا، کتاب پڑھنا، اچھلنا کودنا، سائکلنگ وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔ والدین کا یہ فرض نہیں کہ چوبیس گھنٹے بچوں کو انٹرٹین کریں اور میں نے باقاعدہ ماؤں کو گلٹی محسوس کرتے اور شرمندہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے کہ بچے بور ہو رہے ہیں تو گویا والدین کا قصور ہے۔ ہرگز نہیں! والدین آئیڈیا دے سکتے ہیں لیکن اپنی مصروفیت ڈھونڈنا اور بوریت کو دور کرنا اسی کا کام ہے جو بور ہو رہا ہے۔ یہ بات بچے کو بتا دیجئے کہ بور وہ ہو رہا ہے تو اس بوریت کو دور کرنا اسکا اپنا کام ہے۔ انہیں ذمہ داری لینا سکھائیے۔ بیزار ہیں تب بھی، خوش ہیں، ناخوش ہیں تب بھی۔ اس سب کی ذمہ داری کہیں نہ کہیں انہی پر آتی ہے۔ ابھی سے بچوں کو پتہ ہو کہ اپنی فیلنگز اور مسائل کے لئے دوسروں کو الزام دینا ٹھیک نہیں کہ بھائی نہیں کھیل رہا، امی کام میں لگی ہوئی ہیں اور میں بیچارہ!

اپنی زندگی کا چارج خود سنبھالیں اور خود کو ستم یعنی مظلوم سمجھنا چھوڑ دیں تو بچے کیا کریں؟

کسی کے لئے کچھ اچھا کریں۔ جیسے ڈاکیے کے لئے شکریہ کا خط، خالہ کے لئے کارڈ، پودوں کی دیکھ بھال، پرندوں کو کھانا دینا* کچھ ایسا کریں جو پسند نہ ہو یا جسکا خوف سا دل میں ہو۔ جیسے کوئی نیا دوست بنانا، کلاس میں ہاتھ کھڑا کرنا، باتھ روم صاف کرنے میں امی کی مدد کرنا* موڈ خراب ہو تو بالکل خاموش رہنے کی عادت ڈالیں۔ جب بہتر محسوس کریں تب اپنی بات اچھے طریقے سے کریں۔ یہ مینرز سوشل میڈیا کے لئے بھی بچوں کو سکھائیں۔ غصے میں کامنٹ یا پوسٹ بالکل نہ کریں۔ وہی بات بعد میں اچھے طریقے سے کہہ جاسکتی ہے۔

جب غلطی کریں، کہے بغیر سوری بولیں۔ اس انتظار میں نہ رہیں کہ جب کہا جائے گا تبھی کہیں گے۔

(2) پہلے سے منصوبہ بندی کر کے رکھنا؟

بچوں کو شروع سے ہی اختتام کو مدنظر رکھ کر کام کرنا سکھانا ہوگا۔ عیدی ملی، پاس ہونے پر پیسے ملے۔ اب کیا کرنا ہے؟ کیا سارے خرچ کردینے ہیں؟ کیا سبھی جمع کرلینے ہیں؟ سب خرچ کردیئے تو کیا ہوگا؟ جمع کرتے رہے اور خرچ نہ کیے تو کیا فائدہ اور کیا نقصان ہے؟ تین خط کے لفافوں پر اخراجات، سیونگ، صدقات لکھ لیجیے اور انجام کو سامنے رکھ کر بچوں کو فیصلہ کرنے میں مدد کریں۔

پیسوں کی طرح وقت کو ضائع کرنے کے نقصانات پر بھی بات کی جائے۔ اگر ہر وقت پڑھتے رہیں تو کیا فائدہ کیا نقصان؟ اگر کھیل تماشے میں لگے رہیں اور پڑھائی اور ٹیسٹ کی تیاری نہ کریں تو کیا ہوگا؟ انجام پر نظر ہونا کیوں ضروری ہے، یہ بتائیے۔

مسلمانوں کے لئے تو خاتمہ بالخیر اور روز قیامت نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے اس لئے بھی اختتام کو نظر میں رکھنا سکھانا ہے۔

تو بچے کیا کریں؟

رات کو ہی صبح کے کپڑے، کتابیں، پانی کی بوتل، بیگ وغیرہ سیٹ کر کے رکھیں۔

تین گولز لکھیں اور لکھ کر سامنے ہی لٹکائیں۔

سوچیں کہ بڑا ہو کے کیا بننا ہے؟ اس کے مطابق پلین کریں، کوئی ایک چیز ایسی سوچیں جس میں اچھے نہیں اور بہتری کی گنجائش ہے۔ اس پر کام کرنا شروع کریں۔ یہ کچھ بھی ہوسکتا ہے جیسے روز کا ہوم ورک روز کرنا، دانتوں کی صفائی ٹھیک سے کرنا، امی ابو کی بات پہلی بار سننا۔

(3) اہم کام پہلے کئے جائیں؟

اکثر کھیل میں لگ کر بچے کرنے کے کام پس پشت ڈال دیتے ہیں جس سے بعد میں انہیں مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عموما اپنی پسند کی چیز پہلے کی جاتی ہے چاہے کھیل ہو یا پڑھائی میں اپنی پسند کے سبجیکٹ کا انتخاب۔ بچوں کے اندر شروع سے ہی یہ چیز ڈالنی ہوگی کہ اہم کام پہلے کرلئے جائیں چاہے مشکل ہی کیوں نہ لگیں۔ بعد کی مشکل سے تو بچا ہی جاسکتا ہے، فوری طور پر بھی ذہن پر سے بوجھ کم ہو جاتا ہے۔

تو بچے کیا کریں؟ اپنی پہلی ذمہ داری اور اہم کام پہلے نمٹا لیں۔ جیسے پانی کی بوتل بھر کر فریج میں رکھنا، جاگنے کے بعد بستر ٹھیک کرنا، میتھ یا جو بھی مضمون مشکل لگتا ہے اسکا کام پہلے کر لینا۔ جو کام ذمہ داری ہیں انکو بغیر بحث کے کرنے کی عادت ڈالنا کل کے اپنے کام کسی کے کہے بغیر خود ذمہ داری سمجھ کر کرنا۔ اسلئے ٹالتے نہ رہنا کہ جب ماما کہیں گی تب کرلیں گے۔ اب کی بار ہوم ورک میں جو سب سے مشکل کام لگے، اسے سب سے پہلے ختم کرنا۔ کوئی ایسا کام جو بہت عرصے سے ٹال رہے ہوں، اسکو ابھی کرنا۔ جیسے دراز کی صفائی، جیسے دادی نانی کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنا۔ جیسے کوئی کتاب پڑھنا جو کافی عرصے سے لی رکھی ہے۔

(4) سب کا بھلا، سب کی خیر؟

بچوں کو بتائیے کہ زندگی ہمیشہ "میں" کے گرد نہیں گھومنی چاہیے، نہ ہی ہر وقت دوسروں کی خوشی کی خاطر اپنا من مارنا چاہیے۔ زندگی "میں" اور "تم" کے بجائے "ہم" کے اصول پر ہو۔ کوئی ایسا درمیانہ راستہ ہو جس سے سب کا بھلا ہو جائے یعنی win-win condition.

یہاں مجھے حجر اسود کا واقعہ یاد آرہا ہے۔ سبھی سردار چاہتے ہیں کہ انکے ہاتھوں سے پتھر لگایا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر میں حجر اسود رکھتے ہیں۔ تمام سرداران اس چادر کو پکڑ لیتے ہیں اور نبیؐ پتھر کو دیوار کعبہ میں نصب فرما دیتے ہیں۔ یہ ہے وِن وِن کنڈیشن! کوئی ایسا حل نکالا جائے جس سے سبھی کا فائدہ ہو جائے۔

تو بچے کیا کریں؟ ایک پورا دن کسی قسم کی شکایت اور رونی شکل سے پرہیز کریں۔ ایک گھنٹے کا ٹارگٹ بنائیں۔ اسے مکمل کرنے کے بعد اگلا گھنٹہ۔ پھر اگلا گھنٹہ۔ پھر ایک گھنٹہ اور! یوں ایک پورا دن۔

اگلی بار جب کسی سے بحث یا جھگڑا ہو جائے تو کوئی درمیانہ حل ڈھونڈنے کی کوشش کریں۔

بھائی کرکٹ کھیلنا چاہتا ہے۔خود گیم کھیلنا چاہتے ہیں۔پہلے ایک کام دونوں مل کر کرلیں،پھر دوسرا دونوں مل کے کرلیں۔یا پہلے کرکٹ کھیل لی جائے کہ بعد میں اندھیرا ہو جائے گا،بعد میں گیم جس وقت گھر رہنے کا وقت ہو۔ایک پوسٹر بنایا جائے جس کے تین کالم ہوں۔ایک کے اوپر "میں چاہتا ہوں" اور دوسرے پر "امی ابو چاہتے ہیں" لکھ لیا جائے۔تیسرے کالم پر وِن وِن کنڈیشن لکھ لیں۔جیسے: میں چاہتا ہوں کہ گیم کھیلوں۔امی کہتی ہیں پڑھائی کرو۔تیسرا کالم: پہلے کام ختم کر کے پھر گیم کھیل لی جائے۔میں چاہتا ہوں بال ڈائے کرواؤں۔امی کہتی ہیں نہیں کروانے۔تو کوئی ایسا رنگ کروا لیا جائے جو بالوں کے رنگ سے بہت زیادہ مختلف بھی نہ ہو لیکن شوق بھی پورا ہو جائے

(5)سنیں! بولنے سے زیادہ سننے کی عادت ڈالی جائے؟

۔بہت کم لوگ ہیں جو گفتگو کے آداب جانتے ہیں۔کسی نے کہا میرے چچا بیمار ہیں،انہیں کینسر ہو گیا۔سننے والا سرسری بات سن کر اپنی کہانی شروع کر دیتا کہ اف، مجھے پتہ ہے یار تم لوگ کتنی تکلیف میں ہو۔پچھلے سال میرے ماموں کو بھی کینسر ڈائگنوز ہوا تھا۔۔۔۔۔اور پھر ڈیتھ،اور بعد کے مسائل تک کی کہانی سنائی جاتی ہے۔ہر بات میں ایسا ہی ہے،کبھی نوٹ کیجیے گا۔ہم لوگوں کو بس بات کہنا آتی ہے گفتگو نہیں کرنا آتی جس میں لسننگ یعنی سننا،ایکنالج کرنا بہت اہم ہے۔بچوں کو شروع سے ہی بتائیے کہ بیچ میں بات نہ کاٹیں،اور بولنے سے زیادہ سننے کی کوشش کریں۔"میں بھی،میرے پاس بھی،میرا بھی۔۔۔" کوشش کریں کم سے کم ہو۔تو بچے کیا کریں؟

ایک گھنٹہ بالکل بات کئے بغیر گزاریں۔پڑھیں،کرافٹس بنائیں لیکن خاموشی سے۔

سوچیں کہ کس بندے سے بات کر کے اچھا لگتا ہے۔وہ جو آپکی بات توجہ سے سنتا اور اسکو اہمیت دیتا ہے۔سوچیں کہ کیا خصوصیات اس بندے کو اچھا لسنر بناتی ہیں۔اگلی بار کوئی اداس محسوس ہو تو پرخلوص طریقے سے اسکو کہیں کہ مجھے احساس ہے آپ فلاں بات کی وجہ سے اداس،پریشان ہیں۔آپ چاہیں تو مجھ سے بات شیئر کر سکتے ہیں۔یا پھر اپنی مدد کی پیشکش کیجیے۔

(6)اتفاق میں برکت ہے

بچوں کو ٹیم ورک کی عادت ڈالی جائے۔شروع سے ہی والدہ کیساتھ صفائی کروائیں،والد کیساتھ باہر لان میں گھاس کاٹیں۔انہیں بتایا جائے کہ مل کر کام کرنے سے مزہ بھی آتا ہے،کام جلدی بھی ہو جاتا ہے،اور کام میں برکت بھی ہوتی ہے۔مل کر کام کرنا اللہ کو بھی پسند ہے،اسی لئے تو مسجد کی باجماعت نماز کو اکیلے نماز پڑھنے پر اتنی فوقیت ہے۔

تو بچے کیا کریں؟ دوسروں کی خامیاں نکالنے کے بجائے انکی خوبیاں نوٹ کریں۔

اپنے آپ کو ہر فن مولا بھی نہ سمجھیں،نہ بالکل ہی لُوزر سمجھیں کہ مجھے تو کچھ آتا ہی نہیں۔اپنی خوبیوں اور strenghts پر نظر رکھیں۔

اچھی ٹیم کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں،یہ سوچا جائے۔اور جب بھی ٹیم ورک ہو،ان خصوصیات کو مد نظر رکھیں اور پریکٹس کریں۔بری ٹیم کس وجہ سے بری ٹیم کہلاتی ہے؟ ان وجوہات کو مدنظر بھی رکھا جائے اور ان سے پرہیز بھی کیا جائے۔

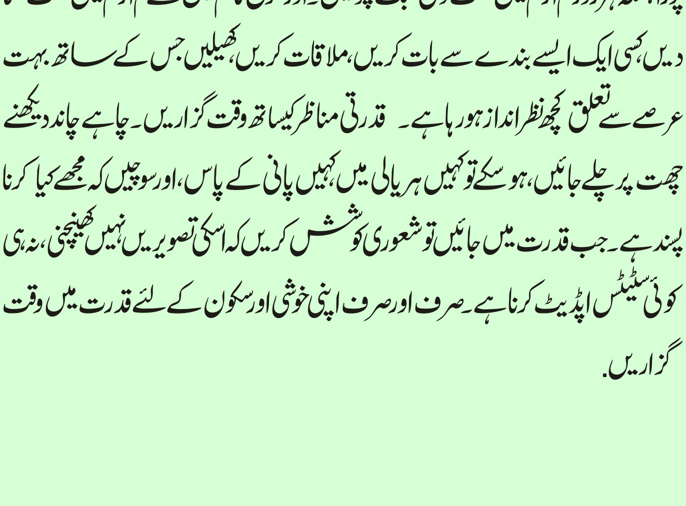
دوستوں کیساتھ مل کر کسی پراجیکٹ پر کام کریں۔بالفرض محلے کی صفائی کا کام۔اب کام بانٹیں۔جس کے سوشل سکلز اچھے ہیں وہ محلے والوں سے بات کرے۔جو کمپیوٹر میں تیز ہے وہ فلائر ڈیزائن کرے۔تخلیقی ذہن والا یہ سوچے کہ فلائر میں لکھنا کیا ہے۔یوں پراجیکٹ پر ٹیم ورک کیا جائے۔

(7)اعتدال،اسلام میں میانہ روی کو بڑی اہمیت حاصل ہے؟

عبادات تک بھی اعتدال سے تجاوز نہ کریں۔انبیا سے محبت اور عقیدت بھی یہود و نصاری کی طرح نہ ہو جو حدود سے بڑھ جائے۔زندگی کا ہر معاملہ ہی اعتدال کا متقاضی ہے۔بچے کھیل میں ایسے مگن ہوں کہ نیند ہی نہیں پوری ہو رہی،کمپیوٹر لگا لیا تو بھوک پیاس کا ہوش ہی نہیں،یہ غلط ہے۔یاد رہے کہ جسم،دل،دماغ،اور روح گاڑی کے چار پہیوں کی مانند ہیں۔جو ایک پہیہ توازن سے ہٹا،زندگی کی گاڑی ڈگمگانے لگے گی۔جس بھی چیز میں حد سے تجاوز کریں گے،اسکا اثر جسم،دل،دماغ،یا روح پر کس طرح پڑے گا۔چاہے وہ رات کو دیر تک جاگنا ہے،یا سکرین کا بے جا استعمال،یا اسراف،یا کنجوسی،بہت زیادہ وقت دوستوں کو دینا،یا پھر گھر میں ہی مقید ہو رہنا اور لوگوں سے ملنا جلنا پسند ہی نہ کرنا۔۔ہر دو ایکسٹریمز کے درمیاں کا راستہ چننا ہے۔

تو بچے کیا کریں؟ مسلسل دو راتیں وقت پر سونے کی کوشش کریں۔اور پھر دیکھیں کہ موڈ پر،نمازوں پر،تعلقات پر،کام پر اسکا کیا اثر پڑتا ہے۔

پورا ہفتہ ہر روز کم از کم بیس منٹ کوئی بک پڑھیں۔اور سکرین ٹائم میں سے کم از کم بیس منٹ گھٹا دیں،کسی ایک ایسے بندے سے بات کریں،ملاقات کریں،کھیلیں جس کے ساتھ بہت عرصے سے تعلق کچھ نظرانداز ہو رہا ہے۔ قدرتی مناظر کیساتھ وقت گزاریں۔چاہے چاند دیکھنے چھت پر چلے جائیں،ہو سکے تو کہیں ہریالی میں کہیں پانی کے پاس،اور سوچیں کہ مجھے کیا کرنا پسند ہے۔جب قدرت میں جائیں تو شعوری کوشش کریں کہ اسکی تصویریں نہیں کھینچنی،نہ ہی کوئی سٹیٹس اپڈیٹ کرنا ہے۔صرف اور صرف اپنی خوشی اور سکون کے لئے قدرت میں وقت گزاریں۔



قوم و ملت کے نام درد بھرا پیغام

مولانا محمد تحسین رضا قادری
مرکز روحانیت خانقاہ قادریہ محمد نگر قادری منزل وارڈ نمبر ۱۹ گنگا گھاٹ اناؤ

آج ہمارا مسلم معاشرہ اپنے دین و مذہب اور شرعی احکام و ضوابط سے اتنا دور ہو چکا ہے اور بے حس و بے لگام ہو گیا ہے کہ اسے حلت و حرمت، کفر و ایمان اور جائز و ناجائز کی نہ تو کوئی تمیز رہی اور نہ کوئی پاس و لحاظ رہا، نہ خوف خدا اور نہ شرم نبی، آج آپ کو گاؤں گاؤں قریہ قریہ بستی بستی، علاقہ علاقہ اور ہر گلی کوچے میں مسلمانوں کے نام سے لگائے گئے ایسے بینر و پوسٹر اور ہورڈنگ بھر پور انداز میں دیواروں پر چسپا ملیں گے کہ جس میں ہر صغیر و کبیر مسلم نیتا ان بینروں اور پوسٹروں کے ذریعہ کفار و مشرکین کو ان کے خالص مذہبی تیوہاروں خاصکر دیوالی، ہولی، رکشا بندھن وغیرہ کی مبارک بادیاں دیتا ہوا نظر آرہا ہے اور اس کے پیچھے اس کا فاسد خیال یہ ہے کہ ان مبارکبادیوں کی وجہ سے اسے الیکشن میں کفار و مشرکین کے ووٹ مل جائیں گے، یہ لوگ اس سے راضی اور خوش ہو جائیں گے اور اسے اپنا سمجھنے لگیں گے حالانکہ یہ اس کی خام خیالی سوچ ہے ملک میں دن بہ دن پھیلتی جارہی قوم مسلم کے خلاف نفرت اور شر انگیز بیان بازیوں سے بھی اسے درس عبرت حاصل نہیں ہو رہا ہے جبکہ شریعت اسلامی نے ایسی مبارکبادیوں کو کفر و شرک تک قرار دیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ ہمارے حال پر رحم فرمائے آج سیاسی عہدے حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے دین و مذہب تک کو سیاست کی دہلیز پر قربان کرنے پر تلے ہوئے ہیں اس وقت ضرورت ہے اس بات کی کہ اس عام وبا سے اپنے مسلم معاشرے کو محفوظ کرنے کی بیداری مہم چلائی جائے، ہمارے قلم کار، مضمون نگار اسکالرس حضرات اردو، ہندی، عربی اور انگریزی وغیرہ میں مضمون لکھیں، خطیب حضرات اپنی ہر تقریر کا اسے جز بنالیں، ائمہ کرام اپنی اپنی مساجدوں میں مصلیوں کو ان سیاسی مبارکبادیوں کا حکم شرعی بتائیں، علمائے کرام اور مسائخ عظام اپنے اپنے حلقوں میں لوگوں کو سختی کیساتھ اس مذموم حرکت سے باز رہنے کی تاکید و تلقین کریں دورے حاضر کی دیگر برائیوں میں سے اس وقت یہ سب سے بڑی برائی ہے جو روز بروز ایک نیا فیشن کا روپ اختیار کرتا ہوا نظر آرہا ہے کفر و حرام سمجھنا تو دور کی بات ہے اب تو لوگ اسے برا تک نہیں سمجھ رہے ہیں حالانکہ اس کی وجہ سے ہزاروں اور لاکھوں کا ایمان اس وقت خطرے میں پڑ چکا ہے اور افسوس اس بات کا ہے کہ کوئی اس طرف نہ تو توجہ دے رہا ہے نہ ہی کوئی اس کا حکم شرعی خود معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور نہ دوسروں کو بتا رہا ہے

اللہ کریم و کارساز ہم سب کو ان غیر شرعی اور حرام و ناجائز کاموں سے محفوظ و مامون فرمائے

آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم۔

ائمہ حضرات اور معاشی بحران سے نجات کی تدابیر!

از: نازش مدنی مرادآبادی
خادم التدریس: جامعۃ المدینہ، ہبلی کرناٹک

امامِ مسجد علاقہ کا قائد و رہنما ہوتا ہے۔ محلہ میں تمام دینی امور کو سر انجام دینے کی مکمل ذمہ داری اسی کے کندھوں پر ہوتی ہے۔ کسی کی فوتگی پر تجہیز و تکفین سے لے کر چہلم اور برسی تک ایصالِ ثواب کی تمام محافل اور گھر گھر جا کر جمعرات، جمعہ، شب برات، محرم شریف، گیارہویں، بارہویں وغیرہ فاتحہ پڑھنے کی ذمہ داری اسی کے سر ہوتی ہیں۔ مگر افسوس آج ائمہ مساجد کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا جا رہا ہے وہ کسی سے مخفی و پوشیدہ نہیں ہے۔ معاشی لحاظ سے ان پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں وہ کون نہیں جانتا۔

آج معاشرہ میں رہنے والا ایک مزدور اماموں سے زیادہ کما لیتا ہے۔ مگر افسوس ہم اتنے گیے گزرے کہ ہمارا امام جو کہ قوم کا لیڈر و پیشوا ہے اس کی تنخواہ مزدوروں سے بھی کم ہے اور ہم اس کی تنخواہ میں کوئی اضافہ نہیں کر پا رہے۔ سوچنے والی بات تو یہ ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں ہر چیز کی قیمت بڑھ رہی ہے مگر اماموں کی تنخواہ وہی چھ، سات ہزار سے کچھ بھی زیادہ نہیں۔

قوم سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان دینی پیشواؤں نے تمہارے ساتھ کیا برا کیا ہے کہ ان کے ساتھ تم نے یہ ناروا سلوک کیا؟ کیا ان کے بال بچے، فیملی نہیں؟ کیا ان کو دوا پانی کی ضرورت پیش نہیں آتی؟ کیا شادی بیاہ اور تہوار کے مواقع پر وہ نئے کپڑے پہننے کے حق دار نہیں؟ کیا دین کے رہبروں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔؟

افسوس تو اس بات پر ہے کہ اگر کوئی امام صاحب اپنی تنخواہ بڑھانے کی بات کریں تو ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو اتنی ہی تنخواہ پر رہنا ہے تو رہیے ورنہ دوسرے اور بہت ہیں آخر کار وہ بیچارہ مجبوراً اسی قلیل تنخواہ پر راضی ہو جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں فقیر ایک شادی کی تقریب میں گیا جیسے ہی شادی ہال سے باہر نکلا تو ایک مولانا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ خیریت معلوم کرنے کے بعد مصروفیات کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے حضرت میں کئی سال امامت و خطابت کر چکا ہوں۔ متولیوں اور ٹرسٹیوں کی بدسلوکی اور بدکرداری نے مجھے مجبور کر دیا، اور معاشی لحاظ سے بھی کوئی خاص مضبوطی نہ حاصل ہو سکی۔ بالآخر اب میں گھر ہی ایک چھوٹی سے کرانے دکان کھول لیا ہوں اور الحمد للہ اب امامت سے زیادہ میں گھر بیٹھے ہی کما لیتا ہوں، اور سکھی ہوں نہ کسی کا دباو؟ ہے نہ کسی کا جبر۔

قارئین کرام! یہ ایک واقعہ نہیں اس قسم کی سینکڑوں سرگزشت اور آپ بیتی ہیں جن سب کا ماحصل یہی ہے کہ قوم نے ائمہ مساجد کو فراموش کر دیا نتیجتاً ائمہ حضرات نے اس میدان ہی کو خیر آباد کہہ دیا اور دیگر جائز کاروبار میں لگ گیے۔ ضرورت اس بات کی کہ معاشرے میں بڑھتے ہوئے اس سیلاب کا بند باندھا جائے۔ اور ائمہ کرام کو معاشی بحران سے نجات دلائی جائے اور کوئی لائحہ عمل طے کیا جائے تا کہ یہ طبقہ کشادہ قلبی اور اطمنان کے ساتھ اپنی معاشی زندگی کو بہتر بنا سکیں۔ ورنہ رسوائی کے دن دور نہیں ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ قوم جلد ہی ہلاکت کے دہانے پر پہنچ گئی ہے۔ جس نے اپنے

مقتدیٰ و پیشوا کی قدر نہیں کی۔اس سلسلہ میں چند تدابیر و تجاویز پیش کی جاتی ہیں امید ہیں ان پر اگر عمل درآمد ہوگیا تو کافی حد تک ائمہ حضرات کو معاشی بحران سے نجات مل سکتی ہے۔

• مسجد کے لئے چندہ فنڈنگ کی جائے:

اس کا بہترین طریقہ یہ ہے مسجد کی متولی اور ٹرسٹی حضرات ایک کمیٹی تشکیل دیں۔اور اس کے کچھ ممبر بنائے جائیں جو اس کام کے لیے خاص کر لیے جائیں اور وہ حضرات ہر مہینے یا اس سے کم یا زیادہ دنوں میں چندہ کرنے کے لیے نکلیں، اور گھروں میں جا جا کر دستک دیں اور مسجد و مدرسہ کے لئے چندہ جمع کریں۔ امید قوی ہے اس طرح ایک خطیر رقم جمع ہو جائے گی۔پھر مہینہ کے آخر میں اس موصولہ رقم سے امام صاحب کے لیے ایک حصہ نکالا جائے اور ہر ماہ کمیٹی والے اس رقم کو امام صاحب کی خدمت بطورِ تحفہ پیش کریں۔

• جمعہ کے دن جمع شدہ پونجی ائمہ کرام کو پیش کی جائے:

جمعہ کے دن مساجد میں جھولی کے ذریعہ جو رقم جمع کی جاتی ہے۔عموماً مسجد کی مرمت میں اس کی کم ہی ضرورت پیش آتی ہے۔مسجد کے متولی اور ٹرسٹی اگر عادل اور خوف خدا رکھنے والے ہوئے تو جمع ہوگئی ورنہ وہ بھی ہضم۔لہٰذا اس تمام رقم کو ادھر ادھر نہ کرکے امام صاحب کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ ان کا بھلا ہو۔

• اہل خیر حضرات امام صاحب کو نذرانہ پیش کریں:

وہ لوگ جو مالی لحاظ سے مضبوط ہے وہ امام صاحب کو ہدیے اور تحفے میں مصلّٰی، تسبیح، چادر، شال اور مٹھائی پیش کرنے کی بجائے پیسوں کا نذرانہ پیش کریں۔

• خوشی کے مواقع پر ائمہ کرام کو یاد رکھا جائے:

مقتدی حضرات منگنی، شادی بیاہ، ولیمہ، ختنہ اور دیگر خوشی کے موقعوں پر اپنے محلہ کے امام صاحب کو ہرگز فراموش نہ کریں اور ان حسین موقعوں پر تحفۃً کچھ نہ کچھ رقم پیش کریں۔

• رسمی جلسوں جلوسوں کو کم کر کے ائمہ کرام کی خدمت کی جائے:

دورِ حاضر کا ایک بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ اولاً تو لوگ دین کے کاموں کی طرف آتے نہیں۔اگر آبھی گیے تو بس جلسے جلوس کرنے کو اپنی کامیابی سمجھ لیتے ہیں۔جلسے اور کانفرس بھی دیر رات تک کرتے ہیں اور بلائے ہوئے پیشہ ور مقرروں خطیبوں اور رنگیلے نعت خوانوں کو بیس بیس، چالیس چالیس ہزار کی بھاری اور خطیر رقم پیش کرتے ہیں۔افسوس قوم کا کتنا بڑا ظلم ہے کہ وہ امام جو ہمہ وقت مسجد میں حاضر رہتا ہے، آپ کے بچوں کو صبح و شام مکتب میں تعلیم دیتا ہے وہ ان تمام نذرانوں سے محروم اور وہ پیسہ ور خطیب و نعت خواں جس نے بس ایک ڈیڑھ گھنٹے تقریر کی یا نعت پڑھی وہ کچھ ہی گھنٹوں میں جیبوں کی جیب بھر کرلے جاتا ہیا فسوس صد افسوس۔

ع۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ رقم جو آپ نے ان نوٹ خور مقرروں نعت خوانوں کو دی ہے ان ائمہ کرام کی خدمت میں پیش کی ہوتی۔

• ائمہ کرام کسب حلال کے دیگر ذرائع بھی اختیار کریں:

ائمہ حضرات امامت کے ساتھ ساتھ کسب حلال کے دیگر ذرائع اور وسائل بھی اختیار کریں صرف امامت پر تکیہ کرکے نہ بیٹھیں۔

دعا ہے مولیٰ کریم قوم مسلم کو ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

نماز

کلامِ متینی

ہم سب کے واسطے ہے بڑی عبقری نماز
یعنی عظیم تر ہے بہت بندگی نماز

محشر میں بخشوائے گی رب سے یہی نماز
اے مومنو ادا کرو ہر وقت کی نماز

معراج اس کی ہوتی ہے ہر ہر نماز میں
رب کے حضور جس نے ادب سے پڑھی نماز

اس کے لئے وعید ہے رب قدیر کی
پڑھتا ہے جو نمازی بہت سرسری نماز

جس نے پڑھی رضائے الٰہی کے واسطے
فردوس کی طرف اسے لے کر چلی نماز

بن کر رہے گی سر پہ قیامت میں سائبان
پھر کیوں نہ ہم یہ سمجھیں کہ ہے قیمتی نماز

اصحاب نے نکالا تھا ان کے بدن سے تیر
پڑھتے تھے اس خشوع سے مولیٰ علی نماز

عشقِ نبی میں ڈوب کے پڑھتا ہے جو کوئی
چہرے پہ اس کے لاتی ہے اک روشنی نماز

صدقے میں مصطفیٰ کے یہ مقبول ہو دعا
یارب قضا نہ مجھ سے ہو کوئی کبھی نماز

ایسا بھی دن دکھا دے خدایا حیات میں
جا کر پڑھوں رسول کی مسجد میں بھی نماز

سجدے میں سر ہو گنبدِ خضریٰ ہو سامنے
اس طرح آخری ہو متینی مری نماز

ازقلم: شاداب متینی علیمی
سدھارتھ نگری (مقیم حال واپی گجرات)

اولاد کے لئے دعا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا
قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

اے ہمارے پروردگار: ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک
عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنادے! آمین

نعتِ پاکِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حشر میں ایسے وہ آئے ہم اسیروں کی طرف
جیسے ماں آتی ہے اپنے بچھڑے بچوں کی طرف

بارشِ لطف و کرم کرتے ہیں وہ ورنہ یہاں
دیکھتا پھر کون ہم جیسے نکموں کی طرف

ہوتی ہے چشمِ عنایت جب شہِ کونین کی
پھول اگنے لگتے ہیں پھر ریگزاروں کی طرف

بوجھ ہے سر پر گناہوں کا مگر کچھ غم نہیں
آپ جو ہوں گے وہاں عصیاں شعاروں کی طرف

وادیِ کشمیر کی جانب نہ جائے گا خیال
دیکھ لی ہے جس نے طیبہ کی بہاروں کی طرف

روز محشر جب کوئی مونس نہ ہوگا ؛ مصطفیٰ
آئیں گے بن کر سہارا بے سہاروں کی طرف

دشتِ طیبہ سے جو بلبل ہو کے آئے ایک بار
پھر نہ جائے گی کبھی عالم کے باغوں کی طرف

جب سنا لے کر سپاہی جا رہے ہیں نار کو
آپ دوڑے آگئے اپنے غلاموں کی طرف

ایسا لگتا ہے کہ میں ہوں وادیِ فردوس میں
دھیان جاتا ہے مرا جب تیری گلیوں کی طرف

دیکھو دیکھو عاصیو! اب کام سمجھو بن گیا
"لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف"

مل گیا ہے ہم کو قرآں آپ کے صدقے حضور!
دیکھنے کی اب نہیں حاجت صحیفوں کی طرف

دیکھ کر ترسیں گے جو بھی شاہ کے گستاخ ہیں
جامِ کوثر جب بڑھائیں گے غلاموں کی طرف

اپنا دامن تنگ ہم کو آنے لگتا ہے نظر
دیکھتے ہیں جب کبھی انکی عطاؤں کی طرف

جو فضیلت ہے ربیع النور کو حاصل؛ تمہیں
مل نہیں سکتی ہے وہ باقی مہینوں کی طرف

ہم مریضِ عشق ہیں رہنے دو اپنے حال پر
کیوں طبیبو! لے کے جاتے ہو دواؤں کی طرف

کیوں تکیں ہم صاحبِ ثروت کی جانب جب سدا
ہوتی ہے ان کی عنایت ہم فقیروں کی طرف

ان کے تلووں کی چمک تم کو دکھائی دے گی؛ گر
دیکھ لو تم آسماں کے ان ستاروں کی طرف

سب سے اچھے سب سے پیارے آئیں گے آقا نظر
دیکھ لیجے سارے جگ میں سارے اچھوں کی طرف

دید کر لوں گا میں پہلے چہرۂ سرکار کی
بعدہ دیکھوں گا مرقد میں نکیروں کی طرف

انگلیاں کیا سر کٹا دیتے ہیں اے ماہِ تمام
دفعتاً جو دیکھ لیں تیری اداؤں کی طرف

شہروں سے بھی خوب تر پاؤ گے طیبہ کے دیہات
نہ یقیں ہو؛ دیکھ لو تم سارے شہروں کی طرف

یہ عظیم الشان نعمت ہے خدائے پاک کی
مصطفیٰ آئے ہیں جو ہم بد شعاروں کی طرف

کرتے ہیں گستاخیاں جو بھی مرے سرکار کی
لپکے گی نارِ جہنم اُن بے چاروں کی طرف

قوم کے دل پر اثر ہو وعظ ایسا ہی کریں
جاؤ مت اے واعظو! ہرگز لطیفوں کی طرف

پڑھتے ہیں جو نعتِ احمد گیت، گانوں کی طرح
کان اپنے مت لگائیں اُن گوئیوں کی طرف

اے ہمارے ماویٰ! ملجا! جلد ہی لیجے خبر
آہ جاتے ہیں کھنچے ہم اب بلاؤں کی طرف

امتی کی لاج رکھنے والے پیارے مصطفیٰ!
ہو کرم کی اک نظر ہم سے مریضوں کی طرف

ہوتی ہے میری شبِ غم کی سحر شاکر رضا
ذہن جب جاتا ہے میرا ان کی یادوں کی طرف

کاوشِ فکر: شاکر رضا نوری مظفر پوری

نعت شریف

خدا نے آپ کے رتبے ہیں یوں بڑھائے حضور
ہر ایک عظمت و رفعت ہے زیر پائے حضور

تمہارا ذکر ہی مشکل میں کام آئے حضور
تمہاری یاد نے رنج والم بھلائے حضور

چمک رہی ہے جو خور میں وہ ہے ضیائے حضور
تمہیں سے ماہ بھی خیراتِ نور پائے حضور

سمائے تیرہ کی سب بدلیاں چھٹیں پل میں
ہوا جہاں میں سویرا جب آپ آئے حضور

خدا کو ذاتِ شہہِ دیں ہے اس قدر محبوب
بنایا کعبے کو قبلہ فقط برائے حضور

زمین حشر پہ موسم میں نفسی نفسی کے
"انا لھا" کے ثمر آپ نے اُگائے حضور

ملی ہے سوزن گمگشتہ ایک لمحے میں
سیاہ رات میں جس وقت مسکرائے حضور

جسے ہو بھیک میسر تمہاری چوکھٹ سے
وہ تاجِ شاہی پہ کیسے نظر جمائے حضور

تو اپنے پاس ہی رکھ نجدیا سعودی ریال
ہمارے واسطے کافی ہے بس عطائے حضور

حدیثِ قدسی میں لولاک" سے ہوا ثابت
بنائے رب نے زمین و فلک برائے حضور

ستائے خوفِ اجل کس لیے تجھے اکرام
ملے گا قبر میں جب تحفۂ لقائے حضور

نتیجۂ فکر: محمد اکرام الحق قادری علیمی کھنڈوہ ایم. پی.

(بموقعہ یوم ولادت ۲ شوال المکرم)

جامع ترین دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ
حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ البقرۃ)

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی عطا فرمایئے
اور آخرت میں بھی اچھائی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچایئے۔

خراج تحسین ببارگاہ ممتاز الفقہا رئیس الاتقیا سلطان الاساتذہ شیخ طریقت رہبر شریعت
استاذ مکرم محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء المصطفی صاحب قبلہ
متعنا اللہ بطول حیاتہ

نائب قاضی القضاۃ فی الہند

از قلم: شمیم رضا اویسی امجدی،
مدینۃ العلماء گھوسی، مؤ، یو۔ پی

==========================

امجدی فکر کی شوکت ہیں مرے علامہ
مظہرِ صدرِ شریعت ہیں مرے علامہ

نازشِ اہلِ طریقت ہیں مرے علامہ
رہبرِ راہِ ہدایت ہیں مرے علامہ

بو حنیفہ کے ہیں پرتو یہ زمانے میں سنو!
نیّرِ فقہ کی طلعت ہیں مرے علامہ

ذاتِ امجد ہے اگر ایک فقاہت کا صدف
اسکا اک گوہرِ حکمت ہیں مرے علامہ

سامنے انکے جھکا دی ہے فقیہوں نے جبیں
نازِ اسلوبِ فقاہت ہیں مرے علامہ

ذات میں انکے نمایاں ہے بخاری کا جمال
شارحِ قولِ رسالت ہیں مرے علامہ

دورِ حاضر کے ہیں وہ رازی' غزالی بیشک
صاحبِ فکر و فراست ہیں مرے علامہ

ان میں ہے مفتی اعظم کے بھی جلووں کی جھلک
اعلحضرت کی نیابت ہیں مرے علامہ

بالیقیں حافظِ ملت کے ہیں وہ عکس جمیل
انکی اِک زندہ کرامت ہیں مرے علامہ

عمر بھر جن پہ رہے تاجِ شریعت نازاں
پیکرِ حق و صداقت ہیں مرے علامہ

خوشہ چیں جنکے ہوئے اہلِ نظر بھی کتنے
زینتِ بزمِ شریعت ہیں مرے علامہ

جنکی بے مثل خطابت پہ بلاغت کو ہے ناز
شاہِ اقلیمِ فصاحت ہیں مرے علامہ

ان سے خائف ہیں زمانے کے سبھی دشمن دیں
حق کی منہ بولتی قوت ہیں مرے علامہ

لاکھ کوشش کریں دشمن نہ مٹا پائینگے
حق کی تابندہ علامت ہیں مرے علامہ

ان سے ہی آج یہ قائم ہے نظامِ گلشن
اہلِ ایماں کی ضرورت ہیں مرے علامہ

زلزلے جسکو حوادث کے گرا سکتے نہیں
ایسی مضبوط عمارت ہیں مرے علامہ

دیکھ کر حوصلہ ملتا ہے مجھے انکو شمیم
مری ہمت مری طاقت ہیں مرے علامہ

نیند نہ آنے کا روحانی علاج

(1) اگر نیند نہ آتی ہو تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ 11 بار پڑھ کر اپنے اُو پر دم کر دیجئے، اِن شاءَ اللہ نیند آجائے گی۔ (بیمار عابد ص 26)

خوشحالی لانے والی سورت

(2) حضرتِ سیِّدُ نا اَنس رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ واقعہ تو نگری (یعنی خوشحالی) کی سورت ہے لہٰذا اسے پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ (مدنی پنج سورہ، ص 103، روح المعانی، 27/183)

حضورِ اکرم گھر والوں کو دَم فرماتے

(3) پیارے آقا ﷺ کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور ﷺ مُعَوِّذات (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔ (مسلم ص 929، حدیث: 5714)

رشتے میں رکاوٹ کا روحانی علاج

(4) لڑکی یا لڑکے کے رشتے میں رکاوٹ ہو یا اس میں بندش کا شبہ ہو تو روزانہ بعد نمازِ فجر باوضو ہر بار بسمِ اللہ شریف کے ساتھ سُوْرَۃُ التِّیْنِ 60 مرتبہ پڑھئے۔ اِن شآءَ اللہ چالیس دن کے اندر اندر کام ہو جائے گا۔ (مینڈک سوار بچھو ص 24)

نعت پاک

حسن محبوب پہ جنت کے نظارے قرباں
آسماں زاد وزمیں زاد بھی سارے قرباں

مصحفِ عارضِ تابانِ نبوت پر ہیں
وسعتِ حسنِ دوعالم کے کنارے قرباں

درجۂ مومن کامل وہ نہیں پا سکتا
ان کی ناموس پہ جو کردے نہ "پیارے" قرباں

جس اشارے سے ہوا چاک وہ ماہِ کامل
اس اشارے پہ ہیں سارے ہی اشارے قرباں

پائی جس آنکھ نے دیدارِ خدا کی طلعت
کیوں نہ اس آنکھ پہ ہوں نور کے دھارے قرباں

یا نبی چشم کرم! وقت یہ ایسا ہے کہ بس
ہوتے ہیں گردشِ ایام کے مارے، قرباں

حرزِ جاں ان کی محبت کو بنا لو نوری!
آتش عشق پہ دوزخ کے شرارے قرباں

رشحاتِ قلم: محمد فیض العارفین نوری علیمی شراوستی

ذہنی آزمائش

صاجزادہ محمد ارشد علوی قادری چشتی
خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف

سوال ۱: کس صورت میں درود پاک پڑھنا فرض ہے؟

جواب ۱: پوری زندگی میں ایک بار درود پاک پڑھنا فرض ہے (طحطاوی صفحہ ۵۷ ۱)

سوال ۲: مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب کتنا ہے؟

جواب ۲: مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نماز کے برابر ہے۔(جزب القلوب صفحہ ۱۲۸)

سوال ۳: سب سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر کس نے کی؟

جواب ۳: سب سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر فرشتوں نے کی۔(زرقانی جلد ا صفحہ ۲۰۶)

سوال ۴: کعبہ شریف میں سب سے پہلے بت کس نے رکھا؟

جواب ۴: کعبہ شریف میں سب سے پہلے بت عمرو بن لحی نے رکھا۔(زرقانی جلد ا صفحہ ۱۸۳)

سوال ۵: خانہ کعبہ کتنے سالوں تک بت خانہ رہا؟

جواب ۵: خانہ کعبہ ایک ہزار سال تک بت خانہ رہا۔(روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۸۳)

سوال ۶: بیت المقدس کی تعمیر کس نے کی؟

جواب ۶: بنیاد حضرت داؤد علیہ السلام نے رکھی پھر اس کی تکمیل حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمائی۔(فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

سوال ۷: تمام نفلی روزوں میں کون سا روزہ سب سے بہتر ہے؟

جواب ۷: تمام نفلی روزوں میں عرفہ کے دن کا روزہ سب سے بہتر ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۸ صفحہ ۴۲۴)

سوال ۸: حضور نبی اکرم ﷺ نے کس سن میں حج ادا فرمایا؟

جواب ۸: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن ۱۰ ھ میں حج ادا فرمایا۔(درمختار و رد المختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

سوال ۹: حج واجب ہونے کی کتنی شرطیں ہے؟

جواب ۹: حج واجب ہونے کی ۸ شرطیں ہے۔(بہار شریعت حصہ ۶ صفحہ ۸)

سوال ۱۰: حج میں کتنی چیزیں فرض ہے؟

جواب ۱۰: حج میں سات چیزیں فرض ہے۔(بہار شریعت حصہ ۶ صفحہ ۱۵)

سوال ۱۱: نکاح کے لئے کون سا دن مبارک اور باعث برکت ہے؟

جواب ۱۱: نکاح کے لئے جمعہ کا دن مبارک اور باعث برکت ہے۔(تفسیر نعیمی پارہ ۱۱ صفحہ ۱۷۱)

سوال ۱۲: کیا نکاح کے لئے گواہ کا ہونا ضروری ہے؟

جواب ۱۲: نکاح کے لئے گواہ کا ہونا ضروری ہے (بہار شریعت حصہ ۷ صفحہ ۱۱)

سوال ۱۳: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی عورتوں سے نکاح فرمایا؟

جواب ۱۳: ۱۱ عورتوں سے نکاح فرمایا ان کے علاوہ چار باندیاں بھی تھیں۔(شرح فقہ اکبر لعلی قاری صفحہ ۱۱۰)

سوال ۱۴: حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ کس نے پڑھی؟

جواب ۱۴: حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ فرشتوں نے پڑھی۔(فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۴۶۷)

سوال ۱۵: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ سب سے پہلے کس نے پڑھی؟

جواب ۱۵: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ سب سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھی۔(زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۷۰)

سوال ۱۶: کیا جنات سے بھی سوالات قبر ہوتے ہیں؟

جواب ۱۶: ہاں جنات سوالات قبر اور حساب و کتاب وغیرہ کے معاملے میں انسان کی طرح ہیں۔(فتاوی حدیثیہ صفحہ ۴۷)

سوال ۱۷: جنت کہاں ہے؟

جواب ۱۷: جنت ساتویں آسمان کے اوپر اور عرش اعظم کے نیچے ہے۔(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۹۷)

سوال ۱۸: جنت و جہنم میں سب سے پہلے کس کی تخلیق ہوئی؟

جواب ۱۸: جنت و جہنم میں سب سے پہلے جنت کی تخلیق ہوئی۔(زرقانی جلد ا صفحہ ۴۶)

سوال ۱۹: جنت کے درجات کتنے ہیں؟

جواب ۱۹: جنت کے ۱۰۰ درجے ہیں۔(مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۴)

سوال ۲۰: جنتی جنت میں کس شکل وصورت میں داخل ہونگے؟

جواب ۲۰: جنتی حضرت آدم علیہ السلام کی شکل میں داخل ہونگے۔(تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۴۷)

سوال ۲۱: دوزخ کے طبقات کتنے ہیں؟

جواب ۲۱: دوزخ کے سات طبقات ہیں۔(خزائن صفحہ ۳۸۲)

سوال ۲۲: سب سے پہلے دھوکہ بازی کس نے کی؟

جواب ۲۲: سب سے پہلے دھوکہ بازی ابلیس نے کی۔(محاضرۃ الاوائل صفحہ ۱۰۶)

سوال ۲۳: سب سے پہلے مونچھیں کس نے پست کرائی؟

جواب ۲۳: سب سے پہلے مونچھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پست کرائی۔ (صاوی جلد ا صفحہ ۵۳)

سوال ۲۴: ارکان حج ادا کرتے وقت سب سے پہلے سر کا بال کس نے منڈایا؟

جواب ۲۴: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔ (محاضرۃ الاوائل صفحہ ۱۳۱)

سوال ۲۵: سب سے پہلے داڑھی کس قوم نے منڈائی؟

جواب ۲۵: قوم لوط نے منڈائی۔ (محاضرۃ الاوائل صفحہ ۸۵)

سوال ۲۶: سب سے پہلے لمبی مونچھ کس قوم نے رکھی؟

جواب ۲۶: قوم لوط نے رکھی۔ (محاضرۃ الاوائل صفحہ ۸۵)

سوال ۲۷: اس امت میں سب سے پہلے نماز کس نے ادا کی؟

جواب ۲۷: اس امت میں سب سے پہلے نماز حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ادا کی۔ (زرقانی جلد ا صفحہ ۲۱۴)

سوال ۲۸: حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے کس فرشتے نے سجدہ کیا؟

جواب ۲۸: حضرت جبریل علیہ السلام نے سجدہ کیا۔ (مواہب لدنیہ جلد ا صفحہ ۱۰)

سوال ۲۹: سب سے پہلے ۲۰ رکعت تراویح کی نماز باجماعت کس نے رائج کی؟

جواب ۲۹: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائج کی۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۷)

سوال ۳۰: سب سے پہلے رات میں پہرہ کس خلیفہ نے دیا؟

جواب ۳۰: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہرہ دیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۷)

سوال ۳۱: لفظ قل سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب ۳۱: لفظ قل سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد ۵ ہے۔ (القرآن)

سوال ۳۲: قرآن مجید کی کتنی سورتیں تین آیتوں پر مشتمل ہیں؟

جواب ۳۲: قرآن مجید کی تین سورتیں تین آیتوں پر مشتمل ہیں۔ (القرآن)

سوال ۳۳: پورے قرآن میں نماز کی تاکید کتنی مرتبہ آئی ہے؟

جواب ۳۳: پورے قرآن میں نماز کی تاکید سات سو مرتبہ آئی ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں صفحہ ۴۳۰)

سوال ۳۴: قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ کو کتنے مقام پر ایھا النبی کہہ کر خطاب کیا گیا؟

جواب ۳۴: قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ کو گیارہ مقام پر ایھا النبی کہہ کر خطاب کیا گیا۔ (کیا آپ جانتے ہیں صفحہ ۴۳۰)

سوال ۳۵: قرآن مجید میں کتنی جگہوں پر دعا مانگنے کی تاکید ہے؟

جواب ۳۵: قرآن مجید میں ستّر سے زیادہ جگہوں پر دعا مانگنے کی تاکید آئی ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں صفحہ ۴۳۰)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود -رضی اللہ عنہ- کا قول:

امام احمد بن حنبل -رحمہ اللہ- مسند احمد میں مشہور صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں سے سب سے بہتر دل محمد ﷺ کے دل مبارک کو پایا، پس اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے چن لیا اور انہیں اپنی رسالت کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث فرمایا، پھر سیدنا محمد ﷺ کے دل مبارک کو چن لینے کے بعد اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو سب بندوں کے دلوں سے زیادہ بہتر دل محمد ﷺ کے صحابہ کے دل پائے اور انہیں اپنے نبی کا جانشین و معاون بنا دیا جنہوں نے دین کی سربلندی کے لیے اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں: «جو کوئی اقتداء کرنے والا ہو تو وہ اصحاب محمد علیہ السلام کی اقتداء کرے کیونکہ وہ اس امت کے نیک ترین لوگ، علم میں رسوخ رکھنے والے، کم تکلف والے، سیدھے راستے پر چلنے والے، بہترین کیفیت والے ایسی قوم ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی صحبت کیلئے منتخب فرمایا ہے۔ پس ان کی فضیلت کو پہچان لیجئے اور ان کے آثار کی اتباع کیجئے کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

کلمات تحسین

سہ ماہی" پیام شعیب الاولیاء"
سنی صحافت میں ایک گراں قدر اضافہ
اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم،
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

اسلام کی تبلیغ واشاعت میں قلم وقرطاس کی اہمیت وافادیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ۔ برصغیر میں جہاد بالقلم کے محاذ پر ہمارے اکابرین کا ماضی نہایت درخشاں ہے اور اس پر ان کی مختلف موضوعات پر تصنیفات و تالیفات اور رسائل و جرائد شاہد و ناطق ہیں ۔ الحمد للہ ہمارے اسلاف کے اخلاف بھی اسی روش پر رواں دواں ہیں اور تصنیفات وتالیفات اور کتب ورسائل کی ترتیب وتدوین اور ان کی نشر واشاعت میں منہمک ہیں ۔

شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۷ھ۔۱۳۸۷ھ) کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ صاحب کشف و کرامات، سراپا رشد و ہدایات اور ایک عظیم مبلغ اسلام ہیں ۔ آپ نے اپنے وطن" براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یو پی ہند میں " دارالعلوم فیض الرسول" کے مقدس نام سے ایک عالی شان دینی درس گاہ کی بنیاد رکھی جسے شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوا ۔ اسی درس گاہ سے ماہ نامہ" فیض الرسول " براؤں شریف جاری ہوا جسے سنی صحافت میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوا ۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیدائی، فدائی ،راہ ورسم منزل ہا کے راہی ،فکر رضا کے امین اور سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چین تھے ۔

الحمد للہ ، نبیرۂ شعیب الاولیاء ومظہر شعیب الاولیاء، افسر ملت مولانا محمد افسر علوی قادری چشتی صاحب زید مجدہ نے حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں " خانقاہ یارعلویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یو پی ہند سے سہ ماہی" پیام شعیب الاولیاء " کا اجراء عمل میں لایا ہے ۔ اس کا پہلا شمارہ رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ/ فروری، مارچ، اپریل ۲۰۲۲ء کو مطلع صحافت پر طلوع ہوا ہے ۔ نبیرۂ شعیب الاولیاء شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء حضرت علامہ الحاج غلام عبد القادر چشتی دامت برکاتہم اس کے سرپرست اعلیٰ اور نبیرۂ شعیب الاولیاء شہزادۂ مختار الاولیاء محمد مسعود احمد رضا علوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نائب سرپرست ہیں ۔ نبیرۂ شعیب الاولیاء صاحب زادہ مولانا محمد افسر علوی قادری زید مجدہ اس کے مدیر اعلیٰ اور مولانا مفتی محمد نعیم امجدی اسمعیلی زید مجدہ نائب مدیر اور مولانا مفتی شاہد رضا امجدی جامعی زید مجدہ معاون ایڈیٹر اور مولانا عمران علی یارعلوی زید مجدہ اس کے مدیر اعزازی ہیں ۔ اس کا پہلا شمارہ ستاون صفحات پر مشتمل ہے ۔ انوار القرآن ،گلدستہ حدیث، یارعلویہ دارالافتاء، درس طب، شخصیات، عصریات، اسلامیات، اصلاح معاشرہ، ذہنی آزمائش اور مکتوبات سہ ماہی" پیام شعیب الاولیاء " کے مستقل سلسلے ہیں ۔ ماشاء اللہ، اس کا پہلا شمارہ صوری اور معنوی ہر لحاظ سے بے مثال نظر آتا ہے ۔ اس میں شامل مضامین ومقالات اور منظومات کے حسنِ انتخاب سے مدیر اعلیٰ کی بالغ نظری اور صحافتی قابلیت اظہر من الشمس ہے ۔ اس کی مجلسِ ادارت اور مجلس مشاورت میں شامل تمام ارباب علم و دانش آسمان علم وقلم کے درخشندہ ستارے ہیں ۔ ان میں سے ہر ایک نام اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک تحریک اور ایک ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ پھر تمام مقالہ نگار بھی جہاد بالقلم کے محاذ پر کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں ۔ سہ ماہی" پیام شعیب الاولیاء " کا پہلا شمارہ نہایت کامیابی وکامرانی سے مطلع صحافت پر طلوع ہوا ہے ۔ اس پر اس کے مدیر اعلیٰ نبیرۂ شعیب الاولیاء مولانا محمد افسر علوی قادری زید مجدہ اور ان کی ساری مجلسِ منتظمہ کی خدمت میں فقیر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے ۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ ۔ بہت خوب اللھم زد فزد ۔ امید واثق ہے کہ اس کا نقش ثانی بھی نقش اول سے نمایاں طور پر سامنے آئے گا ۔

سہ ماہی مجلہ" پیام شعیب الاولیاء " سنی صحافت میں ایک گراں قدر اضافہ ہے اور یہ خوب سے خوب تر کی جانب رواں دواں رہے گا اور احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنا کردار ادا کرتا رہے گا اور حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا آفاقی پیام دنیا کے کونے کونے میں پہنچائے گا کسی نے کیا خوب کہا ہے:

مسلک احمد رضا کے حامی وناصر حفیظ
کل بھی تھے ہیں آج بھی میرے شعیب الاولیاء

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میرے ممدوح حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے فیض عام کو تا صبح قیامت جاری وساری رکھے اور" پیام شعیب الاولیاء " کی مجلسِ منتظمہ کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور اس کے قارئین کے ذوقِ مطالعہ میں مزید تیزی لائے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

دعا گو ودعا جو

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ"

خلیفہ مجاز بریلی شریف"

سرپرست اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل و" ہماری آواز"

مدیر اعلیٰ الحقیقہ وسہ ماہی مجلہ" خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "(انٹرنیشنل)

ادارہ فروغ افکار رضا وختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر ۴۳۷۱۰ (۲۶/رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ/۲۷/اپریل ۲۰۲۲ء بروز جمعرات بوقت ۴:۲۷ قریب العصر)

حضرت سَیِّدُ نا ابو الحسن سَری سَقَطی رحمۃُ اللہِ علیہ نے ایک مرتبہ 60 دینار کے بادام خریدے اور پھر انہیں بیچنے کے لئے ان کی قیمت 63 دینار رکھی، ایک تاجر نے ان سے سارے بادام خریدنے کے لئے قیمت پوچھی تو آپ نے فرمایا: 63 دینار۔ دوسروں کا بھلا چاہنے والے اس تاجر نے کہا: حضور! باداموں کا ریٹ بڑھ چکا ہے، لہٰذا آپ 90 دینار میں یہ بادام مجھے بیچ دیں۔آپ نے فرمایا: میں نے اپنے ربّ کریم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا۔جب اس تاجر نے یہ بات سنی تو کہنے لگا: میں نے بھی اپنے پاک پَرْوَردگار سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کبھی بھی کسی مسلمان بھائی کے ساتھ دھوکا نہیں کروں گا۔لہٰذا میں تو آپ سے یہ بادام 90 دینار میں ہی خریدوں گا۔ چنانچہ نہ تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہ تین دینار سے زیادہ نفع لینے پر راضی ہوئے اور نہ وہ تاجر 90 دینار سے کم میں خریدنے پر تیار ہوا۔

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی محمدِ عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ" اللہ پاک کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل عمل مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔[1] علامہ مناوی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں جو فرمایا اُس کا خلاصہ یہ ہے: فرضِ عین یعنی فرض نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی ادائیگی کے بعد اللہ پاک کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ مسلمان کو خوش کیا جائے۔خواہ اسے کچھ دے کر یا اس سے غم و تکلیف کو دور کر کے یا مظلوم کی مدد کر کے یا اس کے علاوہ ہر وہ عمل جو خوش کرنے کا ذریعہ ہو۔ خوشی اس دلی لذت کو کہتے ہیں جو کسی نعمت کے حاصل ہونے یا اس کے ملنے کی امید پر محسوس کی جاتی ہے۔[2] لوگوں میں خوشیاں بانٹنا اور غم دور کرنا قُربِ الٰہی کے حُصول کا بہترین ذریعہ ہے۔اللہ کے بندوں کا غم ہلکا کرنے والے، انہیں خوشیاں دینے والے گھاٹے میں نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا یہ عمل بے فائدہ ہے بلکہ یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ ہمارے بُزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم نے بھی اس کی اہمیت ارشاد فرمائی ہے، چنانچہ جب کسی نے حضرت محمد بن منکدر رحمۃُ اللہِ علیہ سے پوچھا: وہ کیا چیز ہے جو آپ کے لذّت وسُرور کو باقی رکھتی ہے؟ فرمایا: مسلمان بھائیوں سے ملاقات کرنا اور ان کے دلوں کو خوش کرنا۔[3]

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کا

خصوصی شمارہ

ارباب لوح وقلم--------------سلام مسنون

22 محرم الحرام 1444ھ کو علمبر دار سنیت، شیدائے اعلیٰ حضرت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، شیخ المشائخ، حضور شعیب الاولیاء حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد یار علی قادری چشتی لقد رضی المولیٰ عنہ کا عرس سراپا قدس ہے چونکہ یہ رسالہ اسی ذات عالی کی طرف منسوب ہے اس لیے اراکین مجلہ نے سب سے پہلا خصوصی شمارہ اسی شخصیت کی حیات وخدمات پر شائع کرنے کا عزم بالجزم کیا ہے۔ وابستگان لوح وقلم سے گزارش ہے کہ حضور شعیب الاولیاء کی سیرت وشخصیت حیات وخدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت سے متعلق اپنے گراں قدر مضامین ہمیں ارسال فرمائیں۔ یاد رہے معیاری مضامین ہی شامل اشاعت ہوں گے۔

نوٹ: آپ حضرات اپنی نگارشات 20 ذی الحجہ 1443ھ تک ادارتی ٹیم کے حوالے فرمادیں، بصورت دیگر ہم آپ کی نگارشات شائع کرنے سے قبل از وقت معذور ہیں۔ عناوین کے انتخاب اور مواد کے حصول کے لیے ذیل کے واٹس ایپ نمبرات پر رابطہ فرمائیں۔

محمد افسر علوی قادری
+91 7081 182 040

محمد نعیم امجدی اسمٰعیلی
+91 9984 896 902

شاہد رضا امجدی جامعی
+91 8948 102 127

Email: Payameshuaibulauliyagmail.com